

# Ahnaaf.com

## Islamic Multimedia Library

من گھڑت اسلامی پروپیگینڈے کی بنیاد پر اٹم ہونیوالی ایرانی حکومت کا اصلی چہرہ

# خمینیٰ اور اسلام

حرف قرآن، فضیح صحابہ و خلفاء راشدین اور اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ایک گروہ کی نقاب کشائی

عالم اسلام کو ایک بہت بڑے خطرے سے

آگاہ کرنیوالی تہلکہ خیز کتاب

خانہ کعبہ کے سامنے ایک لاکھ ایرانیوں کا مظاہرہ

تالیف

ابو ریحان فاروقی

ناشر:- اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان



جملہ حقوق محفوظ

خمینی ازم اور اسلام	:	نام کتاب
ابوریحان علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید	:	نام مولف
ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد	:	ناشر
۵۰ روپے	:	قیمت
۱۱۰۰/- گیارہ سو	:	طبع اول
۱۱۰۰/- گیارہ سو	:	طبع دوم
۲۲۰۰/- بائیس سو	:	طبع سوم
۲۲۰۰/- بائیس سو	:	طبع چہارم

## انتہائی قابل غور

خمینی صاحب کے عقائد کے مطالعے کے بعد ہر ناظر پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ شیعہ مذہب اور اسلام دو علیحدہ علیحدہ نظریے ہیں۔ ان کی حقیقتیں اور بنیادیں جدا ہیں۔ اساسی عقائد سے لے کر فروعی مسائل تک ہر مسئلہ میں شیعہ کا نظریہ اسلام سے یکسر مختلف ہے۔

کم علی اور خمینی ازم سے عدم واقفیت اس کے کفر اور زندہ کو ختم نہیں کر سکتی۔ جس جماعت کا نظریہ تحریف قرآن بغض صحابہؓ اور تقیہ و متعہ کی غلاظتوں سے اٹا ہوا ہو۔ اسلام کے امینوں، پاسداروں اور علم زریں اور خلفاء راشدین کے ساتھ عداوت اس کی تحریر کے ہر لفظ سے ٹپک رہی ہو۔ اسے اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ نتھی کرنا بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے۔ اب وقت آچکا ہے کہ ہم تجاہل عارفانہ اور حکمت و مصلحت کے بت پاش پاش کر دیں اور حقیقت حال کا واڈ کاف اظہار کریں۔

(ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی)





# خمینی صاب کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نامی کا اعلان

”اب تک کے سارے رسول جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتیٰ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے امام مہدی کی ہستی ہے اور ”مہدی موعود صریحاً ظاہر ہوں گے“

(تعمیر حیات، مکتبۃ الرافضیہ، ۱۹۸۰ء)

TEHRAN - Iran Khomeini Propagating National Television second network delivered yesterday a message marking the Ninth Day of the 12th Imam, Muzrat Zehdi, the Imam Zaman - Imam of the entire human race.

"The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holy Prophet, Mohammad was not wholly successful in achieving," Imam Khomeini said.

"The revelation for our Holy Prophet is the greatest for Muslims, the celebrations for the Imam Zaman is the greatest for all humanity. I cannot call him a prophet because he was more than that. I cannot call him a prophet because there is no second," the Imam declared.

TEHRAN TIMES  
21 JUNE 1983

عکس تہران ٹائمز، جون ۱۹۸۳ء

یہ اعلان تہران ریڈیو سے ۳ جون ۱۹۸۰ء کو نشر ہوا

# ایرانیوں کا کلمہ طیبہ

www.Ahnaaf.com



از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران (جون ۱۹۸۲ء)





# فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
باب 3		11	عرض مولف
شیعہ کے عقائد 38		13	تقدیم
38 ذات توحید پاک رب العزت میں		باب حصہ اول	
شرک و شراکت		یہود کی تاریخ 22	
38 سیدنا علی کی الوہیت		یہود کی اسلام دشمنی کے پسند واقعات 26	
40 تخلیق جن و انس کا مقصد خدا کی		فتح خیبر کے بعد آنحضرت کا احسان 27	
عبادت نہیں امام کی معرفت ہے۔		عظیم	
41 ایک رافضی کے بدلے میں ایک لاکھ		باب 2	
ناصری جہنم میں		شیعہ کا تاریخی پس منظر 29	
42 عرش و کرسی پر آسمانوں اور جنت جہنم		حضور کی آخری وصیت 30	
میں ائمہ کا تسلط ہے۔		31 شیعہ مذہب کا بانی	
43 وہی زمین کے مالک ہیں		32 عبد اللہ بن سبا کی کارگزاری	
44 آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے		33 ایران کے مجوسی اور سبائیوں کا گٹھ	
خزینہ دار علی ہیں۔		جوڑ	
45 ذات پاک رب العزت پر ولایت کا		تاریخ شیعیت پر اجمالی نظر 36	
قبضہ			
46 شیعنی اور توہمیں رسالت			

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
58	دو ہزار سے زائد روایات	47	اقامت علی کے اعلان سے حضور کا خوف
	باب 5	48	رسول خدا کا میاب نہیں ہوئے
	شیعہ اور مسئلہ ختم نبوت 60	49	رسول خدا مہدی کی بیعت کریں گے۔
61	امامت ہی فی الحقیقت نبوت ہے	50	حضرت علیؑ کی تائید
62	ماتم اور تعزیه داری	51	جنت میں سب سے پہلے علی داخل ہوئے
	باب 6		شیعہ اور حضور ایک نور سے پیدا ہوئے۔
	ایران میں شیعہ مذہب کا پس منظر 65		
68	ایران میں شیعہ مذہب کا دوسرا کردار		باب 4
	حسن بن صباح		شیعہ اور قرآن عظیم 52
	باب 7	52	شیعہ کا مذہب
	شیعہ کے مختلف فرقے 70	53	ایک حقیقت
70	سبائیہ	54	شیعہ کے نزدیک حضرت علی کا قرآن
71	امامیہ اثنا عشریہ	56	تحریف قرآن
71	کیسانیہ	56	تمہارا قرآن
73	مختطوریہ	57	تحریف قرآن کی روایات متواتر ہیں
73	امامیہ		



صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
	حصہ دوم (باب ۱)	73	تاؤیہ
96	جناب خمینی کے عقائد و نظریات	74	قرامیہ
97	ایرانی انقلاب خمینی شیعیت (تعارفی جائزہ)	74	سلیمانیہ
105	ایرانی انقلاب کی نوعیت	74	المنصور
105	عقیدہ امامت کا جمالی بیان	74	نزاری یعنی آغاخان
108	الحکومت الاسلامیہ کی بنیاد پر ایرانی انقلاب کی بنیاد	75	فرقہ اسماعیلیہ
		77	فرقہ بوہرہ
		79	حاصل کلام
			باب 8
	باب 2		اسلامی تاریخ پر شیعہ حکمرانوں کے مظالم کی المناک داستان 82
112	خمینی صاحب اپنی تصانیف میں		باب 9
113	اپنے آئمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقدات		ایران میں اہل سنت پر مظالم کی داستان 86
113	کائنات کے ذرہ ذرہ پر آئمہ کی تکوینی حکومت		میں ہزار اہل سنت کروں کا قتل
114	آئمہ کا مقام ملائکہ انبیاء مرسلین سے بالاتر	87	ایرانی بلوچستان میں اہل سنت پر کیا
115	آئمہ غفلت اور سہو سے منزہ ہیں۔	90	گزر رہی ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
116	آئمہ کی تعلیمات قرآن کی طرح	116	واجب الاتباع ہیں
116	حضرات شیخینؒ ذوالنورینؒ عام صحابہ کرامؒ اور اہل سنت کے بارے میں خمینی کے فرمودات	116	صحابہ کرامؒ خاص کر شیخینؒ کے بارے میں خمینی صاحب کا عقیدہ
152	خمینی کے ان فرمودات کے لوازم و نتائج	126	اس عقیدہ کے خطرناک نتائج
152	قرآنی آیات اور احادیث کی متواتر کی تکذیب	128	خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں
154	رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ	باب 3	
155	قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار از روئے عقل اس پر ایمان ناممکن	خمینی صاحب اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینے میں	
156	خمینی صاحب کے فرمودات کے سلسلہ میں آخری تکمین ترین بات ایک نیاز مندانہ اور مخلصانہ عرضداشت	130	
158	اہل سنت کی طرف سے خمینی کے مداحوں کی خدمت میں	131	چرا قرآن صریحاً اسم امام رانبرہ
		131	خمینی صاحب کے جوابات
		133	یہ کن بد بختوں کا ذکر ہے
		144	حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے بارے میں
		146	اب رہ گئے بس حضرت علیؓ
		باب 4	

ضمینی صاحب کی طرف سے

آنحضرت ﷺ کی (معاذ اللہ) ناکامی کا اعلان

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ دنیا میں عدل کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے، لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتیٰ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ امام مہدی کی ہستی ہے اور "مہدی موعود ضرور ظاہر ہوں گے۔"

(تعمیر حیات لکھنؤ۔ ۱۰ اگست ۱۹۸۰)

## صحابہ کرامؓ سے ایرانیوں کی قربانیاں زیادہ ہیں

”خمینی صاحب“ نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ایران عراق جنگ میں ایرانیوں کی جرات تاریخ ساز ہے۔ ایرانی افواج کا مقابلہ دنیا کی کوئی فوج نہیں کر سکتی۔ روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں، عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانیاں پیش نہیں کیں، کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ قم ایران بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲ نومبر ۱۹۸۲ء)



## خطاب بہ نوجوانان

جناب خمینی کی ایک تقریر پر مشتمل یہ رسالہ فرانس کی خود ساختہ جلاوطنی کے دوران فرانسیسی ہی سے فارسی زبان میں طبع ہوا، اس تاریخی خطاب میں خمینی صاحب کا ایک یادگار جملہ ملاحظہ ہو۔

### مکہ اور مدینہ پر قبضہ

”دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا۔ چونکہ یہ علاقہ محیط الوحی اور مرکز اسلام ہے۔ اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و تسلط ضروری ہے۔۔۔ میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور ﷺ کے روضہ پر پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکر و عمرؓ) (معاذ اللہ) کو نکال باہر کر دوں گا۔

عالم اسلام کا ہر فرد اس وقت و رطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے جب ہر سال حج کے موقع پر اسے اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ بات نظر آتی ہے کہ!

- (۱) دس ہزار ایرانیوں کا خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ۔
- (۲) کئی ہزار ایرانی خواتین اور مردوں نے مسجد نبوی کے سامنے امریکہ مردہ باد کے نعرے لگائے۔
- (۳) تین سو ایرانیوں کو حج کے موقع پر نعرہ بازی کے جرم میں سعودی عرب سے نکال دیا گیا۔
- (۴) ایک لاکھ ایرانیوں نے خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ کیا۔

(۳- ستمبر ۱۹۸۲ء جنگ)



## پاکستانی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے

"ایرانی انقلاب کے قائد آیت اللہ روح اللہ خمینی نے پاکستانی عوام پر زور دیا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت چونکہ امریکہ مفادات کی علمبردار ہے۔ اس لئے عوام کو چاہیے کہ وہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔"

(ازبہ تہران ٹائمز حوالہ روزنامہ جنگ کراچی)



## عرض مولف

اس عہد پر آشوب میں چاروں طرف فتنوں کا طوفان برپا ہے۔ غلط پروپیگنڈہ اور ذرائع ابلاغ کی دھماچو کڑی کا ایسا نمونہ ہے کہ کفر و طغیان بھی حق و صداقت کے لباس میں افق عالم پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ جس جماعت کے عقائد و افکار سے اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ اس کی طرف سے اسلامیت کے ایسے ایسے دعوؤں کا شور برپا ہے کہ اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منافقت و چالبازی، دجل و تلیس کمینگی و ددوں ہمتی، تصنع و بناوٹ اور غیر حقیقت پسندانہ سوچ و فکر کے ایسے ایسے گل کھلائے گئے ہیں کہ حقائق کی چیخ و پکار اور اصلیت کی صدائیں کذب بیانی کے شور تلے دب گئی ہیں۔ شیعہ مذہب کی تاریخ سے عام طالب علم تو واقف ہے مگر سبائیت و رافضیت کے نئے روپ سے بڑے بڑے زیرکوں کو شناسائی نہیں۔

۱۱۔ فروری ۱۹۷۹ء کو جناب خمینی صاحب نے ایران میں ایک امریکی مہرے رضا شاہ پہلوی کا تختہ الٹ دیا۔۔۔ امریکی استعمار کے ہتھکنوں نے چراغ جلانے ہی تھے لیکن مذہب کے نام پر برسر اقتدار آنے کے باعث عالم امام کے کئی حلقوں کی جانب سے خمینی صاحب کے انقلاب کو اسلام کا آئینہ دار قرار دیا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد جب خمینی صاحب کے عقائد کا باب کھلا اور ایرانی اہل سنت پر مظالم کی داستانیں سامنے آئیں تو پوری دنیا کا مسلمان انگشت بدنداں رہ گیا ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی جگہ نئی مذہبی ڈکٹیٹر شپ نے لے لی۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ جیسی اسلام کی اولوالعزم اور سربر آوردہ شخصیات کے خلاف

ایسے کفریہ کلمات ایران کی گلیوں کو چوں میں عام کئے گئے۔ کہ مسلمان دم بخود ہو گئے۔ جدید سبائیت کا کفر اور نئے ذہن کے رافضیوں کی تعصب پرستی عام ہونے لگی۔ اب جبکہ خمینی صاحب پوری طرح اپنی کتابوں اور پیغامات کے ذریعے اپنی اصلی صورت میں سامنے آ گئے ہیں تو ہم نے بھی مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو عالم اسلام کے اس عظیم فتنہ کے تعارف کے طور پر ایک دستاویز خود انہی کی کتابوں سے اخذ کر کے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔

کتاب مذکورہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ خمینی صاحب کی تمام معتمد کتب اور آئمہ کے پیش کردہ عقائد پر مشتمل ہے۔ اس کے ۹ باب ہیں جبکہ دوسرا حصہ مشہور اسلامی مفکر حضرت مولانا منظور محمد نعمانی کے رسالہ الفرقان کے ایک واقع مضمون پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کے مطالعہ سے جدید سبائیت یعنی خمینی ازم کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔





## تقدیم مقدمہ طبع اول

ایران کے حالیہ انقلاب کے لیڈر جناب خمینی صاحب مذہب اثنا عشری رافضی ہیں۔ ان کے عقائد کا سرسری جائزہ زیر نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جن لوگوں نے شیعہ کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں اثنا عشری شیعہ تحریف قرآن اور نبوت کے مقابلہ میں عقیدہ امامت کو اپنے عقیدہ کی اساس قرار دیتے ہیں۔

عقائد شیعہ کے مطابق جناب خمینی اس دور میں آیت اللہ العظمیٰ اور نائب امام مہدی ہیں۔ شیعہ کے مطابق امام مہدی ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۵/۴ سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے اور پھر قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ اندریں صورت پاکستان میں جو مسلمان بھی جناب خمینی کا آیت اللہ یا امام کے لفظ سے ذکر کرتا ہے۔ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر رافضیت کا پرچار کر رہا ہے۔

شیعہ مذہب کی بنیاد کتب اربعہ اصول کافی، تہذیب، استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ پر ہے۔

خمینی صاحب کی تمام کتابوں کی بنیاد بھی یہی کتابیں ہیں۔ ان کے نزدیک اصول دین پانچ ہیں۔ (۱) توحید۔ (۲) عدل۔ (۳) نبوت۔ (۴) امامت اور (۵) قیامت۔ یہیں سے اہل سنت کے ساتھ شیعہ کا اصولی اور بنیادی اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔

امام الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے سیف المسلول میں اور مولانا عبدالشکورؒ لکھنویؒ نے اپنی جملہ کتب میں ایسی شرح و بسط کے ساتھ شیعہ کے عقیدہ امامت اور امام معصوم، مختار کل، مامور من اللہ ہونے اور اسی طرح کے جملہ بے بنیاد عقائد کی دھجیاں بکھیری ہیں اور صرف اسی عقیدہ امامت کی بنیاد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں شیعہ کا قطعی کفر ثابت کیا ہے۔

شیعہ کے اسی عقیدہ امامت کے بارے میں جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے گرامی ملاحظہ ہو۔

”امام معصوم کا عقیدہ جس نے شیعوں میں رواج پایا اور جس پر درحقیقت مسلک تشیع کی بنیاد قائم ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ بے اصل ہے بلکہ شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے۔ جس سے اس نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کے لئے خصوصاً اور اس کے مطالبات اور اس کی مہمات کو عملاً معطل کر دیا ہے۔ اس نے امامت کے لئے معصومیت کی ایسی شرط لگائی ہے کہ جس کا محقق ہونا اور دائماً اور مستقلاً محقق ہونا غیر ممکن تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرون حاضر میں بھی شیعوں کے عقیدہ کے مطابق آئمہ معصومین ظاہر ہوتے رہے۔ ہر امام کی وفات کے بعد کئی کئی فرقے بنتے رہے اور بعد میں جب آخری امام معصوم غائب ہوئے تو کئی صدیوں سے اس دین کے تمام تر مہمات بلکہ وہ سارے کام جو دین کی اصلی روح ہیں۔ آج تک معطل چلے آرہے ہیں کیونکہ یہ سب کام امام معصوم پر منحصر ہیں اور امام معصوم غائب ہیں اگر اس پر شیعہ متنبہ نہیں ہوتے شیطانی دھوکہ میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ ہم صبر کریں۔۔۔۔۔“

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۳۵ء)

مولانا مودودی صاحب کی اس رائے کے مطابق جبکہ شیعہ حضرات ایک بڑے شیطانی دھوکے میں مبتلا ہیں۔ آج کس طرح ان کی جماعت کے موجودہ سربراہ اسی عقیدہ کے علمبردار جناب خمینی کو اسلامی انقلاب کا علمبردار قرار دے رہے ہیں۔ کم علمی، کم مائیگی اور جہالت نے کیا کیا گل کھلائے ہیں کہ بڑے بڑے اسلام کے بی



خواہ خمینی صاحب کے پر فریب نعروں اور دجل و تلیس سے آلودہ لڑیچہ کی سطحی غوغا آرائی سے ایسے متاثر ہوئے کہ اصحاب ثلاثہ کے اس دشمن اعظم کی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو چھوڑ کر پاکستان کے ایرانی سفارت خانے میں نہایت عیاری اور مکاری سے تیار ہونے والے لڑیچہ کو خمینی کی اصل آواز قرار دے کر اسے اسلام کا ٹھیکیدار قرار دینے لگے۔

آپ حیران ہوں گے کہ دنیا بھر کے ایرانی سفار خانوں کے ذریعے اتحاد اسلامی کے پر فریب نعروں پر مشتمل جو لڑیچہ پھیلا یا جا رہا ہے جناب خمینی کی تصانیف کے ساتھ اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔

ایرانیوں کے پروپیگنڈے کا رخ امت مسلمہ کی طرف ہے۔ اس میں سرفہرست اسلامی اتحاد کی دعوت اور لاشیعہ ولاسنیہ اسلامیہ اسلامید کا دلکش اور پر فریب نعرہ ہے۔

اتحاد اسلامی کے اس نعرے میں فریب اور جھوٹ کو بڑا دھڑل ہے۔ اس کے دجل کے شواہد کی فہرست بہت طویل ہے۔ زیر نظر مجموعہ اسی کی نشاندہی کے لئے منظر عام پر لایا گیا ہے۔

عالم اسلام میں کوئی گروہ جناب خمینی کے اقتدار کو اسلامی انقلاب قرار نہیں دیتا۔ تاہم پاکستان میں خمینی صاحب کی حمایت پر تین طبقے برسر عمل ہیں۔ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ لوگ خمینی صاحب کے عقائد و نظریات سے بھی متفق ہیں یا سرے سے انہیں اس کے عقائد سے بحث ہی نہیں فقط منہ کا ذائقہ تبدیل کرنے یا پھر سال بھر میں ایک آدھ مرتبہ ایران کی کسی تقریب میں شرکت کی دعوت ان کا مطمع نظر ہے۔

مجھے دنیا کے ہر ملک بشمول پاکستان میں پھیلے ہوئے ہزاروں کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں پر کوئی گلہ نہیں جو خمینی صاحب کی امریکہ دشمنی کی بناء پر اس کے مداح ہیں۔ تاہم افسوس اس اسلام پسند طبقہ پر ہے۔ جو خلافت صدیقیؒ اور عدل فاروقیؒ کو اسلامی مملکت کی بنیاد تو قرار دیتے ہیں اور خلافت راشدہ کے دور کو پوری اسلامی تاریخ کا نہایت سنہ اور

گردانتے ہیں۔ مگر ایران کے ایک ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ جس کے قلم سے شیخین کو غدار اور ملعون تک الفاظ نکلے ہیں۔ جو خلافت راشدہ سے اس قدر بغض اور عناد رکھتا ہے۔ ”الحکومت الاسلامیہ“ نامی اپنی کتاب میں نہایت مکاری کے ساتھ اس سترے دور سے صرف نظر کر جاتا ہے۔ جس عیار نے غیر مسلم اقوام سے کہیں آگے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا کہ شاید دنیا کے بڑے بڑے غیر مسلم سکالروں، دانشوروں اور مستشرقین کی بے شمار انگریزی اور فرانسیسی کتابوں میں انسانیت کے حقوق کے حوالے سے اسلام میں جس شخصیت کے ترانے گائے گئے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

مگر آپ تعصب کی آگ میں جلنے والے ایرانی خمینی صاحب کی کتاب ”اسلامی حکومت اور ولایت فقیر“ کی عبارت کا ایک پیرا گراف ملاحظہ فرمائیں۔

فقد ثبت بضرورہ الشرع والعقل ان  
ماکان ضروریا ایام الرسل وفی عہد  
امیر المومنین علی بن ابی طالب  
من وجود الحکومت لایزال ضروریا  
الی یومنا ہذا

شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت  
ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم اور امیر المومنین علی بن ابی طالب  
علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا وجود  
جس طرح ضروری تھا اسی طرح ہمارے  
زمانے میں ضروری ہے۔

(الحکومت الاسلامیہ ص ۷۶)

اس جگہ اور اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلے میں عہد نبوی کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ ہی کے عہد خلافت کا ذکر کیا ہے۔ دور شیخانؒ اور حضرت عثمانؓ کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے۔ یہ رویہ اس نے اس لئے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہؓ کی حکومت کو بھی اسلامی حکومت قرار دے کر یہاں

ذکر کرتے جیسا کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو ان کی اصل طاقت ہیں ان کو ولایتِ تقیہ کے منصب کے لئے نااہل قرار دے کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ اور مسلک کے مطابق ان کے بارے میں یہاں بھی کشف الاسرار کی طرح رائے زنی کرتے تو جو غیر شیعہ طبقہ اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بلاشبہ زیر نظر کتاب میں شیخین کے بارے میں خمینی کی کتاب ”کشف الاسرار“ کی پوری عبارتیں اپنے مقام پر موجود ہیں۔ تاہم اسلامی حکومت کی اس مذکورہ کتاب سے بھی ان کا باطن شیخین اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر خمینی صاحب کی تعریف کوئی طبقہ صرف اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ امریکہ کا مخالف ہے تو امریکہ کے بڑے مخالف روس کی اس سے بھی زیادہ تعریف بلکہ صحیح معنی میں روسی ایجنٹ بن کر ان کو اس کا حق نمک خواری ادا کرنا چاہیے اور اگر اسی طبقہ کے خیال میں ایران میں پردہ کا شرعی نفاذ اس کی تعریف کا سبب ہے تو اسے شیعہ کے بوہری فرقہ کا سب سے زیادہ مداح ہونا چاہیے کیونکہ پردہ کی پابندی میں یہ گروہ مشہور ہے۔

حیرت ہے کہ ایک شخص کے عقائد و نظریات صرف اہل اسلام کے مخالف ہیں۔ اس کے قلم سے خلفاء راشدینؓ کے خلاف بغض و عناد اس طرح آشکار ہے۔ جس طرح سورج روشن ہے۔ اس کا کلمہ، قرآن، نماز، زکوٰۃ، اذان، عشر الغرض کوئی اصول اہل اسلام کے مطابق نہیں ہے۔

صرف تقیہ کے گورکھ دھندے کی آڑ میں ان کی اپنی کتابوں سے تجاہل عارفانہ کے تحت صرف نظر کر کے قرآن کی صحت کے اقوال، اسلام کے آفاقی نظام کی دعوت کے نعرے اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں اور رسائل کے ذریعے بعض سادہ لوح مسلمانوں کے قلوب و اذان کو غلط فہمیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔



زیر نظر معلوماتی گلدستہ اسی سادہ لوحی کے خلاف ایک جہاد کا آغاز ہے۔ تاکہ امت مسلمہ کو ایک بہت قلیل اور بیمار ذہن رکھنے والی آبادی کے کفر و شرک اور صحابہؓ دشمنی کی یلغار سے بچایا جاسکے۔ جو عہد حاضر میں ایرانی سوراؤں کے بے بنیاد ہتھکنڈوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

گلے گلے کے عوض جو علماء سوہر دور میں اپنے ضمیروں کا سودا کرتے رہے۔ سرمائے کی جسٹکار نے جن کے قلوب کو پڑ مردہ کر دیا۔ وہ ایرانی سفارتخانہ کے ذریعے اپنا قد کاٹھ بڑھانے کے لئے دشمن اصحاب رسول کی تعریف کر کے روسیاهی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔

کئی ایرانی مبلغ، آیت اللہ، آغا مولوی، روح اللہ، المنظری، حجتہ اللہ وغیرہ کے القاب سے مزین ہو کر زرق و برق جے زیب تن کر کے عالم اسلام کے کئی ملکوں میں اتحاد اسلامی کے راگ الاپتے نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ چند ضمیر فروش ملاؤں اور بالخصوص پاکستان کے مفاد پرست مشائخ کا جب رابطہ قائم ہوتا ہے تو ایرانی مبلغ بزم خویش بہت بڑی فتح حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کالی بھیڑوں اور شکم کے بندوں کے پیچھے ایک فیصد مسلمان بھی نہیں ہوتے۔

۱۹۷۹ء فروری کے ایرانی انقلاب کے بعد خمینی صاحب نے اعلان کیا کہ پاکستانیوں کو چاہیے کہ فوری طور پر اپنی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ کچھ عرصہ کے بعد خمینی صاحب کے تربیت یافتہ ایرانیوں نے ایک جھٹہ کی صورت میں حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے ہڈ بازی کر کے عالم اسلام کے سب سے بڑے مرکزی بے حرمتی کی۔ حرم شریف مکہ اور حرم نبوی میں اللہ اکبر اور خمینی رہبر کے نعرے لگائے گئے۔ خمینی کے نوٹو مسجد نبوی کے ستونوں پر نصب کئے گئے۔

ایام حج میں جس ہستی پر ساری توجہ مرکوز ہونی چاہیے اور جس کے لئے لبیک اللہم لبیک کہا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر اپنے اپنے لیڈروں کی تصویریں حرم شریف

کے گرد پھیلا دی جائیں اور ان کے ساتھ ان کے اپنے نعرے گونجیں تو کیا جج کی ساری فضا تباہ نہیں ہوگی۔ سعودی فرمانروا شاہ خالد (مرحوم) نے جب اس ہنگامہ آرائی پر سخت اعتراض کیا تو اسلام کے اس نام نہاد ٹھیکیدار نے سعودی حکومت کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا۔ اس موقع پر خمینی صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے تھا کہ عالم اسلام کے اس مرکز میں انتشار پیدا کر کے شعوری طور پر وہ امریکہ اور روس دونوں کے ایجنٹ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں اور خود جس کا خلافت راشدہ پر ایمان نہ ہو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں سے امریکہ یا دوسرے کسی ملک کی دشمنی سرٹیفکیٹ مانگتا پھرے۔

میں نے اپنی کتاب ”فیصل اکڈروشن ستارہ“ کے طویل مقدمہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ بعض لوگوں کی یہ ذہنیت کہ امریکہ دشمنی ہی اسلام ہے۔ سراسر نا انصافی پر مبنی ہے۔ عقل و فہم سے عاری ان لوگوں کو یہاں تک شعور نہیں کہ اس جملہ کے مطابق روس اسلامیت کا سب سے بڑا علبردار ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے دو سامراج ملکوں ”امریکہ اور روس“ میں کسی ایک کی مخالفت اور دوسرے کی حمایت احساس کٹری اور اسلامی تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اسلامی تاریخ پر غائرانہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں روم اور ایران کی دو طاقتیں دنیا میں جلوہ گر تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتحاد نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایک کے ظلم کو دوسرے کے ظلم سے کمتر سمجھا۔ آنحضرت ﷺ نے بیک وقت دونوں کا مقابلہ کیا۔

عہد حاضر میں روس اور امریکہ کی دونوں طاقتیں اسلام دشمنی میں ایک دوسرے سے آگے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مفادات کے مطابق پوری دنیا کے مسلمانوں کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمان خواہ مخواہ شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو لوگ پاکستان میں افغانستان کے مجاہدین کی لڑائی میں مظلوم مسلمانوں کو مجرم قرار دے رہے ہیں وہ بھی



شعوری طور پر روس اور ہرک کارل کے ایجنٹ اور پیروکار ہیں۔ اگر نظر غائر سے ان لوگوں کا مشاہدہ کریں تو انہیں میں کئی افراد جناب خمینی کی حمایت میں آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ پاکستان میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔

شیعہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ یہودیت کے عرب سے اخراج کے بعد انہی کی جگہ پر عرب میں نمایاں ہوا چنانچہ عبد اللہ بن سبا یمن کا رہنے والا نسل "یہودی تھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں یہ بظاہر مسلمان ہوا۔ اسی نے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے اسی نے عقیدہ امامت کا مسئلہ گھڑا اور صحابہؓ کے متعلق ایسا ایسا زہرا گلا کہ بڑی بڑی جلیل القدر اسلامی شخصیات کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کر کھڑا کر دیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادتیں ایک ہی سلسلے کی کڑی تھیں۔ ان کے پیچھے یہود و مجوس کا گٹھ جوڑا اور شیعہ عبد اللہ بن سبا کی سازشیں کار فرما تھیں۔

مذہب شیعہ کی بنیاد ہی اسلام کو بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے ہی رکھی گئی ہے۔ بنو عباس اور بنو امیہ کی لڑائیوں میں شیعہ کا شاطرانہ کردار نہایت گھناؤنا رہا۔

سانحہ بغداد کا ذمہ دار ابن علقمی، سلطان صلاح الدینؒ کی فوج کا جاسوس ابن جرف، نور الدین زنگی کا قاتل، تاتاری فتنہ، قرامطی اور باطنی فتنے، فلاسفہ اور منطقہ کے اسلام پر حملے۔ عہد حاضر میں سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق، نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر، سب کے سب شیعہ تھے۔

اسلامی تاریخ کے بڑے سے بڑے جس سانحے کو آپ کرید کر دیکھیں اس کی تہ میں آپ کو شیعیت و رافضیت کی مکارانہ ذہنیت نظر آئے گی۔ عالمیوں نے مغرب اقصیٰ اور مصر میں اہل سنت پر کس قدر مظالم ڈھائے۔ عباسیہ، عثمانیہ اور مغلیہ دور میں انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ نوابان اودھ نے کونسی کسرباتی چھوڑ دی۔ پھر حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھایا خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ابن علقمی نے بغداد میں وہ قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک پہلے تو لاشوں اور خون کا دریا بن گیا۔

اور آخر علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو کتابوں کی سیاہی سے سمندر تک دریا بھی سیاہی کا دریا بن گیا۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اتار دی۔ جس نے حضرت علیؑ کی پہلی خلافت و امامت کے عقیدے کے خلاف زبان کھولی۔ آصف خان نے دہلی کے نادر شاہ کو بلا کر قتل عام کرایا۔ ملتان میں ابو الفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے کتنی بار ہولی کھیلی۔

رضیہ کے زمانے میں دہلی کی جامع مسجد میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو عین جمعہ کی نماز میں مشغول پا کر تمام نمازیوں کو تلوار کی دھار پر رکھ دیا۔ مجھے از حد افسوس ہے کہ ہندو پاک میں علماء اہل سنت کی شیعہ کے خلاف جس قدر تنظیمیں قائم ہیں ان کے اکثر مبلغین شیعہ کے عقیدہ ماتم، تعزیر داری، مرثیہ خوانی، متعہ اور تقیہ ہی کو آئیڈیل بنا کر اسی کو اپنی تحقیق و ریسرچ کا محور بناتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ کے ماتمی جلوس ایک بہت بڑی سیاسی طاقت کا مظاہرہ ہوتے ہیں۔ پوری دنیا میں اسلام کی اصل روح کو مسخ کرنے کے لئے اسلام ہی کے نام پر قائم ہونے والی اس گروہ کی سازشوں اور مکاریوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہے۔ اس کی سازشوں سے قرون اولیٰ اور وسطیٰ کی پوری تاریخ زخمی ہے۔

پوری دنیا کے اسلامی ملکوں کو چاہیے کہ ایران جیسے ملک کو جس کی موجودہ حکومت اسلام اور اس کی تعلیمات سے یکسر دور ہے سوائے پروپیگنڈہ اور بے بنیاد لٹریچر کے اس کے اساسی عقائد میں قرآن اور خلافت راشدہ کا صریح انکار ہے۔ نبوت کے مقابلے میں متعہ اور امامت کے عقیدہ کی بنیاد کے باعث یہ گروہ ضروریات دین سے یکسر علیحدہ ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری اسلامی دنیا کو چاہیے ایسے ملک کو اسلامی مملکت کے دائرے سے نکال دیا جائے۔ اگر آج کوئی عیسائی، یہودی اور دھریہ ملت اسلامیہ کو دھوکہ دینے کے لئے اپنی مملکت کو اسلامیت کا نام دے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہ ہو گا کہ بلا توقف اسے اسلامی وحدت میں شمار کیا جائے۔

ناظرین کرام خمینی کے شیعہ مذہب کا مطالعہ کر کے خود محسوس کریں گے کہ اسلام اور خمینی ازم میں کس قدر واضح فرق ہے۔

## باب 1

## حصہ اول

## یہود کی تاریخ

حضرت یعقوب علیہ السلام کو قرآن عظیم کی اصطلاح میں اسرائیل کہا گیا ہے۔ آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے پیروکار اپنے آپ کو بنی اسرائیل یا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہود کی اولاد کی طرف نسبت کر کے قوم یہود کہلاتی ہے۔ اس قوم کی ہم نافرمانیوں اور بے پناہ ستم کاریوں سے ہر دور کے انبیاء۔ ان کی تیشہ زنی کا شکار رہے۔

یہود کی فطرت و سرشت معصیت و کفران اور شرارت و خباثت کے اسی خمیر سے گوندھی گئی جو روز ازل سے ان کی طبائع میں ودیعت کی گئی تھی۔ قرآن عظیم کا بیان ہے۔

يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ (القرآن پ ۱)

تاریخ طبری کے مطابق ۴۰ ہزار انبیاء قتل کیے گئے۔ ان تمام کو یہودی کی جفا کاریوں کا نشانہ بننا پڑا۔ ڈھائی اور ہٹ دھرمی کا براہو، انبیاء کے انداز و ترہیب پر یہود کہتے۔

وَقَالُوا لَنْ تَمْسُقَنَا الْإِيمَانُ مَا مَعَدُّوهُ

یہود کا یہ زعم باطل قرآن عظیم میں دوسری جگہ بیان کیا ہے۔

نَحْنُ ابْنَاءُ اللَّهِ وَاحِبَاءُ

ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ (القرآن)

خود موسیٰ علیہ السلام کو اس قوم نے دھوکہ دیا۔



فاذہب انت و ربک فقاتلانا ہنا قاعدون

ہزاروں نہیں تو سینکڑوں قرآنی آیات اس بات پر شاہد ہیں کہ دنیا کی پوری تاریخ میں یہود سے زیادہ فتنہ سالماں، دھوکہ باز، شریر اور فساد کی قوم پیدا نہیں ہوئی۔

قرآن کریم کی چند شادتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فبما نقضہم میثاقہم لعناہم ۱۰ الخ

پس صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

۲۔ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ

وہ کلام اللہ کو اس کی حقیقی مفہوم اور اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں۔

۳۔ وقد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ الخ (بقرہ - رکوع ۹)

ان (یہودیوں) سے کچھ لوگ ایسے تھے جو کلام اللہ کو سنتے تھے اس کو بدل دیتے تھے۔

۴۔ من الذین ہادوا ینحرفون الکلم عن مواضعہ (سورۃ نساء - ع ۷)

یہودیوں میں بعض لوگ کلام اللہ کو اس کے مواقع سے بدل دیتے تھے۔

حاصل یہ نکلا کہ کلام اللہ میں تحریف و تبدیلی یہود کی عادت اور شرارت تھی۔ جس

کی نسبت قرآن کو متعدد مقامات پر نہایت صراحت کے ساتھ اس تحریف کا ذکر کرنا پڑا۔

یہود نے کذب و افتراء اور بہتان باندھنے تک سے گریز نہ کیا۔ فتنہ پردازوں اور

شرانگیزی میں اس قوم کا کوئی ثانی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے عہد سے قبل کی تاریخ یہود

کے بعد آپ کے مبارک عہد کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

قرآن عظیم کا بیان ہے:-

(۱) لتجدن اشد الناس عداوہ للذین امنوا للیہود والذین اشركو

(سورۃ مائدہ ۸۱) کھلم کھلا انہوں میں سے مسلمانوں کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا یہودیوں



اور مشرکوں کو پائے گا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت مدینہ کی تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ زیادہ تر آبادی اوس و خزرج کے دو قبائل پر مشتمل تھی۔ ان کی آخری خون ریز جنگ نے انصار کا زور توڑ دیا تھا۔ نتیجتاً یہود کا زور پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا۔ مدینہ کے اطراف میں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ تین بڑے بڑے یہودی قبائل آباد تھے۔ ان کے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعے تھے۔ یہ لوگ مدینہ کے کاروبار پر چھائے ہوئے تھے۔

(تاریخ ابن ہشام ص ۳۹۱ ج ۱ بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۱ سید نور الحسن شاہ) معاہدہ کے امور و رج ذیل تھے۔

۱- بوقت جنگ یہود کو جان و مال سے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا۔

۲- مدینہ پر اگر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو یہود پر آنحضرت ﷺ کی مدد لازمی ہوگی۔ (سیرت ابن ہشام ص ۷۸ ج ۱) لیکن بعد میں مشہور یہودی ابو رافع کو جو اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے اور جھوٹے اشعار کہنے کے جرم میں عبد اللہ بن ابی عقیق نے قتل کیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۵۷ ج ۲)

۳- بنو قریظہ نے بھی بنو نضیر کی طرح عہد شکنی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک معاہدہ کے سلسلہ میں ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے قتل کی سازش کی۔ ایک شخص عمرو بن ود کو مکان کی چھت سے آپ پر پتھر گرا کر شہید کرنے کے لئے مقرر کیا۔ آپ کو بذریعہ وحی اطلاع ہو گئی آپ واپس تشریف لے گئے۔

زر قانی ص ۹۳ ج ۲

۴۔

یہود مدینہ نے دوسری مرتبہ آپؐ کو دعوت دی اور پیغام بھیجا کہ آپؐ بھی تین آدمی لے کر آئیں۔ ہم بھی تین عالم لے کر آتے ہیں تاکہ باہمی گفتگو کے بعد اسلام لائیں۔ آپؐ کو ایک صحیح ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہودیوں نے آپؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ آپؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان پر حملہ کا حکم دیا۔ محاصرہ ۱۵ روز تک جاری رہا۔ آخر وہ ترک وطن پر آمادہ ہو گئے۔ قرآن کریم میں بنو نضیر کی جلا وطنی کا ذکر سورۃ حشر میں موجود ہے۔

۵۔

بنو نضیر جلا وطنی کے بعد خاموش نہیں بیٹھے۔ ان کے بڑے بڑے سردار مکہ معظمہ پہنچے اور مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ساتھ لے کر ایک ایک بستی میں پہنچے اور تمام عرب کا دورہ کر کے کئی ہزار کی تعداد میں لشکروں کو جمع کر کے جنگ پر آمادہ کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے یہود کا علمی اور مالی تفوق غارت ہونے لگا۔ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روز افزوں ترقی سے ان کی آتش حسد و عناد بھڑک اٹھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جب مشرکین مکہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بدر کے مقام پر نبرد آزما ہوئے اور فتح و نصرت نے آنحضرتؐ اور آپؐ کی جماعت کے قدم چوم لئے۔ مورتوں کے پجاری ہار گئے اور شرک کے بھی خواہ غارت گر جنم ہو کر شکست و ریخت سے دوچار ہوئے تو یہود مدینہ آتش زیر و پا ہو گئے۔

سب سے پہلے بنو نضیر نے عہد شکنی کی۔ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس قبیلہ کی بے وفائی نے آنحضرت ﷺ کی ذات پر گہرا اثر ڈالا۔ آپؐ نے سوال میں ان پر حملہ کر کے دس دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ بالاخر یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپؐ نے سب کو جلا وطن کر دیا۔

## یہود کی اسلام دشمنی کے چند واقعات

۱- کعب بن اشرف یہود عرب کا سردار تھا۔ بہت بڑا شاعر تھا۔ اسلام دشمنی میں اپنی مثال آپ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے دلی بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اپنے اشعار میں حضورؐ کی دشمنی اور بدگوئی اس کا مشن تھا۔ غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے سرداروں کی ہلاکت پر اس کو اس قدر قلق اور صدمہ ہوا کہ دانت پس کر رہ گیا۔ چالیس آدمی لے کر مکہ گیا۔ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکین مکہ کو انتقام پر برا انگیکھتے کیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۳۲ ج ۳)

اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک مرتبہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی۔ بالاخر آپؐ کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اسے ربیع الاول ۳ھ میں قتل کر دیا۔

(سیرت النبی ص ۳۷۳ ج ۱)

۲- ابو رافع بن ابی الحقیق بھی یہود کا سردار تھا۔ کعب بن اشرف اس کا نواسہ تھا۔

۳- یہودی عورتوں کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ ایک موقع پر ایک یہودیہ ظالمہ نے

مکان کی چھت سے پتھر گرا کر آنحضرتؐ کے ایک انتہائی محبوب صحابی کو شہید کر

دیا۔ اسے قصاص میں قتل کیا گیا۔ احادیث کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ

عورت جب قصاص میں قتل کی گئی تو اسے اپنے کئے پر کچھ پشیمانی نہ تھی۔

(بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۹)

۴- حمی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع (سرداران یہود) نے کئی مرتبہ

مدینہ پر حملے کرنے کے منصوبے بنائے۔ (سیرت النبی ص ۳۳۹ ج ۱)



۵۔ یہود خیبر، بنو عطفان، بنو فزارہ وغیرہ کے حملے کی پیش بندی کے لئے آنحضرت ﷺ نے ۱۴ سو صحابہؓ کے ہمراہ بیس ہزار یہودیوں کا مقابلہ کر کے خیبر کے دس قلعے فتح کئے۔

## فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ کا احسان عظیم

فتح خیبر کے بعد آپ یہود کو قتل یا جلا وطن کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے خیبر کی زمین علاقہ کی وفاداری کی یقین دہانی پر عطا کر دی۔ ان کی زمینوں اور باغات کو برقرار رکھا۔ فتح و غلبہ کے بعد قتل نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ نے ایک لقمہ تناول فرما کر کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت ثراء بن براء نے زیادہ کھالیا۔ وہ شہید ہو گئے۔

چنانچہ یہودیہ عورت کو قصاص میں قتل کیا گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ یہودیوں نے حضورؐ کے خلاف ایک لشکر تیار کیا۔ اس طرح مشرکین مکہ اور تمام عرب قبائل کا لشکر ذی قعدہ ۵ھ میں مدینہ منورہ چڑھ آیا۔

مشہور تو یہ ہے کہ اس لشکر کی تعداد دس ہزار تھی مگر بخاری کی شرح فتح الباری میں تصریح کی گئی ہے کہ ان کی کل تعداد چوبیس ہزار، زائد تھی۔ اسی لشکر کے مقابلہ کے لئے آپؐ نے مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کو خندق کی لڑائی کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر صحابہؓ نے اپنی عورتوں اور بچوں کو قلعہ بند کر لیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ سابقہ معاہدہ کی رو سے بنو نضیر مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیتے مگر انہوں نے عورتوں کو نہتا سمجھ کر ان کو زک پہنچانا چاہی۔



یہ قلعہ یہود کے قبیلہ سے متصل تھا۔ انہوں نے رات کے وقت قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ایک یہودی قلعہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ حضرت صفیہؓ (آنحضرت ﷺ کی پھوپھی) نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا۔ یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں فوج کا ایک دستہ بھی متعین ہے۔ اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرات نہ کی۔

۲۳ ذی قعدہ ۵ھ کو آپ جنگ خندق سے واپس آئے تو اللہ کے حکم سے اسی وقت بنو قریظہ پر چڑھائی کا حکم ملا۔ بالاخر بنو قریظہ کو عہد شکنی کی عبرت ناک سزا دی گئی۔ جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں۔ (زر قانی ص ۱۲۹ ج ۲)



## باب 2

## شیعہ کا تاریخی پس منظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے بعد یہودیت کا مستقبل سرزمین عرب میں تاریک ہو گیا۔ ایک طویل عرصہ تک یہودیوں کی ستم کاریوں، عہد شکنیوں اور تیشہ زنیوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہوتا رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدنی زندگی میں یہودیت کی جفا کاریوں کا شکار رہے۔ آپ کو مشرکین مکہ کی واضح دشمنی اور کھلے عام عداوت سے وہ دکھ نہ پہنچا جو یہود کی محلاتی سازشوں، من گھڑت قسم کی پھیلائی ہوئی افواہوں اور آئے دن کے بغض و عناد سے آلودہ چالبازیوں سے آپ کو ذہنی کوفت قلبی صدمہ، پریشانیوں کی ٹیس اٹھانا پڑی۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد فتنوں کا آغاز ہوا۔ کئی قبائل زکوٰۃ سے منحرف ہو گئے۔ یہود کی ایک آبادی جھوٹے مدعی نبوت میلہ کذاب کی پیروی کا رہن گئی۔ اگر نظر غائر سے ان تمام بستیوں اور قبیلوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر ان کے درپردہ یہود کی کارستانی ہی نظر آئے گی۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قریب تھا کہ گلشن رسالت خزاں آلود ہوتا..... مگر ساقی بزم افروز کی سے وحدت اور باد بہاری نے صدیق اکبرؑ ایسا اولوالعزم مدبر ورثہ میں چھوڑ دیا تھا جس کی نادرہ روزگار کاوش اور بے مثال استقلال نے اسلام کے جہاز کو کلفتوں عداوتوں، سازشوں اور ابرسیاہ بن کر اٹھنے والی مخالف ہواؤں کے تھپیڑوں سے ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ یہودیت دم بخود ہو کر رہ گئی۔

عہد فاروقی میں اسلام کی شوکت و حشمت چار دانگ عالم میں پھیلی تو یہود و مجوس دانت پس کر رہ گئے۔ اسلام کا نیر اقبال اوج ثریا کی بلندی پر پہنچ گیا۔ تو یہود نے دسیسہ

کاریوں، زیر زمین سازشوں اور خفیہ سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کو زک پہنچانے کا منصوبہ بنایا۔

حضور ﷺ مرض وفات میں فرماتے تھے۔ ”عائشہ“ میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا میں اس کا اثر برابر محسوس کرتا رہا۔ اسی زہر کے اثر سے میں اپنی رگ کٹی دیکھا ہوں۔ (صحیح بخاری باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آنحضرت کے مبارک عہد میں حضرت عائشہ پر تممت کے پس پردہ انہی یہودیوں کی سازش کارفرما تھی۔

ایک بدوی سردار کنانہ بن ربیع نے دھوکے سے حضرت محمود بن مسلم کو شہید کیا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۸۵ ج ۲)

وادی القراء میں حضرت محمد ﷺ کی موجودگی میں ایک تیر سے آپ کے خادم خاص حضرت مدغم شہید ہوئے۔

صحابہ کرامؓ کو السلام علیکم کی بجائے اسام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت سے ایک دن پہلے سیفونہ یہودی اور فیروز ابولولو مجوسی کو ایک ساتھ مدینہ منورہ دیکھا گیا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی!

اخرجوا الیہود من جزیرہ العرب

یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دو (صحیح بخاری کتاب الجہاد)

آنحضرت ﷺ کے ان واضح اور غیر مبہم ارشادات پر عمل کرنے کا فخر و اعزاز



حضرت عمرؓ کو حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خیر، فک، وادی قراء وغیرہ سے تمام یہود کو عرب سے شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

## شیعہ مذہب کا بانی

جزیرۃ العرب کے جنوب میں یمن ایک ملک ہے۔ صنعا اس کا مشہور دار الحکومت ہے۔ یہاں یہودیوں کی کثیر آبادی تھی۔ عبد اللہ بن سبا اس خاندان کا ایک فرد تھا۔ نہایت شاطرانہ ذہنیت اور عیارانہ فطرت کا مالک تھا۔ اس کا دل اسلام کے خلاف جوش و خروش اور غیظ و غضب سے لبریز تھا۔ اس کا دماغ سازش و منصوبہ بندی، جوڑ توڑ اور پروپیگنڈے میں اپنی مثال آپ تھا۔

چھوٹے سے قد کا یہ یمنی یہودی اپنی فطرت اور صلاحیت کے بل بوتے پر بڑی سے بڑی قوم میں باہمی نزاع، اختلاف اشقاق، عداوت و شقاوت پیدا کرنے میں یدِ طولیٰ رکھتا تھا۔ اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگوں سے جب نقصان نہ پہنچایا جا سکا تو یہ شخص فریب کاری اور فتنہ سامانی کے اسلحہ سے لیس ہو کر از خود مدینہ منورہ چلا آیا۔ اس نے اسلام کی تخریب کا یہ پروگرام مرتب کیا کہ مسلمان بن کر اسلام میں افتراق اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھودی جائیں اور اسلام سے یہود نے جو حق کے کھائے ہیں ان کا انتقام لیا جائے۔

## عبد اللہ بن سبا کی ابتدائی کارگزاری

ابن سبا کی اسلام دشمن تحریک کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دین اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں تفریق کانچ بونے کے لئے دو محاذ منتخب کئے ایک سیاسی اور دوسرا مذہبی۔ پاکستان کے مشہور مورخ اور سکالر علامہ سید نور الحسن بخاریؒ (جنوری



۱۹۸۳ء میں لبنان میں جن کا انتقال ہوا ہے۔) انہوں نے اپنی بلند پایہ تصنیف ”کشف الحقائق“ میں ابن سبا کے دونوں محاذوں کا تجزیہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

”سیاسی محاذ اس طرح قائم کیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ اور ان کے امراء و عمال (گورنروں) کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات اس حد تک مشتعل کئے کہ انہیں معزول کر دیا جائے..... نظام مملکت کے اس اضمحلال کے بعد اسلامی سلطنت کمزور ہو جائے گی۔ مسلمانوں میں باہمی انتشار و تفرقہ پیدا ہو گا۔“

مذہبی محاذ اس طرح قائم کیا کہ سیدھے سادھے دین فطرت کے صاف اور واضح عقیدوں میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ توحید و رسالت پر حملہ کیا جائے۔ اسلام کے بنیادی حقائق کو مسخ کر کے عوام کو گمراہ کیا جائے۔ اس طرح مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے اور ان میں اعتقادی تفرقہ ڈال کر فرقہ بندی کا بیج بویا جائے تاکہ یہ علیحدہ علیحدہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔ (کشف الحقائق ۲۷)

نامور مورخ ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) کے الفاظ میں ابن سبا کا مختصر تعارف اور اس کی مکارانہ ذہنیت کے چند شاہکار ملاحظہ ہوں۔

”عبداللہ بن سبا صنعاء (یمن) کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ اس کی اماں حبش تھی۔ وہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں (بظاہر) اسلام لایا۔ پھر مسلمانوں کے شہروں میں گھوم پھر کر ان کو گمراہ کرنے لگا۔

”اس نے اپنی مہم کا آغاز حجاز سے کیا پہلے بصرہ، کوفہ اور پھر شام آیا۔ اہل شام میں سے کوئی شخص بھی ان کے جھانسنے میں نہ آیا۔ بلکہ انہوں نے اسے شام سے نکال دیا۔ پھر وہ مصر آیا یہاں اس نے کافی عمر

گذاری وہاں کے لوگوں سے کہنے لگا۔ اس شخص پر تعجب آتا ہے جو کہتا ہے یا گمان رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ واپس آئیں گے۔ لیکن حضرت محمدؐ کے واپس آنے کا انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد

”پس (حضرت) محمدؐ (حضرت) عیسیٰؑ کی نسبت اس دنیا میں دوبارہ آنے کے زیادہ مستحق ہیں۔“

اس نے رجعت کا عقیدہ وضع کیا۔ جسے بعض لوگوں نے مان لیا۔ پھر اس نے کہا ہزار نبی ہو گزرے ہیں۔ ہر نبی کا وصی (جسے وصیتیں کی جائیں اور خفیہ ہدایات دی جائیں) ہوتا ہے۔ اور حضرت علیؑ (حضرت) محمدؐ کے خاتم الاولیاء ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ جو شخص رسول اللہؐ کی وصیت کو نہ مانے اور (حضرت) علیؑ وصی رسول پر غالب آ کر امت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا؟

اس کے بعد ان سے کہنے لگا۔ (حضرت) عثمانؓ نے خلافت بغیر حق کے لی ہے اور (حضرت) علیؑ رسول اللہؐ کے وصی ہیں۔ تم اس معاملے میں اقدام کرو اور حضرت عثمانؓ کو اس منصب خلافت سے ہٹا دو اور اس مہم کا آغاز اپنے حکام اور گورنروں پر طعن و اعتراضات سے کرو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو۔ پس اس نے (تمام ممالک میں) اپنے داعی اور ایجنٹ پھیلا دیئے۔

(طبری ص ۳۷۸ ج ۳)

## ایران کے مجوسی اور سبائیوں کا گٹھ جوڑ

ان لوگوں کے دلوں میں کینہ کی پہلی چنگاری اس روز بھڑکی جب نبی کریمؐ نے

میں باقی بادشاہوں کو دعوت نامہ ہائے مبارک لکھتے وقت پرویز شاہ ایران کو بھی نامہ لکھا۔ پرویز لعین نے بغیر پڑھے اسے چاک کر کے اپنے گورنر کو جو یمن کا عامل تھا لکھا کہ محمد کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کرے۔ مگر جب بازان کے فرستادہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج شب تمہارے بادشاہ پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے اور پرویز کے نامہ چاک کرنے پر آپؐ نے پہلے فرما دیا تھا کہ پرویز نے میرا نامہ (رقعہ) مبارک نہیں چاک کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کیا ہے۔

آپؐ مشہور شیعہ مورخ حسین کاظم زادہ کی زبان سے سنئے.....

جس دن سعد بن ابی وقاصؓ نے خلیفہ دومؓ کی جانب سے ایران کو فتح کیا..... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے..... یہاں تک کہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔ صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد ابتداء میں اعتقادی مسائل، نظری و نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی تھا۔

آگے چل کر اس سیاسی مسئلہ کو یہی مصنف واضح کر کے لکھتا ہے کہ ایرانی ہرگز اس بات کو کبھی نہ بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے اور نہ قبول کر سکتے تھے۔ کہ مٹی پر ننگے پاؤں پھرنے والے عربوں نے جو جنگل و صحرا کے رہنے والے تھے۔ ان کی مملکت پر تسلط کر لیا ہے۔ ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا ہے اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مدائن اور اس کے مفتوح ہزاروں ایرانی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اس طرح تمام قیدی آزاد ہو گئے۔

ایرانیوں کی نفرت کا ایک اور واقعہ بھی اسی حسین کاظم زادہ



صاحب کی زبانی سنئے۔

ہرمزان ایرانی کو جو خوزستان کا سابق والی اور دو کیے از بزرگ زادگان و صاحب افسران تھا۔ معہ ایک اور شخص کے قتل کر دیا۔ کیونکہ ابولولوا کثر ہرمزان کے پاس جاتا رہتا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے سیاست کو عدالت پر ترجیح دے کر خون بہا اپنے پاس سے دے کر عبید اللہ کو آزاد کر دیا۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے عبید اللہ کو قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا۔

مصنف یہ واقعہ لکھنے کے بعد اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

اس معاملے نے ایرانیوں کے دلوں میں عمر و عثمانؓ کے خلاف غصہ اور کینہ کو بھڑکا دیا اور حضرت علیؓ امیر المومنین کے ساتھ ان کی محبت کو اور زیادہ کر دیا۔

ایرانی جو اپنے بادشاہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے تھے۔ اس دن سے حضرت علیؓ کو اپنا حامی اور مہربان سمجھنے لگے۔ ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں اپنے اخلاص و محبت کا اظہار کرنے لگے۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عبید اللہ کو ہرمزان کے بیٹے تباہ آن کے حوالے کیا تھا۔ ہرمزان بظاہر مسلمان تھا مگر درپردہ پکا اسلام دشمن مجوسی تھا اور اس کا بیٹا قباہان پکا مسلمان تھا اور اپنے باپ کی سازش سے بھی واقف تھا۔ اس عبید اللہ کو ”فترکہ اللہ“ یعنی اللہ کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

طبری اس واقعہ پر الگ عنوان قائم کر کے تبصرہ کرتا ہے۔ (طبری ص ۲۳ ج ۵)

”حضرت عثمانؓ نے اپنے پلے سے کوئی خون بہانیں ادا کیا تھا۔ یہ

صرف عجیب سازش کی سحرکاری ہے اور لطف یہ کہ بڑے بڑے محققین اور مورخین نے اسے دوست تسلیم کر لیا۔

اس طرح لونڈی اور غلام بنانے والا پہلا واقعہ بھی سرتاسر غلط



ہے۔ صرف ابواہاز کے مقام پر بغاوت ہوئی تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بغاوت کچل کر وہاں کے لوگوں کو گرفتار کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے سب چھوڑ دیئے گئے۔“

مدائن کی فتح کے وقت بھی سب نے جزیہ دینا قبول کیا اور ذی بن کر رہنا قبول و منظور کیا اور وہ بدستور اپنی جائیدادوں اور املاک پر قابض رہے۔ صرف جلولا کی جنگ میں مال غنیمت کے علاوہ غلام اور لونڈیاں مسلمانوں لشکریوں کے ہاتھ میں آئیں۔ ان میں اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی تھیں حضرت عمرؓ سبایا الجلولت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عبداللہ بن سہانے حضرت ابوالدرداءؓ کے سامنے بھی بڑے محتاط انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ تم مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو۔ (حقیقت مذہب شیعہ ص ۲۳)

عبادہ بن صامتؓ سے اس قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے پکڑ کر دمشق میں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اس کو شام سے نکال دیا۔

## تاریخ شیعیت پر اجمالی نظر

بلاشبہ شیعہ مذہب کا بانی ٹھگنے قد اور کالے رنگ والا یعنی یہودی عبداللہ بن سباح تھا۔ تاہم اس مذہب کی ابتدائی کارگزاری سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہود و مجوس اور عیسائیت کی اسلام دشمنی اور غیظ و غضب نے شقاوت کی جو آخری شکل اختیار کی اور تین غیر مسلم طاقتوں کی ستم کاریوں سے جو مرکب اور ملغوبہ تیار ہوا۔ اسی کا نام شیعیت یا سبائیت ہے۔ بعض لوگوں نے انہیں کورافیت کا نام دیا۔

اس وقت دنیا میں تقریباً (۷۰) ستر سے زائد مختلف النیال اور مختلف العقائد گروہ اپنے آپ کو سچا شیعہ کہلانے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ مشہور مستشرق ہنر لامن اپنی مشہور

تالیف ”اسلام - معتقدات و آئین میں لکھتا ہے)

”حضرت علیؑ کے جاہ طلب اور کثیر التعداد اوصاف نے تھوڑے ہی دنوں میں شیعہ جماعت کو بہت سے ایسے فرقوں میں منقسم کر دیا جو برابر ایک دوسرے پر سب و شتم کرتے تھے۔ یہ لوگ سیاسی فہم و فراست سے عاری، رشک و حسد میں مبتلا اور منصب امامت کے بارے میں آپس ہی میں جو شدت کے ساتھ لڑتے جھگڑتے تھے۔ وہ حکومت کے خلاف حزب مخالف کی صفت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سازشوں اور ایسے لوگوں کی بغاوتوں کے حالات سے جو ناقص طور سے منظم کی گئیں۔ پہلی دو صدی کے واقعات ان سے بھرے پڑے ہیں۔“

(ترجمہ: سر ڈینس ڈائریکٹر شعبہ السنہ شرقیہ لنڈن یونیورسٹی ص ۱۴۳)

لندن کی مشہور لیوزک کمیٹی نے سلسلہ مذاہب مشرق کی چھٹی کتاب ”مذہب تشیع“ کے نام سے ۱۹۳۳ء میں شائع کی۔ اس کے مولف ڈوائٹ ایم ڈونالڈسن ہیں یہ صاحب (۱۶) سولہ برس مشہد (ایران) میں رہے۔ موصوف اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۱ پر رقم طراز ہیں۔

”خلافت کے متعلق حضرت علیؑ کے دعاوی کو ان کے دوست محض سیاسی نصب العین نہیں بلکہ قضا و قدر کی طرف سے ان کا مقرر کردہ حق تصور کرتے تھے“.....

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک پر جوش واعظ عبد اللہ بن سبائے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے ساری مملکت میں سیاحت کی تھی۔

## باب 3

## شیعہ کے عقائد

## توحید

## ذات پاک رب العزت میں شرک و شراکت

علامہ کشی سبائیہ کے بہت بڑے عظیم و جلیل عالم فاضل اور فن رجال میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا سال وفات ۳۴۰ھ ہے۔ ان کی رجال میں کتاب ”معرفت اخبار الرجال“ جو رجال کشی کے نام سے مشہور ہے۔ فن رجال میں سب سے پہلی کتاب ہے۔

## سیدنا حضرت علیؑ کی الوہیت

اسی رجال کشی میں ہے کہ ابن سباء لعین نے سیدنا حضرت علیؑ کی الوہیت کا دعویٰ کر دیا۔

۱۔ پوری سند کے ساتھ۔۔۔۔۔ سیدنا حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ!  
ان عبد اللہ بن سبا کان یدعی النبوه  
ويزعم ان امير المومنین عليه  
السلام هو الله تعالى  
عبد اللہ بن سبا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ ہی اللہ تعالیٰ ہیں۔

یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپؑ نے اسے بلایا اور اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے اس کا اقرار کیا اور کہا نعم انت ہو ہاں تو وہی (اللہ) ہے میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ انک انت اللہ وانسی نبی بلاشبہ آپ اللہ ہیں اور بالیقین میں نبی ہوں۔

حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا تو ہلاک ہو۔ تیرے ساتھ شیطان نے تمسخر کیا ہے۔ تیری ماں تجھے روئے اس (عقیدہ باطل) سے رجوع اور توبہ کر۔ اس نے انکار کیا۔ پس آپ نے اسے قید کر دیا اور تین دن تک اس سے توبہ کا مطالبہ فرماتے رہے۔ مگر اس نے توبہ نہ کی۔ فاحرقہ بالنار پس آپ نے اسے آگ میں جلادیا۔ (رجال کشی ص ۷۰)

اسی کے ساتھ دوسری مختصر روایت حضرت جعفر صادقؑ سے بھی اسی مضمون کی ہے۔

۲۔ سیدنا حضرت جعفر صادقؑ سے سند کے ساتھ روایت ہے۔ فرمایا:

”خدا عبد اللہ بن سباء پر لعنت کرے۔ اس نے حضرت علیؑ کے متعلق ربوبیت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم امیر المومنین اللہ کے بندے تھے۔ ہلاکت ہو اس پر جو ہم پر جھوٹ باندھتا ہے اور لوگ ہمارے بارے میں وہ کچھ کہتے ہیں جو ہم اپنے بارے میں نہیں کہتے۔ ہم بارگاہ الہی میں ان لوگوں سے اپنی برات (کا اعلان) کرتے ہیں۔ (یہ دودفعہ فرمایا)“

وان قومایقولون فینا ما لانا نقوله فی انفسنا

نبرا الی اللہ منهم نبرا الی اللہ منهم

(”معرفت اخبار الرجال“ (رجال کشی) ص ۷۱)

۳۔ سیدنا حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ فرمایا:

”جس نے حضرت علیؑ پر اقرار کیا اس پر اللہ لعنت کرے۔ میں عبد اللہ بن سباء کو یاد کرتا ہوں تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بلاشبہ اس نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا اور اللہ اس پر لعنت کرے۔“

کان علیا واللہ عبدا للہ صالحا خو خدا کی قسم! حضرت علیؑ اللہ کے صالح رسول اللہ ماناں! کرامتہ من بندے اور رسول اللہ کے بھائی تھے آپ



اللہ الا بطاعته لله ولرسوله  
کو بارگاہ الہی سے جو بھی کرامت و بزرگی  
ملی۔ خدا اور رسول کی اطاعت سے ملی۔

(”معرفت اخبار الرجال“ رجال کشی ص ۷۱)

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے چشمہ شفاف اور عقاید کے آب زلال کو  
اس لعین نے میلا اور گدلا کر دیا۔ آج سیدنا علیؑ کے متعلق عقائد و تصورات میں جو غلو پایا  
جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہ عبد اللہ بن سباء اور اس کے حواریوں کی کارستانی ہے۔ جس سے  
حضرت علیؑ نے بر ملا برات کا اعلان کیا ہے۔

اب دیکھئے یہ لوگ کس طرح اپنے آئمہ کو الوہیت اور ابوہیت کا درجہ دیتے ہیں۔

## ۲۔ تخلیق جن وانس کا مقصد خدا کی عبادت

نہیں ”امام“ کی معرفت ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (ذاریات)

بقول سیدنا جعفر صادقؑ ”سیدنا حسینؑ نے ارشاد فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے بندوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اس کی معرفت حاصل  
کریں کیونکہ جب معرفت حاصل کر لیں گے تو اسی کی عبادت کیا کریں گے۔ ایک شخص نے  
عرض کی۔ معرفت خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کا اپنے زمانہ کے امام کا  
پہچان لینا۔ (ص ۱۰۴۳) عبادت خدا موقوف ہے۔ معرفت خدا پر، اور معرفت خدا  
موقوف ہے۔ معرفت امام پر! تو تخلیق جن وانس کا اصل مقصد خدا کی عبادت کیا ہوا؟ معاذ  
اللہ! حالانکہ ان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا مطلوب شرعی اللہ کی عبادت ہے۔

مسلمین خدا کے نہیں بلکہ ”آئمہ“ کے!

ایک رافضی کے بدلے ایک لاکھ ناصبی جہنم میں

وانتقویوما (۱) (سورۃ بقرہ رکوع)

تفسیر امام میں جناب جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائے گا، جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے۔ مگر ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی اور اس کو ایک لاکھ ناصیوں کے مابین کھڑا کیا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا۔ اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ ربما یود الدین کفر والوکانو مسلمین یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی امامت کے تسلیم کرنے والوں میں ہوتے۔

(حاشیہ ترجمہ قرآن مجید از مولوی مقبول احمد ص ۱۳)

(ناصری سے ان لوگوں کی مراد سنی ہوتی ہے۔ یہ اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں۔)

غور فرمائیے! یہاں کیا سارے قرآن میں ”امامت“ مصطلح کا کہیں ذکر تک نہیں۔ یہاں ذکر ہے رب العزت کے ”کفار و مسلمین“ کا۔ مگر سبائیہ نے خدا کے مقام پر ”آئمہ“ کو بٹھا دیا۔ پھر کہانی کیا وضع کی، کہ ایک نابکار سبائی کے عوض ایک لاکھ اہل سلام کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا کیوں کہ ان کا ایمان بھی صحیح تھا اور ان کے اعمال بھی صالحہ تھے۔

(اصل ترجمہ میں حاشیہ پر سورۃ اور رکوع کا حوالہ نہیں۔ نہ وہاں ضرورت تھی۔ ہم

نے ہر موقع پر حوالہ کے ساتھ لکھ دیا ہے تاکہ قارئین کرام کو سہولت ہو۔)

(یہ روایات کسی ”امام“ سے درحقیقت نہیں ہیں۔ عموماً چالاک سبائیوں نے خود

گھڑ کر کسی ”امام“ کے نام منسوب کر دیں۔ تفصیل اپنے موقع پر آجائے گی۔)

اور پھر طرفہ تماشایہ کہ سب کچھ خدا کے کلام قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اناللہ... آل سباء نے دین کے نام سے دین کی تخریب اعمال صالحہ کی عدم ضرورت اور بدی و بدکاری کی ہمہ گیری و اشاعت کا کیا حسین ”جال“ بچھایا ہے۔ بھلا اب کون احمق سبائی ہے جو نیکی کے قریب بھی پھٹکے یا سیہ کاری سے اپنا منہ کالا کرنے میں زرا بھرتا مل کرے۔

## ۴۔ عرش و کرسی پر اور آسمانوں اور جنت جہنم میں ہر جگہ ان کا تسلط ہے

لن نومن لک (بقرہ رکوع ۶)

تفسیر امام میں ہے کہ جس وقت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور علی و اولاد علی کی امامت کا اقرار لینا چاہا۔ تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔ ہم باور نہ کریں گے کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ اسی گستاخی کے سبب سے کہنے والوں پر بجلی گری جو باقی رہے تھے۔ ان سے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ ان پر کیا گزری، آپ دعا کیجئے خدا ان کو زندہ کر دے تاکہ ہم ان سے دریافت کر کے اطمینان کر لیں۔ چنانچہ (حضرت) موسیٰ کی دعا سے وہ زندہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو اطلاع دی کہ ہم نے آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر کرسی پر، جنت میں دوزخ میں کسی کا وہ تسلط نہ پایا جو محمد (۱) و علی و فاطمہ و حسن و حسین و آئمہ اولاد حسن کا ہے۔ چنانچہ جب ہم کو جہنم کی طرف لے چلے، تو منجانب محمد و علیؑ آواز آئی کہ ان لوگوں پر ابھی عذاب نہ کرو کہ یہ ایک سائل کے سوال پر زندہ کئے جائیں گے اور ان سے ہمارا اور ہماری آل کا شرف دریافت کیا جائے گا۔ (ص ۱۳-۱۵ حاشیہ)

(یہ نبی کریمؐ کا نام نامی ”کلفا“ برائے ”وزن بیت“ لیا جا رہا ہے ورنہ اصل شان



حضرت علیؑ و اولاد علیؑ کی بیان کرنا مقصود ہے، آگے آپ دیکھیں گے کہ یہ تکلف برطرف ہو گا اور بلی تھیلے سے باہر آ جائے گی۔

تو یہ سارا کچھ آل کا شرف بتانے کے لئے کیا گیا اور انہوں نے بتلادیا کہ آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر علی و اولاد علی کا تسلط ہے۔ حتیٰ کہ عرش و کرسی بھی اللہ رب العزت سے فارغ کرا کر ان کے تسلط میں دیئے گئے ہیں پھر کمال یہ ہے کہ جنت تو جنت و دوزخ میں بھی انہی کا تسلط ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو بحکم خدا دوزخ کی طرف لئے جا رہے ہوں تو ان کو عذاب سے بچالینے کا اختیار ہے تاکہ یہ زندہ ہو کر دنیا کو آل کا شرف بتا سکیں۔

۲۔ پھر یہ حقیقت نظر انداز نہ فرمائیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل سے علیؑ اور اولاد علیؑ کی امامت کا اقرار نہ کرنے پر ان پر یہ گزری تو امت محمد مصطفیٰ اگر ان حضرات کی امامت کا انکار کرے گی تو ان پر کیا پیش آئے گی؟

۵۔ وہ زمین کے مالک ہیں۔ انہی کی وجہ سے

زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے!

يقول الكافر يليتني كنت ترابا (خاتمہ النبأ)

علل الشرائع میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ کی کنیت ابو تراب کیوں قرار دی فرمایا اس لئے کہ وہ زمین کے مالک ہیں ان کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے زمین کو سکون ہے۔ (۱۱۶۳) (جن سبائی بے ایمانوں کو رسول کریمؐ کی ذات پاک پر کذب و افتراء میں تامل نہ ہو انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟)

ہم تو قرآن کریم میں ان الارض لله (اعارف ۱۵) ان الارض واسعتہ

(عنکبوت ۶) وغیرہ آیات پڑھ کر آج تک یہی سمجھتے رہے کہ زمین کا اصل مالک اللہ رب العزت ہے۔ یہ اب آکر ”حقیقت“ کھلی کہ زمین کے مالک حضرت علیؑ ہیں اور انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے۔ چنانچہ جس دن حضرت علیؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ نہ زمین باقی رہی اور نہ اس کا سکون جب مالک ہی نہ رہے تو مملوکہ چیز میں سکون و بقا کیا رہے گی؟

قرآن کریم سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ مشرکین مکہ بھی جانتے اور مانتے تھے کہ زمین اللہ کی ہے۔ ارشاد فرمایا:

قل لمن الارض ومن فیہا ان کنتم تعلمون ۝ سيقولون لله  
آپ پوچھئے کہ زمین کس کی ہے اور جو کچھ اس میں ہے، اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی ہے۔

(سورۃ مومنون رکوع ۵)

مشرکین مکہ بھی مانتے ہیں کہ زمین اللہ کی ہے مگر یہ سبائی بے ایمان ان سے بھی گئے گزرے، یہ کہتے ہیں کہ زمین امام کی ہے اور زمین کے مالک حضرت علیؑ ہیں اور پھر اپنے اس کذب و بطلان اور بہتان و افتراء کی نسبت کرتے ہیں۔ مفسر قرآن جبر الامت سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ و عنہم کی طرف!

## ۶۔ آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے

### خزانہ دار علیؑ ہیں۔

صراط اللہ الذی لہ مافی السموت و مافی الارض (شوریٰ)  
جناب سیدنا محمد باقرؑ نے فرمایا کہ صراط اللہ سے مراد علی مرتضیٰؑ ہیں۔ جن کو خدا نے تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی اور زمینوں کی کل چیزوں پر خزانہ دار امین مقرر فرمایا

ہے۔ (ص ۹۷۶) علی صراط اللہ تو ہوئے تھے نقل کفر کفر نباشد، اللہ بھی بن بیٹھے۔ زمین و آسمان کی کل چیزیں تو اللہ ہی کی ہیں۔ صراط کی کب ہیں؟ جب علیؑ زمین و آسمان کی کل چیزوں کے خزانہ دار بن گئے و معاذ اللہ، اللہ ہو گئے۔ گو وہ ان تمام اشیاء کے خزانہ دار ذاتی نہ تھے عطائی طور پر ہو گئے۔ خدا نے یہ سارے خزانے ان کی مٹھی میں دے دیئے اور یہ شان صرف خدا کی ہے۔

سیدنا علی ہوں یا محمد باقر! رضی اللہ عنہما۔ وہ تو اللہ کے سچے بندے تھے۔ یہ شرارت سبائیوں کی ہے کہ انہیں مسند الوہیت پر بٹھادیا۔ معاذ اللہ۔

## ذات پاک رب العزت پر ولایت کا قبضہ (معاذ اللہ)

اب آپ دیکھیں گے کہ قرآن کریم میں جن مقامات پر ذات پاک باری تعالیٰ سے متعلق شرک یا کفر وغیرہ کا ذکر ہے۔ سبائیہ نے وہاں ولایت مراد لی ہے اور اس طرح (معاذ اللہ) خدا کی ذات پاک پر ”ولایت“ کو قبضہ دے دیا گیا ہے اور توحید باری تعالیٰ پر یہ کھلا حملہ ہے اور شرک عظیم ہے اور یہ تو عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ ساتھ ہی یہ قرآن کریم کی صریح تحریف (معنوی) ہے۔

لیجئے! اب آپ سبائیہ کی بے باکی و بے ایمانی نہیں، بلکہ یہودیت کے اسلام سے انتقام لینے کے چند مناظر بطور نمونہ مشتے از خروار دیکھئے!

پہلے ترجمہ قرآن مولوی مقبول احمد سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں:-

۱۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرب بہ (سورۃ نساء ع ۷)

تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقرؒ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرب بہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا۔ جو علیؑ کی ولایت کا منکر ہو۔ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء سے مطلب ہے کہ جو علیؑ کے دوستدار ہیں ان کو



بخش دیگا۔ (ص ۱۷۰) حاشیہ ترجمہ قرآن از مولوی مقبول احمد

سبائیت کی جسارت و بے باکی یا بے ایمانی کی داد دیکھئے کہ خدا کے مقام پر حضرت علیؑ کو بٹھادیا۔

۲۔ ان الذین امنو ثم کفرو انهم اندادوا کفرا (نساء ع ۳۰)

تفسیر عیاشی میں جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مراد ان سے وہ دونوں ہیں اور ان کا تیسرا اور چوتھا یا (یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ) اور ثالث اور عبد الرحمن اور طلحہ سب ساتھ ساتھ تھے۔ اس حدیث کے آخر میں ان کے ایمان اور کفر کے مراتب کا بھی ذکر ہے اور جناب جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب وہ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے اس کو تو خدا نے فرمایا امنوا پھر جب ولایت انہیں جتلائی گئی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ من کنت مولاه فهذا علی مولاه۔ تو اس وقت ان کے دلوں نے انکار کیا اسے پھر جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علی کو میرا جانشین اور امیر المومنین تسلیم کرنے کی بیعت کرو تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور بیعت کی۔ اسے خدا فرماتا ہے۔ ثم امنوا پھر جب رسول خدا کا انتقال ہوا، اور وہ اس بیعت پر قائم نہ رہے اسے خدا فرماتا ہے۔ ثم کفروا بلکہ ان لوگوں نے جو بحکم رسول خدا فرماتا ہے۔ ثم اندادوا کفرا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا کوئی جزو تو کہاں باقی رہتا کفر بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ (ص ۱۹۸)

## خمینی صاحب اور توہین رسالت

یوں تو خمینی صاحب کے عقیدہ کے مطابق توحید، قرآن اور تمام ضروریات دین کے متعلق جملہ تصریحات اہل بیت سے جدا ہیں۔ تاہم ان کی تصانیف میں جو باتیں واشکاف طور پر سامنے آئی ہیں۔ ان میں صرف اصحاب ثلاثہ کی توہین نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

و سلم بھی ان کے نشانہ قلم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خود حضرت علیؓ کو خمینی صاحب نے معاف نہیں کیا، ان کے مختار کل معصوم اور قادر ہونے کا عقیدہ رکھنے کے باوجود ان کی بیچارگی اور بے بسی سے متعلق ایسی ایسی روایتیں نقل کر دی ہیں کہ ہر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اپنی معرکتہ الاراء کشف الاسرار میں خمینی صاحب رقم طراز ہیں۔

## اقامت علی کے اعلان سے حضور اللہ علیہ وسلم کا خوف

”خود حضور اللہ علیہ وسلم بھی حضرت علی کی امامت کے اعلان کرنے سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۴

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے تحت شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی آیت بلغ ما انزل الیک من ربک کے تحت لکھا ہے کہ یہ احکام سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہل شقاق و نفاق پر آگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کفر کی طرف پلٹ جائیں کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ ان کو علیؓ سے کس درجہ عداوت ہے اور ان کی طرف سے ان کے دلوں میں کس قدر کئے بھرے ہوئے ہیں۔ لہذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھے منافقوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوئے لیکن حفاظت کی آیت نہ لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ الخ (حیات القلوب) مترجم جلد ۲ ص ۸۰۷ ناشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور۔ لکھتے ہیں: ازیں آیت بواسطہ اس قرائن و نقل احادیث کشیرہ معلوم مشہور کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشته و اگر کے رجوع بتواریخ و اخبار کند می قہمد کہ ترس پیغمبر بجا بودہ۔ ولے

خداوند اور اُمر کر د کہ باید تبلیغ کنی و وعدہ کر د کہ اور احفظ  
کندا و نیز تبلیغ کر دو در بارہ ان شہنشاہا کرد تا آخرین نفس ولے  
حزب مخالف نگذاشت کار انجام گیرد (کشف اسرار ص ۱۲۵)

ترجمہ: ”ان قرائن اور احادیث کثیرہ کی بناء پر اس آیت سے معلوم  
ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ (حضرت علیؑ کی) امامت کی تبلیغ (اعلان) میں لوگوں  
سے ڈرتے تھے اور اگر کوئی شخص تاریخی کتب اور روایات کا مطالعہ  
کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ پیغمبرؐ کا خوف بجا تھا مگر خدا نے آپ کو حکم دیا  
کہ آپ ضرور یہ حکم پہنچادیں اور آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور  
آپؐ نے یہ حکم پہنچا بھی دیا اور آخری دم تک کوششیں بھی کیں (کہ  
میرے بعد حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا جائے لیکن حزب مخالف نے یہ کام  
پورا نہ ہونے دیا۔

رسول خداؐ نے ڈرتے ڈرتے بمشکل جان کی حفاظت کے وعدہ  
خداوندی کے بعد حضرت علیؑ کی امامت کا اعلان کیا لیکن صحابہ کرامؓ کے  
حزب اختلاف نے جو کثیر تعداد میں تھا۔ (یعنی حضرت صدیق اکبرؓ اور  
حضرت عمر فاروقؓ کی پارٹی) اس کے حکم میں مخالفت کی اور بجائے  
حضرت علیؑ کے زبردستی خود خلیفہ بن بیٹھے۔

یہ ہے ثمنی صاحب کے نزدیک ”امامت علیؑ“ اور نبوت محمدیؐ کی  
حیثیت تو پھر ثمنی کی امامت کی شان کیا ہوگی؟

## رسول خدا کا میاب نہیں ہوئے

تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء میں ثمنی صاحب کا ایک پیغام شائع ہوا تھا جو انہوں  
نے نیشنل ٹیلی وژن کے دوسرے حصے کے افتتاح کے موقع پر دیا تھا۔ اس میں انہوں نے



امام مہدی کے متعلق اس نظریہ کا اظہار کیا تھا کہ امام زماں سماجی بہبود اور انصاف کا پیغام لائیں گے جس سے تمام دنیا کی کایا پٹ جائے گی۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد ﷺ بھی مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر رسول اللہ کے لئے مسلمانوں کو بہت خوشی ہے تو امام زماں کے لئے تمام انسانوں کو بہت خوشی ہونی چاہیے۔ میں اس کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے۔ میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس کا کوئی دوسرا نہیں (ماخوذ از پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ ۱۰- اگست ۱۹۸۰ء) اور تعمیر حیات نے یہ پیغام کویت کے رزنامہ الراہی العام سے نقل کیا ہے۔

## رسول خدا مہدی کی بیعت کریں گے۔

ثمنی صاحب کا یہ پیغام ان کی ان مذہبی روایات کی بنیاد پر ہی ہے۔ چنانچہ شیعہ المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقرؑ کہ چوں قائم آل محمد ﷺ بیرون آید خدا اور ایاری کند بملائکہ و اول کسی کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد از او علیؑ (حق الیقین فارسی ص ۳۷۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- ”نعمانی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے خدا ملائکہ کے ذریعے ان کی مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کریں گے وہ محمد ہونگے اور آپ کے بعد علیؑ۔“

یہ ہے عقیدہ امامت کا نتیجہ کہ آخری امام مہدی کی امامت کبریٰ کے تابع العیاذ

باللہ خود امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو گئے اور ابو الائمہ علی خلیفہ بلا فصل بھی۔

## حضرت علیؑ کی توہین

ثمنی صاحب نے تو یہاں تک تسلیم کیا ہے کہ باوجود ظالم اور شقی ہونے قاضی کو حضرت علیؑ منصب قضاء سے ہٹا نہیں سکے۔

ملاحظہ ہو!

”حضرت امیر نے شریع کو خطاب کیا کہ تم ایسے منصب پر بیٹھے ہو کہ جس پر سوائے نبی و وصی بنی یا شقی کے کوئی نہیں بیٹھ سکتا اور شریع چونکہ نبی یا وصی نبی نہ تھا لہذا شقی مصرحاً جو منصب قضاء پر بیٹھا تھا۔ شریع وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کوفہ میں منصب قضاء پر رہا اور ان علماء کے قول کے مطابق اس نے معاویہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کر سکنے کی باتیں کی ہیں اور فتوے صادر کئے ہیں اور حکومت اسلامی کے خلاف کام کیا ہے۔ حضرت امیر اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کر سکے لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا اور اس عنوان سے کہ شیخین نے اسے نصب کیا ہے اور آپ ان کے خلاف عمل نہ کئے اسے آنحضرتؐ کی حکومت عدل پہ لا دیا گیا۔“

(حکومت اسلامی یا ولایت قیامہ، ص ۱۱۶)

یہی روایت من و عن فروع کافی ص ۲۳۳ پر بھی مرقوم ہے۔

آپ نے دیکھا حضرت علیؑ کو مشکل کشا اور مختار اور قادر مانا جاتا ہے وہ برسر اقتدار آکر ایک قاضی کو برطرف نہیں کر سکے ہیں۔ اس عبارت میں ثمنی صاحب نے اپنے بھی عقیدہ کی وجہیاں کس طرح بکھیری ہیں۔۔۔ اس پر ہمیں کلام کرنے کی ضرورت نہیں۔

## جنت میں سب سے پہلے علیؑ داخل ہوں گے۔

توہین رسالت کا ارتکاب کوئی نئی بات نہیں اس بارے میں ان کے مزعومہ آئمہ کی طرف ایسی باتیں منسوب ہیں کہ انسانی عقل ان کے ذکر پر ماتم کرنے لگتی ہے۔ شیعہ مصنف علامہ سید عبد اللہ کا قول ملاحظہ ہو۔

”صدوق نے عیون میں حضرت رضا کاظم سے انہوں نے اپنے ابا سے اور انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی انت اول من یدخل الجنہ اے علی جنت میں سب سے پہلے تو داخل ہو گا۔

## شیعہ اور حضورؐ ایک نور سے پیدا ہوئے

شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی کتاب الحجۃ کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

امرنا اللہ تبلیغ فیبلغنا عن اللہ ما  
امرنا تبلیغہ فلم محدلہ موضعا  
ولاحمالہ تحیملونہ حتی خلق اللہ  
لذالک اقواما خلقوا من طینہ خلق  
منہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
وذریۃ ومن نور خلق اللہ منہ محمدا  
اللہ نے ہمیں تبلیغ کا حکم دیا بس ہم نے تبلیغ  
کی اور ہمیں نہ اس کا کوئی محل ملتا نہ کوئی  
اس کا تحمل نظر آیا حتیٰ کہ اللہ نے ایک  
قوم پیدا کی وہ شیعہ کی مٹی سے پیدا کئے گئے  
اور آپ کی آل و اولاد کو اس نور سے پیدا  
کیا گیا۔



## باب 4

## شیعہ اور قرآن عظیم

۱۴ سو سال سے امت مسلمہ کے تمام فرقوں آئمہ مجتہدین، اولیاء اقطاب اور جمیع مسلمانان عالم کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم، کتاب اللہ کلام اللہ اور نور مبین ہے۔ سابقہ کتب اور قرآن میں وجہ امتیازی یہی ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک سطر جوں کی توں ہے۔ کیوں نہ ہو خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون

”ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کو جملہ فعلیہ کی بجائے جملہ اسمیہ کے ساتھ بیان فرمایا اور علم بلاغت کے مطابق جملہ اسمیہ استمرار کے لئے ہوتا ہے یعنی ہم قرآن کی ہمیشہ حفاظت کرتے رہیں گے۔ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں دوسری آیات سورۃ السجدہ (پارہ ۲۴)، سورۃ قیامت (پارہ ۲۹) وغیرہ میں موجود ہیں۔ ان آیات قرآنی سے یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تبدل اور تغیر و ترمیم سے محفوظ ہے۔ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق اس کی زیر، زبر، پیش میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ پھر اس کی آیات اور سورتوں کی ترتیب بھی مخصوصی ہے۔ الغرض آج کا یہ قرآن بعینہ وہی ہے جسے اللہ کے آخری رسول معصوم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

## شیعہ کا مذہب

شیعہ کا اصول و ارکان میں توحید باری تعالیٰ کے انحراف کے بعد قرآن کریم کی تحریف کا نمبر ہے۔ اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ کے خلاف دنیا بھر کے تمام شیعوں کا موقف

یہ ہے کہ قرآن کریم موجودہ شکل میں کلام ربانی نہیں صحیفہ عثمانی ہے یہ صحابہ کی تالیف ہے۔ اس کی ترتیب میں صحابہؓ نے تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ ملت شیعہ کا ایمان ہے کہ تحریف کی جتنی قسمیں ممکن تھیں۔ سب اس قرآن میں ہوئی ہیں۔ اس میں کمی ہوئی ہے بعض آیتیں اور سورتیں تک نکالی لی گئی ہیں۔ اس میں زیادتی بھی ہوئی ہے۔ انسانی کلام اس میں جا بجا شامل کر دیا گیا ہے۔ پھر اس کے الفاظ اور حروف میں بھی تبدیلی ہوئی ہے اور اس کی ترتیب تو مکمل طور پر بدل دی گئی ہے۔ ترتیب کی چار قسمیں ہیں۔ سورتوں کی ترتیب، آیتوں کی ترتیب، الفاظ و کلمات کی ترتیب اور حروف کی ترتیب۔ یہ چاروں قسم کی ترتیب بگاڑی گئی ہے۔

(راقم نے یہاں تمام شیعوں کا لفظ لکھا کہ تحریف قرآن کے تمام شواہد شیعہ کے مزعومہ (۱۲) اماموں کی کتابوں میں موجود ہیں اور ہر شیعہ ان آئمہ کا پیروکار ہے۔ اب اگر کوئی شیعہ قرآن موجودہ کو صحیح کہتا ہے تو پہلے اسے بارہ اماموں سے انحراف کرنا پڑے گا۔ ورنہ وہ اہل اسلام کو دھوکہ دے کر تقیہ کے طور پر کلام کر رہا ہے۔)

تحریف قرآنی کا بانی ابن سبا ہے۔ اسے کلام کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے، غلط باتیں منسوب کرنے، من گھڑت افواہیں اڑانے میں خاص ملکہ تھا۔ سیدنا جعفر صادق کس دلسوزی کے ساتھ اس منحرف قرآن کا ذکر فرماتے ہیں۔

ان اہل بیت صادقون لا ینخلون من کذاب

ہم اہل بیت سچے ہیں مگر ہمارے ساتھ کذاب ضرور لگا رہا۔

عبداللہ بن سبا، حضرت علیؓ اور اولاد علیؓ پر بھی جھوٹ بولتا تھا۔

## ایک حقیقت

علامہ سید نور الحسن بخاریؒ اپنی معرکتہ الارا تالیف ”کشف الحقائق“ میں رقم

طراز ہیں۔

”اس حقیقت کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ حق و صداقت کے خلاف سیدنا علیؑ اور اولاد علیؑ کا جو بھی قول نظر آئے یقین کر لیجئے کہ وہ مکذوبہ قول آل سبائے خود اختراع کر کے ان حضرات کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا ہے۔ وہ حضرات اس سے بری ہیں۔“

## تحریف قرآن کے چند نمونے

### شیعہ کے نزدیک حضرت علیؑ کا قرآن

واللہ ماترونہ بعد یومکم ہذا ابدًا  
خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے۔

سالم سلمہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے جعفر صادقؑ کے سامنے قرآن پڑھا میں بھی سن رہا تھا۔ وہ کچھ ایسے الفاظ پڑھ رہا تھا جو عام لوگوں کی (مروجہ) قرات کے مطابق نہ تھے۔ تو جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

کن عن ہذا القراءہ وقراکم ایقر الناس

”تم اس قرات سے باز آ جاؤ! اسی طرح پڑھو جس طرح سب پڑھتے ہیں۔“

تا آنکہ قائم بارہویں امام جو غار میں ہیں (بند ہیں) نہ ظاہر ہو جائیں گے تو کتاب اللہ کو اصلی قرات سے پڑھیں گے اور اس مصحف کو نکالیں گے جسے علیؑ نے لکھا تھا۔ حضرت جعفر صادقؑ نے کہا کہ علیؑ نے اس مصحف کو جب کہ وہ اسے لکھ کر فارغ ہوئے تھے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا اور

حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرا کتاب اللہ علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس فرغ منہ وکتبہ فقال لہم ہذا کتاب اللہ عزوجل کما انزلہ اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم



فرمایا تھا کہ یہ ہے اللہ کی کتاب جس طرح  
اس نے محمدؐ پہ نازل فرمائی تھی میں نے اس  
کو دو لوگوں سے جمع کیا ہے مگر لوگوں نے  
کہا ہمارے پاس تو قرآن موجود ہے ہمیں  
تمہارے اس مصحف کی کوئی ضرورت  
نہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا اچھا تو خدا کی قسم  
آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے میرا تو  
یہ فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کر لیا تو  
تمہیں اس کی خبر کر دوں تاکہ تم اسی کو  
پڑھو۔

(کشف الحقائق ص ۱۴۰)

گیارہویں صدی کا شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ بعد رسولؐ حضرت علیؑ اپنی  
خلافت کے متعلق لوگوں سے مایوس ہو کر قرآن جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

چونکہ اس قرآن میں اس قوم کے مناقب  
کے کفر و نفاق کے متعلق کئی آیات تھیں  
اور اس قرآن میں حضرت علیؑ اور ان کے  
بیٹوں کی خدمت صریح طور پر مذکور تھی  
لہذا حضرت عمرؓ نے اسے قبول نہ کیا



## تحریف قرآن

### اس مذہب کے اکبر و اعظم علماء کی نگاہ میں

اس مذہب کے بانیان و موجدین نے قرآن سے متعلق اپنی خانہ ساز مصنوعی مختصر و مکتوبہ روایات اللہ کے نیک بندوں سیدنا علیؑ و ابنائے علیؑ سے منسوب کر کے مشہور کر دیں۔ ان کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اب اس مذہب کے مشاہیر علماء و مجتہدین کے اقوال تحریف قرآن سے متعلق ملاحظہ ہوں۔ تفسیر صافی میں ہے۔

واما اعتقاد مشائخنا فی ذالک فالظاهر من ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب الكلینی انه كان قائل التحریف والنقصان فی القرآن وكذا لك استاده علی بن ابراهیم القمی فان تفسیره منه علوفیه وكذا لك شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی فانه ایضا ہمارے بزرگ علماء کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہے کہ ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی سے ثابت ہے کہ وہ قرآن میں تحریف اور کمی کے معقد تھے اور اسی طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر روایات تحریف قرآن کے عقیدے سے خالی ہیں اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی بھی اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں انہی دونوں کے طرز پر سخن آراء ہوتے ہیں۔

اس مذہب کے شہرہ آفاق محدث علامہ کلینی مفسر اعظم علامہ قمی اور مشہور فاضل طبرسی جیسے اکبر و اعظم و مشائخ کا تحریف قرآن پر متفقہ عقیدہ و ایمان ہے۔

## تمہارا قرآن

اصولی کافی اور احتجاج طبرسی کی روایات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان

حضرات کے نزدیک موجودہ قرآن مسلمانوں کا قرآن ہے۔ اس سے ان حضرات کا کوئی تعلق حتیٰ کہ برائے نام بھی تعلق نہیں۔ اس لئے موجودہ قرآن کو وہ اپنا قرآن نہ مانتے ہیں نہ کہتے ہیں اسے کہتے ہیں قرآن! قرآنِ کلم  
اصولی کافی میں سیدنا جعفر صادق سے منقول ہے۔ فرمایا:

وان عندنا لمصحف فاطمہ ویدیہم ما  
مصحف فاطمہ قال مصحف فیہ مثل  
قرآنکم ہذا ثلثہ مرات واللہ ما فیہ من  
قرآنکم حرف واحد  
بے شک ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے  
اور لوگوں کو کیا معلوم مصحف فاطمہ کیا چیز  
ہے؟ وہ ایک مصحف ہے جو اس تمہارے  
قرآن سے تگنا ہے۔ واللہ تمہارے  
قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں  
ہے۔

## تحریف قرآن کی روایات متواتر ہیں اور امامت کی روایات سے کم نہیں

اس مذہب میں تیسری صدی کے شیعہ امام کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) ہیں جن کا اعتقاد  
ابھی مذکور ہوا ہے۔ اب اس بارے میں ان کے گیارہویں صدی کے ماباقر مجلسی (متوفی  
۱۱۱۱ھ) کا اعتقاد ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں!

ولا یخفی انا ہذا الخبر وکثیرنا من  
الاحبار الصحیحہ صریحہ فی نقص  
القرآن وتغییرہ وعندی ان لا اخبار  
فی ہذا الباب متواترہ یعنی معنی  
و طرح جمیعہا یوجب رفع الاعتقاد  
مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور اکثر تعداد میں  
احادیث صریح قرآن میں کی اور اس کی  
تحریف قرآن کی روایتیں متواتر مجموعی  
ہیں اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے  
سے پورے مجموعہ حدیث سے اعتماد اٹھ



عن الاخبار لا سابد ظنی ان الاخبار  
فی هذا الباب لا لعصر عن اخبار  
الامامہ

جائے گا بلکہ میرے خیال میں تحریف  
قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی  
روایتوں سے کم نہیں اگر روایات تحریف  
قرآن اعتبار نہ کیا جائے تو روایات سے  
مسئلہ امامت کیسے ثابت ہوگا۔

یعنی مسئلہ امامت کی اصل و اساس تو صرف روایات پر قائم ہے۔ قرآن کریم میں تو  
اس امامت کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں اگر روایات پر اعتماد نہ رہے تو امامت کیسے ثابت  
ہوگی؟

ان کا مشہور و معروف مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتا ہے۔  
”قبائل یم عدی بنو امیہ اور بنو عباس کے بادشاہوں نے جب  
خلافت اور بادشاہی حاصل کی اور دین کو ہر مصیبت میں مبتلا کر دیا انہوں  
نے کتاب اللہ میں تحریف کر ڈال اور سنت رسول کو بدل ڈالا۔“  
اسے کہتے ہیں الناجور کو تو ال کو ڈانے۔

## دو (۲) ہزار سے زائد روایات

اس مذہب کے گیارہویں صدی کے مجدد ملا باقر مجلسی کے نزدیک تحریف قرآن کی  
روایات متواتر و مستند ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں۔ آئمہ  
آل رسول سے منسوب ان متواتر روایات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے جیسا کہ فصل  
الخطاب میں ہے۔ قرآن کریم کے بعض کلمات، آیات اور سورتوں میں تحریف سے متعلق  
احادیث۔

ہی کثیر جدا حتی قال السید نعمت  
اللہ الجزائری فی بعض مولفاتہ کما  
حکی عتم الشاخبار الدلالۃ علی  
ذالک نرید علی الفی حدیث  
ورد علی استضا منها جماعہ

الحق الدعا والعلامہ المجلسی

یہ بہت ہی زیادہ ہیں یہاں تک کہ سید نعمت  
اللہ الجزائری نے اپنی تالیفات میں لکھا ہے  
کہ بے شک تحریف قرآن پر دلالت  
کرنے والی روایات دو ہزار احادیث سے  
زائد ہیں اور علماء کی ایک جماعت مثلاً شیخ  
مفید علامہ مجلسی وغیرہم نے ان روایات  
کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ شیخ  
نے بھی اپنی کتاب میں ایسی روایات کی  
کثرت کی تصریح کی ہے بلکہ ایک جماعت  
نے ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

یعنی سید محدث الجزائری نے الانوار میں لکھا ہے کہ قرآن میں کلام مضمون اور  
اعراب میں تحریف اور ان کے بارے میں متواتر روایات کی صحت پر ہمارے اصحاب نے  
اتفاق کیا ہے۔

فصل الخطاب ہی میں مرقوم ہے۔

اور کثیر قدماء میں روافض سے روایت ہے  
کہ موجودہ قرآن وہ نہیں جو محمدؐ پر نازل  
ہوا تھا بلکہ اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا اور  
'س' میں اضافہ بھی کر دیا گیا اور کئی بھی کر  
دی گئی۔

ویروی عن کثیر من قدماء الروافض ان  
هذا القرآن الذی عندنا لیس هو الذی  
انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم بل غیر و بدل و زید افیہ

## باب 5

## شیعہ اور مسئلہ ختم نبوت

آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ جس شخص کا ختم نبوت پر ایمان نہ ہو وہ بالفاق کافر اور خارج از اسلام ہے تاہم ایک شخص وہ ہے جو زبان سے تو کسی کو نبی نہیں کہتا لیکن نبوت کی تمام خصائص و صفات کو اس میں مانتا ہے تو وہ بھی اسی طرح کافر اور مرتد ہے۔ زبان سے نبی نہ کہنے سے اس کا کفر ختم نہیں ہوتا۔

آپ حیران ہوں گے کہ جناب خمینی صاحب اپنی پوری جماعت شیعہ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ تو آخری نبی ہیں مگر آپ کے بعد ۱۲- ایسی شخصیات ہیں جن میں انبیاء والی تمام صفات موجود ہیں۔ اہل سنت تو آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی (امام نمائی) کو کافر بتا رہے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے خمینی صاحب اور ان کے شیعہ ۱۲- آئمہ تو نبیوں کی طرح معصوم، مفترض الطاعتہ وغیرہ جانتے ہیں۔

راقم کا وجدان ہے کہ خمینی صاحب اور ان کی جماعت واضح طور پر اس مسئلہ میں تقیہ کئے ہوئے ہے لیکن امام الحسن شاہ ولی اللہ کی تصریحات کے مطابق ان کا یہ تقیہ بھی ان کو کفر سے بچا نہیں سکتا۔

”جو شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں لیکن

اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کا نام نہ دیا جائے اور نبوت

کے معنی یہ ہیں کہ کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف مفترض

الطاعتہ اور گناہوں سے معصوم ہونا، اب اگر کوئی کہے کہ یہ صفات نبی

کریم کے بعد آئمہ میں بھی موجود ہیں پس یہی شخص زندیق ہے اور کافر



ہے علماء حنفیہ و شافعیہ اس کے قتل پر متفق ہیں۔“

مقصود یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد نبی تو کسی کو نہ کہا جائے مگر حقیقت ختم نبوت کا صریح انکار کیا اور نبوت کی حقیقت کو امامت کے نام سے نبی کریمؐ کے بعد جاری رکھا جائے تو خواہ زبان سے حضورؐ کو ہزار بار خاتم النبیین کتنا کہے یہ زندقہ اور الحاد ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا بلاشبہ منکر ختم نبوت ہے۔

جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم المعصومین مفترض الطاعتہ اور مامور من اللہ ہیں اور عصمت خاصہ انبیاء ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی معصوم مفترض الطاعتہ ہوا ہے نہ قیامت تک ہو گا۔ آپ کے بعد کسی کو آپ کا مثل اور معصوم ماننا شرک فی النبوة ہے۔ جناب خمینی کی تصانیف کے باب میں ان کے نقطہ نظر کے بیان کے بعد ان کو اور ان کی جماعت کے کسی فرد و بشر کو ہم کس طرح ختم نبوت کا قاتل کریں۔

راقم کی معلومات میں پوری دنیا کا کوئی شیعہ ایسا نہیں ہے جو اپنے آئمہ کو معصوم اور مفترض الطاعتہ تسلیم نہ کرتا ہو اور حقیقت میں یہی ختم نبوت کا انکار ہے۔ کیونکہ صرف ختم نبوت کے باقی رکھنے سے ضروریات دین کا تقاضا پورا نہیں ہوتا چنانچہ گیارہویں صدی کے شیعہ امام نے تکلف برطرف کر کے حقیقت بیان کر دی ہے۔

## امامت ہی فی الحقیقت نبوت ہے۔

ملا باقر مجلسی رقم طراز ہیں۔

مرتبہ امامت نظیر مرتبہ نبوت و مثل است بلکہ چنانچہ نبوت رسالت است از جانب خدا بواسطت ملک، امامت نیز فی الحقیقت نبوی است بواسطت نبی،

(حیات القلوب مطبوعہ ایران ج ۳ ص ۸۱)

امامت نظیر نبوت یا مثل نبوت ہی نہیں فی الحقیقتہ نبوت ہے۔ نبوت جبرائیل کے واسطے سے ہے اور امامت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے۔  
یہ عام شیعہ کی روایت نہیں بلکہ جناب خمینی کے معتمد مجتہد ملا باقر مجلسی کا قول ہے۔

## ماتم اور تعزیه داری

ماتم اور تعزیه داری کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اگر کسی کی وفات یا شہادت پر ماتم اور نوحہ جائز ہوتا تو خود حضرت علیؑ اور حضرت حسینؑ حضورؐ کی وفات پر ماتم کرتے، حضرت علیؑ کی شہادت پر حضرت حسینؑ اور حضرت حمزہؑ کی شہادت پر حضورؐ نے ماتم کیا نہ نوحہ۔ بلکہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”جس نے ماتم کیا اگر بیان پھاڑا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق

نہیں۔“ (الحدیث)

قرون اولیٰ، عہد آئمہ و تابعین کے زمانے میں دور دور تک یہ رسم نظر نہیں آتی ملاحظہ ہو۔ شیخ عمر دین الوردی اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں۔

”۳۵۲ھ میں معز الدولہ نے نوحہ کرنے پر طمانچہ مارنے اور

عورتوں کے بال بکھیرنے کا امام حسینؑ کی مصیبت میں حکم دیا اور اہل

سنت بسبب شیعہ بادشاہ کو اس کو روکنے سے عاجز رہے۔“

(”مجاہد اعظم“)

تقی الدین مقبری نے کتاب المخطوط میں لکھا ہے کہ ۳۶۳ھ میں نواب معز الدولہ کے جانشین معز الدین نے شیعوں کی طرف سے مشہد کلثوم اور تعزیه بھیجا اور وہ امام حسینؑ پر نوحہ وبکا کرتے تھے۔

معلوم ہوا یہ رسم چوتھی صدی ہجری کے وسط میں جاری ہوئی تاہم ہندوستان میں شیعہ کی ریاستوں میں بھی اس رسم کا ثبوت نہیں ملتا۔ برصغیر میں یہ رسم آصف الدولہ کے زمانہ میں جاری ہوئی۔ ”مجاہد اعظم“ کتاب کے شیعہ مولف کی کھری بات ملاحظہ ہو۔

”تقریباً جس طرح ہندوپاک میں ہوتے ہیں کہیں بھی نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ ایران جو شیعوں کا خاص گھر ہے۔ وہاں بھی اس کا رواج نہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں ہر جگہ شیعہ تقریب بناتے ہیں۔ آخر اس رسم کی ابتداء کب ہوئی؟ کیسے ہوئی؟ کس نے کی؟ کیوں کی؟ اس کے جواب سے تاریخ خاموش ہے۔

(”مجاہد اعظم“)

گنبد دار تقریب کا رواج لکھنؤ سے ہوا بعض سن رسیدہ بزرگوں سے سنا گیا کہ آغاز زمانہ نواب آصف الدولہ میں اول ایک سبزی فروش نے بانس اور کانغ کا تقریب بنایا۔ بیوی، نیچے بندوں، قصابوں کے علاوہ ایشری ساہ، بقال، ہیرالال بھرجی، سوہن بقال، گوکل تنبولی پچھن لقال سوہن نجار کے تقریبوں کا ذکر بھی ”مجاہد اعظم“ میں موجود ہے۔ تقریب معز الدولہ کے دور میں بنائے گئے مگر گشت نہ کرائے گئے حالانکہ ماتم حسین منانے کی ابتدا واقعہ کربلا سے تین سال بعد اسی زمانہ میں بغداد میں ہوئی مگر تقریب کی گشت کی ابتداء لکھنؤ سے ہوئی

(توضیح المسائل از خمینی)

شواہد الصادقین میں شیعہ مجتہد سید احمد شاہ لکھتے ہیں۔ تقریب، علم اور ذوالجناح شعائر خدا ہیں سوال پیدا ہوتا ہے۔ تین سو سال تک خدا کے یہ شعائر کس غار میں روپوش رہے۔ شیعہ نے قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی تعلیمات میں اس قدر تحریف کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اذان کے آخر میں ”حی علی خیر العمل“ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا اضافہ کر کے آنحضرتؐ کے دین کو نامکمل ثابت کرنے کی کوششیں کی۔



متعہ یعنی مرد عورت کے باہمی رضا و رغبت کے ساتھ بھبھستہ ہونے کا عقیدہ گھڑ کر  
 زناء اور بد معاشی کا دروازہ کھولا پھر اسی پر بس نہیں بلکہ متعہ کرنے والے کے لئے خود  
 ساختہ فضائل کی روایتیں گھڑ کر پوری امت مسلمہ کی توہین کی گئی۔ خمینی صاحب نے توضیح  
 المسائل میں کھلے طور پر اس زناء کی اجازت دی ہے۔

(توضیح المسائل از خمینی)

متعہ کرنے کے ثواب کے بارے میں ایسی حدیث گھڑی گئی کہ اس کے بیان سے  
 انسانیت کا ماتھا شرم سے جھک جاتا ہے۔



## باب 6

## ایران میں شیعہ مذہب کا پس منظر

بعثت نبویؐ سے قبل دنیا میں دو بڑی بڑی طاقتیں افق عالم پر جلوہ گر تھیں۔ ایران اور روما کی ان دو سلطنتوں کے درمیان محمدی انقلاب ایک تیسری طاقت کی صورت نمودار ہوا۔ اسلامی طاقت کی روز افزوں ترقی نے رومی اور ایرانی فرمانرواؤں کو شدید رک دیا.....

۶۱۰ء میں رونما ہونے والے اس آفاقی انقلاب نے دیکھتے ہی دیکھتے غلامی و بے کسی، آمریت و فسطائیت، جہالت و غوایت، پاپائیت و شہنائیت نخوت و استکبار کے دلدادوں پر تپ لرزہ طاری کر دیا۔ عہد فاروقی میں قادیسہ، یرموک، حمص اور شمالی افریقہ کے تاریخ ساز معرکوں نے جہاں رومی آقاؤں کے غرور کو روند ا وہاں مجوسیت کے بھڑکتے ہوئے شعلے بھی بجھا دیئے۔ تھیختا ایرانیوں اور رومیوں کو قصیر و کسریٰ کے ظلم و جور کے مقابلے میں اسلام کا ابر رحمت میسر آیا تو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے برس ہا برس کے محکوم و مجبور انسانوں نے دفعتاً آنحضرتؐ کی دعوت کو خوش آمدید کہا۔

ایک طرف غلاموں پر رحمت کا مینہ برساتو دوسری طرف عرب کے بدوؤں کی اس آنا "فانا" کامیابی نے ایک طبقے پر عصبیت و قومیت کے ڈورے ڈال دیئے۔

اسلامی خلافت کے تاجدار ثانی سیدنا فاروق اعظمؓ کے دس سالہ مقدس دور نے پوری دنیا سے مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت و بت پرستی کا جنازہ نکال دیا۔ ہزاروں سال کی قائم شدہ سطوتیں اور شوکتیں خاک تلے دب گئیں۔

تاہم عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی نے فتوحات میں جب طول کھینچا تو تعصب کی آگ بھڑک اٹھی۔ جس کے نتیجے میں الکفر ملہ واحدہ کے مصداق مجوسیت و عیسائیت

اور یہودیت و بت پرستی باہم گلے مل گئیں۔ کہیں جیغونہ یہودی اور ابو لولو مجوسی کے ذریعہ حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ کہیں عبداللہ بن سبا کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو دردناک طریقے سے آنحضرت ہی کے شہر میں بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا۔ اس کے بعد بھی اسلام ختم نہ ہوا تو حضرت علیؓ سے ایک سازش کے تحت اسلام کا مرکز اصلی مدینہ چھڑایا گیا۔ یہود و مجوس ہی کے اس گٹھ جوڑ کے باعث سادہ لوح صحابہ کی جماعت میں ایسی غلط فہمیوں کے بیج بوئے گئے کہ جنگ جمل، صفین کے الم انگیز واقعات تاریخ کے اوراق پر ثبت ہو گئے۔

واقعہ کربلا اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جو یہود و مجوس اور عیسائیت کے باہمی اشتراک کے نتیجہ میں ظہور میں آئی۔

قومی عصبيت اور اسلام دشمنی کے نتیجے میں مجوسیوں ہی کی اولاد سے شیعہ مذہب نے ایران میں جنم لیا۔ بلاشبہ مجوسیوں کا ہی زاویہ عبداللہ بن سبا کے انکار کا آئینہ دار تھا۔ تاہم ایرانی مجوسیت پر فاروقیؒ اور عثمانیؒ حملوں کے انتقام کے طور پر صحابہ دشمن فتنہ کا ایران میں پروان چڑھنا بعید از قیاس بات نہ تھی۔

ابن خلکان کے قول کے مطابق عبداللہ بن مسمون القداح ایرانی نے سب سے پہلے شیعہ مذہب کی بنیاد ایران میں رکھی۔ اس کے باپ کا نام ویسان تھا۔ یہ شخص مختلف ادیان و مذاہب کے اصولوں سے واقف تھا۔ اس نے زنادقہ کی تائید میں کتاب المیزان لکھی۔

یہ ابواز کے مضافات میں قوس العباس نامی ایک قریہ میں پیدا ہوا۔ سلا ایرانی تھا۔ حکیم فیض عالم صدیقی کی روایت کے مطابق یہ یہودی تھا۔ منافقانہ طور پر شیعوں کے غالی فرقہ خطابہ میں شامل ہو کر ایران میں اس کی تبلیغ کرنے لگا۔ عبداللہ چاہتا تھا کہ اسلامی اقتدار کے حصول کے اسلامی معتقدات کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس نے اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنے اقتدار کے لئے نو مدارج قائم کئے جو یہودیوں کی فری میسنری تحریک کی طرح تھے۔ یہ چاہتا تھا کہ خود حکمرانی حاصل کرے اور اس کے بعد اس کی



اولاد حکمران ہو۔

## MEMOISVRLES B./ PECOE E

اسماعیلی عقائد کے مطابق تمام مدارج طے کرنے کے بعد یہ آدمی معطل اور اپاہج بن جاتا ہے۔ یعنی اعمال شریعت چھوڑ دیتا تھا اور محرمات کو مباح سمجھتا تھا یہ کربلا سے مکہ پہنچا مگر وہاں کے لوگوں کو علم ہوا تو بھاگ نکلا اور سلمیہ پہنچا مہدی کے ظہور تک اس کے جانشین یہاں ہی رہے آگے چل کر اس کے بیٹے احمد نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد سے ہونے کا دعویٰ کیا اور بعد میں کاظمی ہونے کا دعویٰ ہوا اور ہمہ تن دعوۃ اسماعیلیہ میں منہمک ہو گیا۔ مختلف شہروں میں اپنے عقائد کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے کسریٰ کی حکومت کو منہدم کرنے کی سازش بڑی چابکدستی سے تیار کی۔ وہ ایک ایسی تنظیم اور جانباز جماعت بنانے پر قادر ہو گیا جو اس کو تخت حکومت پر متمکن کر اسکے اگر خود نہیں تو اس کی اولاد حکمران بن سکے اس نے حیرت انگیز طور پر محنت کی۔ نہایت عیاری سے انسانی قلوب کی گہری معرفت کی بدولت اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنادیا۔ (ملخص از عبرت نامہ اندلس مصنفہ ڈوزی)، ہسٹری آف برٹین) پروفیسر رائن ہارٹ نے اپنی تالیف میں لکھا کہ!

”اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے ذرائع کا ایسا مربوط

سلسلہ قائم کیا جس کو بجا طور پر شیطانی کہا جاسکتا ہے۔ انسانی کمزوریوں سے ہر نبج پر فائدہ اٹھایا گیا بے دینیوں اور آزاد منشوں کے لئے عیاشی، پختہ دماغ لوگوں کے لئے فلسفہ مذہبی متشددین کو باطنی اسرار و غوامض اور عوام کے سامنے عجوبات پیش کیئے۔ ایرانی اور لائی زندگی حقیقت کے پرستاروں کے لئے مذہب کا ایک فلسفیانہ گورکھ دھندائش کیا اور یہ سب کچھ ایسی چابکدستی اور مستقبل مزاجی سے کیا جو لوگوں کے جنسی جذبات اور احساسات کو براہِ انگیختہ کرنے والا تھا۔

## ایران میں شیعہ مذہب کا دوسرا کردار

### حسن بن صباح

حسن بن صباح رے (ایران کا ایک شہر) کا باشندہ تھا۔ حسن بن صباح کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن الصباح الجمیری تھا۔ زمانہ کے رواج کے مطابق اس نے اپنے نام کے ساتھ جمیری کا لفظ لگا کر اپنے آپ کو ایک عرب خاندان کی طرف منسوب کیا حقیقت میں وہ بحوسی النسل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ریاضی ہندسہ حساب نجوم اور سحر وغیرہ مختلف علوم حاصل کئے کہتے ہیں۔ نظام الملک طوسی اور عمر خیام کا ہم سبق تھا۔ اس وقت وہ اپنے باپ کے مذہب پر اثنا عشری تھا۔ ابن صباح اسماعیلی داعی کی دعوت پر اسماعیلی ہو گیا۔ چونکہ بڑا ذہین تھا۔ اس لئے صوبہ اصفہان کے گورنر شیخ احمد تک پہنچ گیا۔ اس نے اسے مصر پہنچادیا۔

اسکندریہ سے روانہ ہو کر۔ کربلا، یزد، کرمان، طبرستان اور دماقان وغیرہ میں نزار کی امامت کی دعوت دیتا رہا۔ ملک شاہ سلجوقی کی طرف سے اصفہان اور قسطنطنیہ کا حاکم مہدی ایک سادہ لوح علوی تھا۔ حسن بن صباح نے عبادت گزاری کا چکر دے کر اس سے قلعہ الموت لے لیا۔ اس قلعہ میں بیٹھ کر اس نے نہایت چابکدستی، ہشیاری، مکاری اور عیاری سے اپنا جال پھیلا نا شروع کیا اور علوی کو قلعہ بند کر دیا۔ دعوت کا وہی نظام جو مصر سے دیکھ کر آیا اس پر رفیق لاحق اور فدائی کے درجات بڑھا دیئے گئے۔ فداویوں میں نرے ان پڑھ اور جاہل مگر جانناز قسم کے نوجوان شریک کئے جاتے اور انہیں تمام فنون سپہ گری کی تعلیم دی جاتی۔ اس نے رفتہ رفتہ اعمال کی ترغیب کے لئے ایک جنت بنائی جس میں مختلف علاقوں سے خوبصورت دوشیزائیں اغواء کر کے لائیں گئیں۔ جنت میں ہر قسم کے پھلدار درخت، پھولوں والے پودے لگوائے اور چشمے بنوائے پہلے آدمی کو بھگ ملا کر

مدہوشی کے عالم میں دستان حوروں کی آغوش اور مسرتوں کے ہنگامے کا چھمانا۔ ٹھنڈے اور خوشگوار چشموں کا پانی پھلوں اور پھولوں کی بہتات میں چند روز گزارنے کے بعد جب اسے واپس منگوا یا جاتا اور وہ ہوش میں آتا تو اس جنت گم شدہ کے حصول کے لئے بے قرار ہو جاتا۔ اب اسے کہا جاتا کہ جب تم فلاں آدمی کو قتل کرو گے تو تمہیں اس کے بدلہ میں جنت میں جگہ دی جائے گی۔ حسن بن صباح نے اپنے ایسے فدائیوں سے اس دور کی بڑی عظیم الشان ہستیوں کو قتل کرایا۔



## شیعہ کے مختلف فرقے

اس وقت پوری دنیا میں شیعہ کے جس قدر فرقے اور گروہ موجود ہیں۔ ان تمام کا شجرہ نسب یعنی یہودی عبد اللہ بن سباتک پہنچتا ہے۔

وہی صحابہ کے باہمی اختلاف کو اجاگر کرنے، حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا جھگڑا اٹھانے، رسالت کے مقابلے میں امامت کا ہوا گھڑنے اور خدائی توحید کے خلاف حضرت علیؓ کی مشکل کشائی کا اعلان کرنے اور قرآن میں کمی زیادتی کے عقائد کا بانی ہے۔ پچھلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس وقت دنیا میں ۷۰ جماعتیں شیعہ ہونے کی دعویٰ داری ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں ۱۰۰ سے زائد مولانا ثناء اللہ نے ۱۵۰۔ حکیم فیض عالم صدیقی نے ۵۱۔ کی تعداد لکھی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں اور علامہ عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں شیعوں کے فرقے ۱۲۰ نقل کئے ہیں۔ ان تمام کے عقائد کی بنیاد مسئلہ امامت، خلافت، الوہیت علی حضرت جعفر صادق کی الوہیت، نبوت علی، چارہ معصوم کی اصطلاح قرآن کے مترادف ہونے اور قرآن کے چالیس پاروں کا عقیدہ ہے۔

عصر حاضر میں چند قابل ذکر شیعہ کے گروہوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

### سبائیہ

اس فرقے کا بانی یہودی النسل عبد اللہ بن سبا ہے۔ شیعوں کے تمام فرقوں کا ماخذ یہی شخص ہے۔ اسی شخص نے سب سے پہلے اسلام میں تشدد و افتراق کا بیج بویا۔ اس نے عوام

کو گمراہ کرنے کے لئے علی جزو خدا ہیں۔ کانعرہ لگایا۔ ابتداً اسی نے علی کے وصی اور خلیفہ بلا فصل ہونے کا شوشہ چھوڑا۔

## امامیہ اثنا عشریہ

سبائی گروہ کے بعد مختلف لوگوں نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق امامت و خلافت اور الوہیت و مشکل کشائی کے نام پر ایسا معجون مرکب بنایا کہ فرقے ہی فرقے پھیل گئے۔ انہی فرقوں میں ایک فرقہ اثنا عشریہ ہے۔ جو اپنے عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں کے قائل ہیں۔ بارہ اماموں کے بارے میں تفصیلی بحث اسی کتاب میں اپنی جگہ موجود ہے۔

## کیسانیہ

اس فرقہ کا بانی علیؑ کا غلام نو مسلم موسیٰ کیسان تھا۔ اس کے پیروکار حضرت علیؑ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن حنفیہ سے علوی ظاہری اور باطنی اور نزادی فتنے پیدا ہوئے۔

پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی کیسان کے متعلق رقم طراز ہیں۔

”اس کا عقیدہ تھا کہ بلا تامل اطاعت اور لا کلام مکبر داری ایک ایسے آدمی کی کی جائے۔ جو خدا بھی ہو یہ عقیدہ امت زردشت کا تھا اور کیسان چونکہ ایک زیر زمین نو مسلم مجوسیوں کے گروہ کا سرغنہ تھا۔ اس لئے عرب کے ان پڑھ نو مسلموں میں اس خیال کو پختہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو دیر نہ لگی پھر علیؑ اور معاویہؓ کی چپقلش نے بڑے بڑے جلیل القدر مسلمانوں کے اذہان کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ چونکہ ان لوگوں کا حقیقی مقصد صرف اسلام دشمنی تھا اس لئے انہوں نے شیعیت کو ہی اپنی

مقصد براری کا ذریعہ بنایا اور من حیث المجموع شیعہ گروہ میں ہی شمار ہونے لگے۔ ان لوگوں نے شام اور اردن کی سرحد پر یروخلیم کا اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس وقت بھی ان لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کی بناء پر ہمیشہ دمشق کے (جو اہل سنت کی قوت کا مرکز ہے) مخالف رہے ہیں۔ شام میں ہونے والی تخریبی کاروائیوں میں ہمیشہ ان کا ہاتھ رہا۔ فرانسیسی استعمار نے انہیں استعمال کیا۔ اردن کے برطانوی انقلاب نے ان سے کام لیا۔ شام کی پہلی آزاد قومی حکومت کا تختہ الٹنے میں یہی لوگ حسنی الترعیم کا دست و بازو تھے۔

بعث پارٹی کی ریڑھ کی ہڈی بھی یہی لوگ تھے، فرانسیسی استعمار نے جو شامی فوج تیار کی اس میں انہیں کی اکثریت تھی۔ بعد ازاں اس فوج میں جب بھی اضافہ ہوا۔ انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آج تمام عالم اسلام میں آئے دن انقلابات پر مسلمان حیران ہیں۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان انقلابات کے پیچھے کون سے لوگ موجود ہیں۔ شام میں کیسانی شیعوں کے علاوہ باطنیوں کی بھی اکثریت ہے۔ یہ باطنی آج کل حموی نصیری اور علوی کہلاتے ہیں۔ در دزیو کے بعد یہی نصیری بعث پارٹی کا مضبوط عنصر ہیں اور آج کل تو یہی لوگ برسرِ اقتدار ہیں۔ اکرام حولانی مصطفیٰ احمد وں کرئل ویو عساف میجر عبدالجواد بھی کیسانی اور نصیری ہیں۔ ان لوگوں نے محض اسلام دشمنی کی بناء پر بعث پارٹی کا ساتھ دیا۔ شام میں چونکہ علوی اکثریت اہل سنت ہے۔ اس لئے یہ لوگ ایک دوسرے کے قریب تھے۔ کئی مرتبہ سر نکال کر میدان میں آجاتے۔ ان لوگوں نے ایک عیسائی کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اس کی بعث پارٹی کو تقویت پہنچا کر اخوانوں کی طاقت کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ شام میں کوئی یا سیدار حکومت قائم نہیں ہو سکی۔ عقائد کے



لحاظ سے چونکہ بعض کرد بھی اہل سنت نہیں بلکہ انہی کے ہم خیال ہیں اس لئے الکفر ملت واحدہ کے مصداق بھی ضرورت کے وقت ان کا ساتھ دے کر مرکز کو کمزور رکھنے میں ہی اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ لبنان کی خانہ جنگی اور شام کے فلسطینی مجاہدین کے خلاف جنگ سب انہیں لوگوں کا فعل ہے۔

(بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص ۳۳۸)

### مختوریہ

یہ امام جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کی موت پر توقف کرتے ہیں۔

### امامیہ

یہ کسی محمد بن حسین کو امام برحق مانتے ہیں کہتے ہیں کہ وہی امام منتظر ہے۔ ایک وقت زمین میں اس کا ظہور ہو گا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

### ناوسیہ

ناؤس بصری اس فرقہ کا بانی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ اب تک زندہ ہیں۔ اس وقت غائب ہیں۔ دوبارہ امام مہدی کی حیثیت سے ان کا ظہور ہو گا۔

## قرا مضیہ

ان کا پیشوا مبارک نامی کوئی شخص ہوا ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق امام جعفر صادق تک تمام خلیفہ برحق تھے۔ انہوں نے تمام حقوق محمد بن اسماعیل کے حوالے کر دیئے تھے۔ وہ اس وقت غائب ہیں۔ آخر زمانے میں وہی امام مہدی کے نام سے ظاہر ہوں گے۔

## سلیمانیہ

اس فرقہ کا بانی سلیمان بن کثیر ہوا ہے۔ یہ شخص شیخین کی خلافت کو اجتہادی غلطی سمجھتا۔ مگر حضرت عثمانؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کو کافر کہتا تھا۔ (العیاذ باللہ)

## المنصوریہ

اس فرقہ کا بانی ابو منصور العجلی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ ایک ٹکڑا ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے اور وہ خدا ہے۔ امام ابو منصور آسمان پر جا کر خدا سے ہم کلام ہوا۔ خدا نے ان کو بیٹا کہا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ بھی آسمان سے نازل ہوا ہے اور جنت دوزخ کی کچھ حقیقت نہیں۔

## نزاریہ یعنی آغا خانی

یہ فرقہ حضرت جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔

## فرقہ اسمعیلیہ -

امامت کے سلسلہ میں سے ایک فرقہ اسمعیلیہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر چھٹے امام جعفر صادق تک شیعہ امامیہ سے متفق ہے مگر اس کے بعد ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ اسمعیل، عبد اللہ، موسیٰ، اسحاق، محمد، ان میں سب سے بڑے اسمعیل تھے۔ ان کے بعد عبد اللہ ہیں۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق کا قول ہے۔

ان الا مرفی الکبیر مالم تکن فیہ عاہدہ

(اصول کافی طبع لکھنؤ ص ۲۲۰)

امامت منتقل ہوگی ولد اکبر کی طرف بشرطیکہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔

(شافی ترجمہ اصول کافی ج ۱- ص ۳۲۱)

اسی بناء پر فرقہ اسمعیلیہ امام جعفر صادقؑ کے بعد اسمعیل کو امام مانتے ہیں مگر اسماعیل حضرت امام جعفر صادقؑ کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے ان کے بعد جو بڑے بھائی عبد اللہ تھے۔ انہوں نے امام جعفر صادقؑ کے بعد امام ہونے کا دعویٰ کرویا تھا لیکن فرقہ اثناء عشریہ بجائے اسمعیل اور عبد اللہ کے موسیٰ کاظم (متوفی ۲۵- رجب ۱۸۳) کو امام مانتے ہیں اور اس سلسلہ امامت کو امام غائب (بارہویں امام) تک مانتے ہیں لیکن اسمعیلیہ اسماعیل کے بعد محمد بن اسمعیل کو امام مانتے ہیں اور پھر اس کو موروثی قرار دیتے ہیں کہ باپ کے بعد بیٹا امام بنتا ہے۔

۱۔ فرقہ اسمعیلیہ کا ذکر امام ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے بھی الفصل فی الملل والنحل والاہواء والنحل میں کیا ہے۔

۲۔ علامہ شہرستانی متوفی ۴۸۸ھ نے اپنی کتاب الملل والنحل میں اس فرقہ کا تفصیلی ذکر



کیا ہے۔ اس فرقہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔ شہرستانی نے لکھا ہے کہ قلعہ الموت کا حسن بن صباح بھی اسی فرقہ کا داعی تھا۔ اس فرقہ کا اختلاف بھی اہل اسلام سے اصولی ہے۔ یہ بھی دوسرے شیعوں کی طرح خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت راشدہ کے منکر ہیں۔ محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ بھی روافض کے بیان میں فرماتے ہیں۔ آٹھویں گروہ کو اسمعیلیہ کہتے ہیں۔

-۳

(غنیۃ الطالبین مترجم اردو ص ۱۳۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی تحفہ اثنا عشریہ میں فرقہ اسمعیلیہ کے عقائد اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ جب امام کوئی حکم کرے ہر مومن اور مومنہ پر اس کی تابعداری لازم ہے۔ گو ان کے خلاف مرضی ہو مثلاً اگر کسی عورت کو کسی مرد بے عورت کے حوالے کرے۔ یہ عقد دونوں پر لازم ہو جائے فسخ نہیں کر سکتے ان کا یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ!

-۴

”امام اگر چاہے تو حضرت موسیٰؑ کی طرح جناب باری سے ہمکلام

ہو سکتا ہے۔“

دور حاضر میں فرقہ اسمعیلیہ کو آغا خانی فرقہ بھی کہتے ہیں۔ اسمعیلیہ کے امام حاضر پرنس کریم آغا خاں (جو سال رواں مارچ ۱۹۸۳ء) میں پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ ان کے دادا آغا سلطان محمد شاہ کو انگریز نے ہزاری نرس سر کا خطاب دیا تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے آغا خاں کے متعلق ایک استفسار کا جواب لکھا تھا جس کا نام ہے۔

-۵

رسالہ ”العلم الحقانی فی حزب الاغاخانی“

اس استفسار میں آغا خان کے طریقہ نماز اور دعاء کا ذکر تھا۔ جس کی انہوں نے اپنے

مریدوں کو تعلیم دی تھی اور وہ یہ ہے۔

”نماز پڑھو، نماز پڑھو، نماز پڑھو، خدا تم کو برکت دے۔ خدا کا نام لو، خداوند شاہ علی تم کو ایمان اور اخلاق دے یا شاہ میری شام کی نماز اور دعاء قبول کر جو حق تم کو ملا میں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا سلطان محمد شاہ، اس کے بعد سجدہ کرو۔“  
نیز یہ دعاء لکھی ہے!

”اڑتالیس (۳۸) اماموں، دسواں بے عیب او تار ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا۔ اس کے بعد سجدہ کرا لیں

(بحوالہ بواد النوا در جلد دوم ص ۴۳۸-۴۳۹)

اس قسم کے عقائد کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاف اسلام اور کفر قرار دیا ہے۔ آغا خانی فرقہ نے مسجد کی بجائے اپنے عبادت خانہ کا نام جماعت خانہ رکھا ہے۔ یہ بجائے پانچ نمازوں کے تین نمازوں کے قائل ہیں وغیرہ۔ اسمعیلیہ فرقہ کے امام کو سونے، چاندی سے تولا جاتا ہے۔ بظاہر ان لوگوں کا دعویٰ روحانیت کا ہے لیکن اسلامی روحانیت کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق نہیں یہ سرمایہ اور مادہ پرست قوم ہے۔ ان کے امام فرنگی تہذیب و تمدن میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ مسنون داڑھی سے بالکل محروم ہیں۔ ان مدعیان روحانیت کے ہاں کوئی شرعی پردہ نہیں ہے۔ حال ہی میں پرنس کریم آغا خاں نے مع بیگم پاکستان کا جو دورہ کیا ہے اخبارات میں اس کی فرنگی جھلک دیکھی جاسکتی ہے یہ سونے چاندی کی امامت ہے نہ کہ شریعت اور روحانیت کی۔

## بوہرہ فرقہ

فرقیہ اسمعیلیہ کا ایک خلیفہ مستنصر گزرا ہے۔ جس کے دو بیٹے نزا اور مستعلی اس

فرقے کے داعیوں میں سے تھے۔ فرقہ نزاریہ میں سے حسن بن صباح تھا اور آغا خان بھی اس نزاری نسل سے ہے۔ اس کے دوسرے بیٹے مستعلی کے پیروبوہروں کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ملا طاہر سیف الدین کو اپنا ۱۵ واں امام مانتے ہیں اور اس کے بعد اب اس کا بیٹا برہان الدین امام ہے۔ ان دونوں فرقوں میں فرق یہ ہے کہ اسمعیلی نزاری فرقہ والے ہر دور میں اپنے امام کا ظاہر ہونا مانتے ہیں اور بوہرہ فرقہ والے امام کو مخفی اور اپنے نائب امام کے داعی کو ظاہر مانتے ہیں۔ یہ بھی سرمایہ دار قوم ہے۔ بہر حال یہ دونوں فرقے اسلام سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔





## حاصل کلام

شیعہ کے تمام فرقوں کا احاطہ اس مختصر سے مجموعے میں ممکن نہیں۔ عقائد کے باب میں اگر ان تمام گروہوں کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے۔ یہ ایسا مذہب ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں۔

عیسائیت، یہودیت، مجوسیت، بدھ مت اور دنیا کے ہر باطل مذہب کا مطالعہ کرنے سے بھی آپ ایسی بوقلمونیاں اور عقل سوز نظریات نہ پائیں گے۔ جس قدر شیعہ کے مذہب میں موجود ہیں۔ مثلاً ایک طرف حضرت علیؑ کو خدا ائی منصب پر جگہ دینا اور دوسری طرف اصحابہ ثلاثہ کی بیعت کے معاملے میں انہیں اس قدر عاجز اور بے کس و بے یار و مددگار قرار دینا کہ مشکل کشائی کے عقیدے کی دھجیاں اڑ جائیں۔ ایک طرف خدا کی ہر بات کو سچا کہنا اور دوسری طرف قرآن کے نامکمل ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرنا اور دوسری طرف بارہ مزعومہ آئمہ کو نبیوں کی صف میں کھڑے کرنا اور ان کو معصوم و مختار قرار دینا۔ ایک طرف توحید باری کا عقیدہ رکھنا اور دوسری طرف خدا کے ساتھ آئمہ کو شریک ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔

شیعہ کے بیسیوں فرقوں کے عقائد کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں حاصل کلام کے طور پر ان کے تمام گروہوں کے عقائد کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کو انسانی شکل میں ماننے والے۔
- ۲۔ ہنود کی طرح تناخ کے قائل۔
- ۳۔ عیسائیوں کی طرح منصور کو خدا کا بیٹا ماننے والے۔
- ۴۔ محمد بن عبد اللہ بن حسن کو زندہ جاوید ماننے والے۔
- ۵۔ امام برحق کا کلیہ قائم کر کے اسے پیغمبر کہنے والے۔

- ۶- ترک نماز سے کوئی گناہ نہیں کے قائل۔
- ۷- حضرت جعفر الصادق کو خدا ماننے والے۔
- ۸- تمام مفروضہ آئمہ کو الہ ماننے والے۔
- ۹- حضرت علیؑ کو جزو خدا کہنے والے۔
- ۱۰- امام جعفر کو زندہ جاوید سمجھنے والے حلول اور رجعت کے قائل۔
- ۱۱- چہارہ معصوم کی اصطلاح کے قائل۔
- ۱۲- نبوت علیؑ کا حق تھا مگر جبرئیل بھول کر نبوت محمدؐ کے حوالے کر گیا پر ایمان رکھنے والے۔
- ۱۳- علیؑ کو نبوت میں شریک جاننے والے۔
- ۱۴- اہل بیت کا علم جاننے والا نبی ہو سکتا ہے کے قائل۔
- ۱۵- قرآن کو ستر گز لمبا کہنے والے، قرآن کے چالیس پاروں کے قائل، قرآن کی سترہ ہزار سے زائد آیتیں ماننے والے، اصل قرآن علیؑ نے پوشیدہ کر دیا تھا کے قائل۔
- ۱۶- حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت معاویہؓ، اور حضرت ابو موسیٰؓ پر لعنت کرنے والے۔
- ۱۷- انہیں صرف خطا کار کہنے والے۔
- ۱۸- محرمات کو حلال کہنے والے۔
- ۱۹- سب عورتوں کو ہر شخص کے لئے حلال بنانے والے۔
- ۲۰- اسی دنیا کو جنت اور دوزخ سمجھنے والے۔
- ۲۱- شراب اور زنا کو حلال جاننے والے۔
- ۲۲- بنی عباسؓ، علیؓ، جعفرؓ اور عقیلؓ کی امامت کے علاوہ کسی اور کی امامت کے قائل کو کافر کہنے والے۔
- ۲۳- علم غیب و مختار کل کا عقیدہ آئمہ کے لئے رکھنے والے

- ۲۴۔ امامت کو محمد بن عبد اللہ بن حسن المعروف نفس ذکیہ کا حق سمجھ کر امامت کو آپ پر ختم جانے والے۔
- ۲۵۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اجتہادی غلطی کا مرتکب جانے والے اور باقی سب کو کافر کہنے والے۔
- ۲۶۔ منصور عباسی کی طرف امامت لوٹائے جانے کے قائل۔
- ۲۷۔ جعفر الصادق کے بعد عبد اللہ کی امامت کے قائل۔
- ۲۸۔ اسماعیل کو امام برحق ماننے والے دوازدہ آئمہ کے قائل۔
- ۲۹۔ امام مدنی کی پوشیدگی پر ایمان رکھنے والے۔
- ۳۰۔ اصحاب ثلاثہ کو علی منہاج الخلافۃ صحابی نہ سمجھنے والے اور ان پر تبرا کرنے والے۔
- ۳۱۔ جعفر صادق کے بعد امام محمد کی امامت کے قائل۔
- ۳۲۔ ابن زیاد، شمر اور ابن سعد کو شیعہ ماننے اور ان کو کافر کہنے والے۔
- ۳۳۔ امیر مختار کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والے اور اسے زمانہ کامکار ترین فریبی کا خطاب دینے والے۔
- ۳۴۔ اذان میں حی علی خیر العمل اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کے قائل اور کلمات کے منکر۔
- ۳۵۔ منصور، ہارون، مامون عباسی کو شیعہ سمجھنے والے اور انہیں کافر فاسق فاجر کہنے والے۔
- ۳۶۔ یزید کو فاطمیوں اور علویوں کا محسن سمجھنے والے اور ان کا نام گالی کے طور پر لینے والے۔
- ۳۷۔ ماتم اور تعزیہ کو شعائر اللہ ماننے والے۔

(حقیقت مذہب شیعہ)



## باب 8

## اسلامی تاریخ پر شیعہ حکمرانوں کے مظالم کی المناک داستان

تاریخ اسلام کے اوراق پر شیعہ حکمرانوں کی ستم کاریوں اور مظالم کی طویل داستان رقم ہے۔ تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں، ابن اثیر کے مطابق مشتبہ از خروارے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیعیت کی بنیاد عبداللہ بن سبا نے رکھی۔ اس کی مکاریوں کی کہانی اس کتاب میں شیعہ کی تاریخ کے پس منظر میں آپ نے ملاحظہ کی ہے۔ ابن سبا کے بعد آل بویہ نے بغداد میں سینکڑوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ بالآخر تبر ابازی، تعزیر داری، تقیہ، متعہ اور ماتم کی رسوم کے جھگڑوں میں پڑنے سے مسلمان ان کے شر سے محفوظ ہو گئے۔

۲۔ گورنر سرقد حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھا کر خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ بالآخر اسی معرکہ آرائی میں شیخ الاسلام، امام ابن تیمیہؒ جیسی جلیل القدر شخصیت تاتاریوں کے جبر و قہر کا نشانہ بنی اور امام موصوف دمشق کے قلعہ میں ایک طویل عرصہ قید و بند کی صعوبتوں کے بعد دارفانی سے کوچ کر گئے۔

۳۔ ابن علقمی (بغداد کا شیعہ لیڈر) نے بغداد میں ہلاکوں کے ذریعے مسلمانوں کا قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک پہلے تو لاشوں اور خون کا دریا بن رہا اور آخر مسلمانوں کے علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو مہینوں کتابوں کی سیاہی سے

سمندر تک دریا بھی سیاہی کا میدان بن گیا۔

۴۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اڑادی۔ جس نے حضرت علیؑ کی ولایت و وصایت کا انکار کیا۔

۵۔ شیعوں کے نامور حکمران آصف خاں نے نادر شاہ کو دہلی میں بلا کر دہلی میں قتل عام کرایا۔

۶۔ ملتان میں ابو الفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے متعدد بار ہولی کھیلی۔

۷۔ نوابان اودھ نے سینکڑوں سینوں کو صرف سنی ہونے کے جرم میں ذبح کرایا، اصحاب ملاحش کے نام لیواؤں پر بے پناہ تشدد کئے گئے۔

۸۔ واقعہ کربلا کی پوری داستان کے بارے میں خود ”مجاہد اعظم“ کا شیعہ مصنف اعتراف کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ابو محنف لوط بن یحییٰ از دی متوفی ۷۸ھ کی ذہنی ایجاد ہے۔ جو واقعہ کربلا کے پون صدی بعد پیدا ہوا تاہم اسی واقعہ کی آڑ میں پوری دنیا میں حسینیت کے نام پر ایسا اودھم مچا گیا کہ الامان والحفیظ خود حضرت حسینؑ اگر آج آکر ان من گھڑت اور ان کے خاندان کی عورتوں سے متعلق گھڑی جانے والی بے بنیاد کہانیوں کو سنتے تو ششدر رہ جاتے مگر یہ پروپیگنڈہ ایسی سرعت اور جرات کے ساتھ کیا گیا کہ آج جب کوئی شخص اس واقعہ کے دیومالائی واقعات پر نقد کرتا ہے۔ تو اسے اہل بیت اور آل رسول کا مخالف گردان کر سادہ لوح عوام کو دھوکا دیا جاتا ہے۔

۹۔ آنحضرت ﷺ کے قابل اعتماد رفقاء و جماعت صحابہؓ کے بارے میں ایرانیوں کا بغض اس حد تک چلا گیا کہ ہر دور کے شیعہ حکمرانوں نے صحابہ کرام بالخصوص دنیا کے سب سے بڑے عادل حکمران حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں اپنے بغض کا اظہار کیا۔ کشف الاسرار نامی کتاب میں خود خمینی نے بھی حضرت عمرؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے بغض کا واضح اظہار کیا ہے۔

ہمارے قول کی تائید میں مشہور شیعہ مورخ کاظم زاہد کی حقیقت بیانی سلاحت

”جس دن سعد بن ابی وقاص نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا..... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ اور حسد کا جذبہ پالتے رہے۔ یہاں تک کہ فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔“

(بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص ۶۷)

۱۰۔ قزوینی کی روایت ہے حاکم (شیعہ حکمران) نے ایک علوی کو بہکایا کہ رات کے وقت اپنے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ تک نقب لگائیں تاکہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو روضہ سے نکال لائیں اور ان کی لاشوں سے جو چاہیں سلوک کریں۔ کتاب استخبار الاخبار میں مرقوم ہے کہ اس روز مدینہ میں گردوغبار اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ایسی آندھی آئی کہ ہر شخص کانپنے لگا۔ ۳۹۱ھ میں کسی حاکم نے ایک شخص کو محض اس جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا کہ وہ کتا تھا کہ میں حضرت علیؓ کو نہیں جانتا۔ (مقریزی)

۱۲۔ یکم محرم ۳۴ھ کو حضرت عمرؓ کو شہید کر کے آتش کدہ ایران کے بیٹے ابولولو مجوسی نے سقوط ایران کا انتقام لے لیا۔

۱۳۔ ایران کے مجوسیوں نے شیعیت کے جوش میں جوان کے سامنے آیا۔ اسے خس و خاشاک کی طرح بہا دیا۔

۱۴۔ ایران ہی کے شاہ عباس نے بغداد کے سقوط میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس کا بیان ناگفتہ بہ ہے۔

۱۵۔ ایران ہی کے ایک حکمران اسماعیل نے سنی علماء کو بلا کر انہیں اصحابہ ثلاثہ پر لعنت کے لئے کہا جب انہوں نے انکار کیا تو سب کو قتل کر دیا۔

(انوار النعمانیہ ص ۱۳۴)

۱۶۔ ایرانی فوج کے بل بوتے پر تیمور لنگ نے انگورہ کے مقام پر مسلمانوں پر ایسے



ایسے قیامت خیز مظالم ڈھائے کہ تاریخ اسلام کے صفحات پر ایسا ظلم کہیں درج نہیں ہے۔

شیعہ حکمرانوں نے اسلام کی تاریخ پر ظلم و جبر کے جو نقوش ثبت کئے ہیں۔ اس کے مطالعے سے ہر انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد ہی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ ہمارے علماء اہل سنت پر مجھے رونا آتا ہے۔ جو اس مذہب کو صرف متعہ، تقیہ اور ماتم والے مذہب کی حد تک جانتے ہیں۔ حقیقت میں دنیا کا یہی وہ مذہب ہے جس میں مجوسیت کی آتش پرستی، یہودیت کی منافقت، عیسائیت کی تثلیث دوسری ایک مرکب کی شکل میں موجود ہے۔ اسی مذہب نے متعہ کی آڑ میں زناء اور تقیہ کی آڑ میں دھوکے اور فریب کی بنیاد رکھی، پھر دونوں چیزوں کو شعارِ اللہ اور عقائد اسلام کی بنیاد کہا گیا۔ اسی کے پردے میں ہر عہد کا مسلمان اور خود اسلام ان کی جفا کاریوں کے تیروں سے چھلنی ہوتا رہا۔

۱۷۔ تاریخ کے صفحات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ غداری کرنے والے شیعہ ہی تھے۔

۱۸۔ ترکوں کے ساتھ غداری کر کے سلطان عبدالحمید کو معزول کرنے کی قرارداد منظور کرانے والے بھی یہی لوگ تھے۔

۱۹۔ اسلامی حکمران نور الدین زنگی پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب یہی لوگ تھے۔ سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق اور نواب سراج الدولہ کاغدار میر جعفر بھی رافضی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔

## باب 9

## ایران میں اہل سنت پر مظالم کی داستان

فروری ۱۹۷۹ء میں جناب خمینی صاحب ایرانی اقتدار پر براجمان ہوئے۔ ۱۵ سالہ جلاوطنی کے بعد ایران پہنچتے ہی انہوں نے تمام ذرائع ابلاغ کو یہ بات باور کرانے کے لئے وقف کر دیا کہ پوری دنیا میں یہی واحد اسلامی انقلاب ہے۔ جو اسلامی اقتدار کے فروغ اور کتاب و سنت کے نفاذ کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا۔

”ہم پوری مملکت کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، مساوات اور رعایا پروری ہمارا نصب العین ہے۔ خدائی حاکمیت کا فروغ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور حضرت امیر علی علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ہر شعبہ زندگی سے امریکی اور دیگر غیر مسلم تہذیبوں کا خاتمہ کر دیں گے۔“

ذرائع ابلاغ پر اس قدر توجہ دی گئی کہ پوری دنیا کے ایرانی سفارتخانوں کے ذریعے کروڑوں روپیہ صرف اس پروپیگنڈہ پر خرچ کیا گیا کہ موجودہ ایرانی حکومت ہی دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی علمبردار ہے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کو چاہیے کہ جناب خمینی کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔ تمام مسلم ممالک میں اپنے خصوصی نمائندے روانہ کئے گئے۔ کئی ملکوں کے زعماء کو ایران کی مختلف تقریبات میں مدعو کر کے تصویر کا صرف ایک رخ ان کے سامنے پیش کر کے امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی۔ امریکہ کی مخالفت کی آڑ لے کر امریکہ مخالف اسلامی ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ناظرین جانتے ہیں کہ کسی بھی بڑی سلطنت کی مخالفت اس کے حق پر قائم ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ روس تو ان سے بھی بڑا امریکہ کا مخالف ہے۔ اسے بھی اسلام کا بڑا ٹھیکدار

کنا چاہیے۔

جناب خمینی کے ایرانی انقلاب کے معاہدے بعد اس کے اسلامی دعوؤں کی قلعی کھل گئی۔ چیخ چیخ کر جس دعوے کو دھرایا گیا کہ ہم آنحضرت ﷺ اور حضرت کی تعلیمات کے مطابق نظام حکومت چلائیں گے۔ اس کی دھجیاں ایران کے گلی کوچوں میں بکھر گئیں۔ اپنے ہی صبح و شام کے دعوؤں کا منہ چڑایا گیا۔ ملاحظہ ہو!

”حضرت علیؑ نے جب اپنے ایک حریف پر قابو پایا تو فوراً اسے معاف کر دیا۔

آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جب اپنے رفقاء کے قاتلوں حقیقی چچا حضرت حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں اور الم انگیز مظالم کی داستان رقم کرنے والے مشرکوں اور مکہ سے بے پناہ ظلم و جبر کر کے مسلمانوں کو نکال دیئے والے دشمنوں پر فتح حاصل کی تو اعلان فرمایا۔

”آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں تم سب آزاد ہو۔“

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور ایمان کے دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

لیکن ایران کے خمینی صاحب نے جب اپنے مخالفوں پر قابو حاصل کیا تو انہوں نے پرکاش کے برابر اہمیت نہ دی اور جب عملاً انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؑ کے اسوہ حسنہ کا تمسخر اڑایا تو دنیا بھر کے ذی شعور طبقہ پر اسی وقت قول و فعل کے اس کھلے تضاد کی حقیقت آشکار ہو گئی۔

بیس ہزار اہل ”سنت کردوں“ کا قتل

خمینی صاحب نے انقلاب کی پہلی سالگرہ تک جن ہزاروں افراد کو مشق ستم بنایا۔



میں اکثریت اہل سنت ہی کی تھی۔ ہر مخالف کو شاہ کے وفادار کا نام دے کر خصوصی فائرنگ اسکو اڈ کے ذریعے گولیوں سے بھون دیا گیا۔ انتہائی مظلوم کئی ہزار سینوں کو نہایت بے دردی سے ذبح کر کے بزم خولش شیعیت کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا گیا۔

ایرانی علاقہ اصفہان اور کردستان میں ۹۵ فیصد آبادی اہل سنت کی ہے۔ یہاں کے سنی مدارس کے جید ترین علماء کو بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں ٹھونسا گیا، کئی علماء کو باغی قرار دے کر شہید کیا گیا۔

خمینی صاحب نے ایران کی پہلی سالگرہ تک اہل سنت کے جن مسلمانوں پر تیغ چلائی ان کی تعداد بیس ہزار ہے۔

(ندائے سنت لکھنؤ بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۳-۲ اپریل ۱۹۸۳ء)  
ورلڈ اسلامک مشن کے وفد کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔ جو ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو تہران کی عالمی کانفرنس میں مدعو کیا گیا تھا۔

۱- تہران میں پانچ لاکھ سنی مسلمان آباد ہیں مگر انہیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کی ابھی تک اجازت نہیں ملی۔ جب کہ عیسائیوں کے ۱۲- گرجے، ہندوؤں کے ۲- مندر یہودیوں کے ۲- اور مجوسیوں کے ۲- آسکدے موجود ہیں مگر سنی مسلمان کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔

۲- شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز سنی ایک پارک میں پڑھتے تھے مگر اب عید کے دن مسلح افواج کا سپرہ بٹھا کر انہیں نماز عید سے بھی حکومت نے روک دیا ہے۔

۳- جمعہ کی نماز سنی مسلمان مجبوراً "تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں یا صرف پاکستانی سفارت خانہ میں جمعہ پڑھتے ہیں۔

۴- سنی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ جملہ کر سکتے ہیں نہ تنظیم بنا سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں جماعت مرکزی اہل سنت پر ان کی تنظیم قائم ہوئی تھی جس کے لیڈر مولانا عبدالعزیز فاضل دیوبند تھے مگر خمینی حکومت نے اسے خلاف قانون

قرار دے دیا۔

۵۔ مسلمانان اہل سنت اپنی مذہبی کتابیں نہیں چھاپ سکتے۔ شاہ کے زمانے میں پاکستان سے منگواتے تھے مگر خمینی حکومت نے اس پر بھی پابندی لگا دی۔

۶۔ ایران میں اہل سنت کی ۳۵ فیصد آبادی ہے لیکن نام نہاد جمہوری حکومت میں ۲۷ ممبران پارلیمنٹ میں اہل سنت کی تعداد صرف ۹ ہے جبکہ آبادی کے تناسب سے تنائی سے زائد ۱۴ ہونی چاہیے۔

۷۔ انتظامیہ اور عدلیہ میں اہل سنت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے۔ اہل سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے۔

۸۔ زاہدان کے صوبہ میں ۹۵ فیصد سنی مسلمان ہیں مگر سرکاری سکولوں میں ۵۰۰ سو اساتذہ میں سے صرف ۳۴ سنی ہیں باقی سب شیعہ بھرتی ہے تاکہ سنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل کیا جاسکے۔ سابق نصاب تعلیم بدل کر شیعہ عقائد پر نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ (منقول از ندائے سنت لکھنؤ بحوالہ ہفت

روزہ نئی دنیا دہلی ۴۔ اپریل ۱۹۸۳ء بعنوان ایران میں کیا دیکھا)  
ایرانی ذرائع ابلاغ کے مطابق ایرانی انقلاب کے بعد سے لے کر ۱۹۸۴ء تک ۲۷۰۰ بڑے بڑے فوجی افسروں کو قتل کیا گیا، فائرنگ اسکوڈ اور خصوصی ٹریبونل قائم کر کے ہر مخالف کو تہ تیغ کیا گیا۔

ایران کے اس نام نہاد اسلامی انقلاب کی مذکورہ کارروائی سے ہر ناظر پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ خمینی صاحب کا اقتدار اسلامیت کی بجائے چنگیزی، نفاق اور خلفائے راشدین، صحابہ و اہل سنت دشمنی کا آئینہ دار ہے۔

من گھڑت پروپیگنڈے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا۔ ظلم انصاف نہیں ہو جاتا۔ اندھیرا اجالا نہیں کھلا سکتا۔

## ایرانی بلوچستان میں اہلسنت پر کیا گزر رہی ہے؟

### مکران ----- ایران

اس کے لئے ہم ایرانی بلوچستان مکران کے اہل سنت کی طرف سے شائع ہونے والے ایک مضمون کا مکمل متن پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

حمد اس خدا کی جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے اور درود و سلام ہو سردار انبیاء اور ان کے آل اور اصحاب پر جو دین کا پاس رکھتے ہیں اور ان کے ازواج امہات المؤمنین پر (جو امت کی مائیں تھیں)

اس کے بعد ہم ان مسلمانان عالم کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرتے ہیں جو مسلمانوں کے مسائل سے واقفیت اور آگاہی کے لئے اپنے دل میں جذبہ رکھتے ہیں اور ہم یہاں مثل ایک قطرہ از دریا بیان کرتے ہیں کیونکہ ہماری سرگزشت بہت ہی طویل ہے اور وقت کم ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے دینی بھائی جو اپنے مذہب کے پابند اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احکام پر عمل پیرا ہیں۔ ایران کے اس علاقے میں آباد ہیں۔ جو نہایت ہی خشک ترین اور پسماندہ علاقوں میں شمار ہوتا ہے اور فارسی نو آبادیاتی نظام کا ایک حصہ ہے۔ اپنی زندگی ظلم و ستم کے سایہ میں گزار رہے ہیں۔ ہم اس مختصر سرگزشت میں یہ وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ایرانی انقلاب کے بعد سے ہم مسلمانوں پر کس طرح مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

جب ہم نے ایران میں اسلامی انقلاب کا مژدہ سنا تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں بڑی مسرت اور خوشی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ ایران میں ایک طویل عرصہ سے فساد



وجرائم ظلم و ستم اور بدکاری زناء جیسے اعمال جاری تھے اور اس کے خاتمہ کے لئے یہ انقلاب انتہائی ضروری تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہماری مسرتوں کو سخت دھچکا لگا اور ایرانی انقلاب کے عزائم بالکل کھل کر سامنے آ گئے۔ ایرانیوں نے جو ان کے دل میں برسوں سے ہم سینوں کے خلاف بغض نفرت و حقارت کے جذبات رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا ظاہر ہو گئے ہو ایہ کہ جزیرہ ”قشم“ جو خلیج کے بالکل ہی قریب ہے اور اس جزیرہ میں اہل سنت کی ایک مسجد بھی ہے۔ ایرانیوں نے حملہ کر کے بہت سے نمازیوں کو شہید کیا۔ اس وقت بہت سے مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ یہ اسلامی انقلاب نہیں بلکہ نہایت ہی متعصب شیعوں کا انقلاب ہے اور اس کا مقصد اہلسنت کی مسجدوں کو منہدم کرنا ہے۔

جب انقلاب کا دور جاری تھا تو وہاں بہت سی سنی طلباء کی تنظیمیں تھیں جو نہایت ہی فعال اور متحرک تھیں اور وہ ”زاہدان“ ایران شہر، سردان وغیرہ میں خالص سنی عقائد کی تشریح میں سرگرم تھیں لیکن شیعہ حکام نے جن کا تعلق اثنا عشری سے تھا انہوں نے ان مسلم تنظیموں کو جن کی سربراہی سنی مکتبہ فکر کے ایک شیخ جناب دین محمد حسین زئی مرکزی جامع مسجد نور شہر (سردان) ”میں“ ہفہ شباب اہل السنہ کی سرپرستی بھی کر رہے تھے اور مذکورہ تنظیم کے زیر اہتمام، ہفہ نوجوانان کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع ہوتا تھا ختم کر دیا گیا اور جناب شیخ کو انقلابی گارڈ کے درندوں نے پکڑ کر مسلسل تین ماہ تک قید میں رکھا اور قید میں انہیں سخت اذیت دی گئی ان پر الزام لگایا کہ وہ شیعہ اور سنی میں تفرقہ ڈال رہے ہیں اور ان سے بالجبریہ تحریر لی گئی کہ وہ آئندہ سے عقیدہ کے لئے کوئی کام نہ کریں ورنہ انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

اس طرح زاہدان میں سنی نوجوانوں کی ایک تنظیم بنام (سازمان محمدی) زیر سرپرستی السید عبد الملک ملک زادہ کام کر رہی تھی اور اسی تنظیم کے زیر اہتمام ایک رسالہ انتشارات سازبان محمد شائع ہوتا تھا جو اہل سنت کی ترجمانی کرتا تھا۔ حضرت عبد الملک

ملا زادہ شہر ”سردان“ سے زاہدان کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں بمقام اسعد آباد ایرانی انقلاب گارڈ کے غنڈوں نے ان کو بس سے اتار کر پس زندان کر دیا۔ صرف اس جرم میں کہ وہ صرف اور صرف خدا پر یقین کامل اور غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے اور وہ سنی العقیدہ تھے۔ ایسے ہی ایک فعال تنظیم کے علماء اور نوجوان کا شہر ”ایران شہر“ میں زیر سرپرستی الشیخ ابراہیم دامنی کا ہے۔ تنظیمی سرگرمیوں میں مصروف تھا اور وہ ایام گرام میں اسکول کی تعطیلات کے زمانے میں طلباء کو لیکچرز دیا کرتے تھے اور طلباء کو مناقب صحابہؓ بالخصوص ان ہدایت یافتہ خلفاء راشدین جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے ان تمام علماء اور نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ابھی تک ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

ایسے ہی جناب جمعہ جناب حسین یار، جناب عبد اللہ قادری جو کہ جمیعۃ وحدت اسلامی کے ممبر بھی تھے گرفتار کر لئے گئے اور باقی ماندہ لوگ اپنے ہمسایہ ملک پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور کر دیئے گئے اور ایسے ہی ایک اور تنظیم کا قیام ”انجمن اسلامی دانشور و امور ان و معلمین بلوچ کے سرکردہ ممبران کو اپنے ساتھیوں سمیت جن میں جناب عبدالقادر دامنی جناب احمد حسین، رئیس جناب حسن ایندگانی و حسن دے، جناب حسن اروند بھی شامل تھے گرفتار کر لئے گئے اور وہ تمام سنی تنظیمیں یکفخت ختم کر دی گئیں جو منطقہ مکران بلوچستان میں سرگرم عمل تھیں۔

اس وقت اس علاقہ میں شیعہ متعصبوں کی طرف سے سنی مسلم عوام پر دہشت اور خوف مسلط ہے۔ ایک اور جید عالم دین شیخ عبدالعزیز اللہ یاری خطیب مسجد نمبر ”پیر جد خراسان کو گرفتار کر لیا گیا اس لئے کہ ان کا تعلق سنی مسلمانوں سے تھا ان کا صریح جرم یہ تھا کہ وہ شیعہ حکام کے ذمہ داروں کو ان کی تعصب پسندی اور بد عنوانیوں پر برابر متنبہ کیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اپنی ناجائز حرکات سے باز آؤ، لیکن یہ متنبہ کرنے پر انہیں

کمینی قید خانوں میں سزا دی جا رہی ہے۔

”بندر عباس“ میں اہلسنت کے جناب ضیائی جو کہ اسلامی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور بندر عباس کے بڑی مسجد کے امام خطیب ہیں اور ان کا شمار یہاں کے بڑے علماء میں ہوتا ہے۔ ان کو ایرانی حکومت نے اپنی دیرینہ عداوت کی بناء پر گرفتار کر لیا ہے اور انہیں گرفتار ہوئے تقریباً سات ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے۔ (حسبنا اللہ ونعم الوکیل)

اسی طرح ایک بڑے دینی عربی مدرسہ درشید ”بندر لنگہ“ کے فضیلت ماب شیخ سلطان العلماء کو گرفتار کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی کہ وہ ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور وہ امارات عربی کے شہر دبئی میں تاحال مقیم ہیں۔

”بندر خمیر“ میں بھی ایک عربی اسلامی مدرسہ تھا۔ جس کی سرپرستی شیخ عبدالباعث قطائی کر رہے تھے اور وہ اس علاقہ کے فعال شخصیت تھے لیکن جلد ہی انقلابی گارڈ کے غنڈے ان کو زبردستی فوج میں لازمی خدمت انجام دینے کے لئے پکڑ کر لے گئے اور وہ ابھی تک لاپتہ ہیں اور سینوں کا یہ عظیم مدرسہ اسلام کی صحیح تعلیمات سے محروم ہو گیا۔

ہم یہاں مثال کے طور پر آپ کی شیعوں کے ان مظالم کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو حکومت امامیہ اثنا عشری استعماری نے اہلسنت پر روا رکھا ہے۔ حکومت ابتداء میں اہل سنت کے مدارس کو امداد کے طور پر کچھ رقم دیا کرتی تھی لیکن بعد میں حکومت نے اعلان کیا کہ ہم اب یہ امداد بند کر رہے ہیں کیونکہ سنی مدارس امریکہ کے لئے کام کر رہے ہیں اور ملک میں فتنہ فساد پھیلانے میں سعی کر رہے ہیں اور زاہدان کے سب سے بڑے عالم دین پر یہ الزام لگایا کہ یہ ایک فساد آدی ہیں لیکن جو مظالم انقلابی گارڈ کے غنڈے سنی مسلمانوں پر ڈھا رہے ہیں اس کا شمار حد سے باہر ہے۔ اس وقت نمونہ کے طور پر چند واقعات میں مسلمانان عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ایرانی مکران کے بلوچیوں پر ایرانی حکام کی طرف سے کس طرح ظلم کیا جا رہا ہے۔ انقلابی گارڈ والے اپنے کو انقلاب کا رب اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور انہوں نے ہزار ہا سنی مسلمانوں



بالخصوص بلوچوں، کردوں کو بے گناہ قتل کیا اور بے شمار عورتوں، مردوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا۔ انقلابی گارڈ کے غنڈے اہل سنت کی عورتوں، بچوں پر بلوچستان کردستان، صحراء، مکن اور خلیجی بندرگاہوں اور ہذا تخراسان میں مظالم برپا کر رکھا ہے اور سنی نوجوانوں کو اشتراکیت کی تممت و الزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ایران میں کوئی اشتراکی نہیں ہے لیکن غالب اکثریت مسلمان نوجوانوں کی ہے اور یہی نوجوان اسی وقت قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ خمینی کے انقلاب کا اصل مقصد ہے۔

ایک دینی رسالہ زیر سرپرستی (بہادر ندگی) میں درج ہے کہ ہمارے انقلاب کا ضمنی مقصد سنی بلوچوں کو شیعہ اثنا عشری بنانا ہے۔ جو اثنا عشری عقیدہ رکھتے ہوں اور اس زمین میں ۹۵ فیصد اشخاص کو شیعہ کر لیا گیا ہے اور آخری اور دراصل مقصد ایران میں بلوچ کرد اور ترکمان کو شیعہ بنانا ہے اور جب ایران میں یہ مقصد حاصل ہو جائے تو تمام عالم کے مسلمانوں کو شیعہ بنایا جائے گا۔

- اب سنی عوام کے سامنے سوائے ان تین راہ کے اور کوئی سبیل نہیں ہے۔
- (۱) مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کر لیں یا اس کی مخالفت کریں۔
  - (۲) یا انکار کی صورت میں قتل ہو جائیں یا فرار ہو جائیں۔
  - (۳) یا ایران میں قیدی بن کر اپنی باقی زندگی گزاریں۔

ہم اس وقت اپنے تمام سنی بھائیوں سے جو آمریت پسند دنیا میں آباد ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ مظلوموں کے حق میں آواز بلند کریں جو ان کے خلاف شیعوں کی جانب سے جاری ہے اور ایران میں ہمارا اقتصادی استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہمارے عقائد اور دین کو خطرہ لاحق ہے۔

ہم کب تک ان مظالم اور زیادتیوں کو جو اسلام کے نام پر جاری ہیں برداشت کریں گے اور اس کا مقابلہ کریں گے؟

خمینی انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ صفوی دور حکومت کو پھر دوبارہ واپس لایا جائے تاکہ

مذہب حقہ اہل سنت کے افراد جو کہ بلوچستان میں ہیں ان کو مٹا دیا جائے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس انقلاب نے ان علاقوں میں اہل سنت کی تنظیموں کو نیست و نابود نہیں کر دیا ہے اور اہل سنت کے پیشوا علامہ احمد مفتی زادہ اور چار سو علماء اور نوجوانان اہل سنت شاہی قید خانہ ”اوین“ تھران میں مقید نہیں۔ واضح طور پر یہ ایرانی انقلاب سوویت یونین کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے تاکہ لادینیت اور لاندہیت بلوچستان، مکران اور کردستان میں پھیلانے اور مذہب اسلام کو ختم کرے خدا کی قسم ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ ایرانی انقلاب کون سا اسلام لانا چاہتا ہے؟

جب کہ ہم اسلام کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم اسلام کے قطعی مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم شیعوں کے خلاف ہیں۔ جن کے تخریبی عقائد سے حقیقی اسلام کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہم اشتراکیت کے خلاف ہیں اور ہم اس حدیث نبوی کے مفہوم کو سمجھتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ ہم اختلاف نہیں چاہتے ہیں۔ اختلاف ایرانی حکام کی جانب سے شروع ہوا ہے اور ایرانی حکام ہی پہل کرنے والے ہیں اور پہل کرنے والے کو ظالم کہا جاتا ہے۔ ہم مظلوم ہیں ہم کوئی بیرونی طاقت کے لئے کام نہیں کر رہے نہ ہم کوئی سرمایہ دار ہیں۔ ہم ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ظلم اور کفر نابود ہو جائے اور یہ لوگ کوئی چوری یا بغاوت کرنے والے کا تعاقب کرتے ہیں اور کوئی مسلمان بلوچ جب انہیں مل جاتا ہے یا نام میں کوئی مشابہت ہوتی ہے تو بغیر کسی تحقیق کے گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اگر دشمنی کی بناء پر کوئی اپنے ہمسایوں پر غلط الزام عائد کر دیتا ہے تو یہ انقلابی گارڈ کے غنڈے تقریباً آدھی رات کو ان کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور عورتوں پر دست درازی کی کوشش کرتے ہیں یا ان کو کسی طرح خائف کرتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کون سا اسلام ہے کہ بے سبب اور بے گناہ لوگوں پر ظلم کیا جائے۔ ان کے مال و اسباب اور ان کی نقدی پر قبضہ کیا جائے اور بے گناہوں کو خائف کیا جائے اور انہیں بے دردی سے قتل کر دیا جائے۔

## باب 1

## حصہ دوم

## اپنی کتابوں کی روشنی میں

## جناب خمینی کے عقائد و نظریات

راقم کی یہ کتاب زیر ترتیب تھی کہ جناب خمینی کے بارے میں عالم اسلام کی ممتاز اور جید شخصیت حضرت مولانا منظور محمد نعمانی کا مضمون ”الفرقان“ ۱۹۸۳ء مارچ اور اپریل میں قسط وار آنا شروع ہوا۔ عقائد و نظریات کے باب کے لئے اپنی ترتیب سے ہٹ کر ہم نے حضرت نعمانی موصوف کے مضمون کو من و عن نقل کر دیا چونکہ حضرت موصوف نے خمینی صاحب کی کتابوں میں ”توضیح المسائل“ ولایت فقیہ اور اسلامی حکومت“ اور ”کشف الاسرار“ ہی سے عبارتیں نقل کر کے نہایت اعلیٰ پیرائے میں تجزیہ پیش کیا ہے اور ہمارے پیش نظر بھی یہی کتابیں ہیں اس لئے الفرقان کے تمام شماروں کا مکمل مضمون اس باب میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے ”کشف الاسرار“ کے صفحات کا اصل فوٹو بھی شامل اشاعت کر دیا ہے۔



## ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت

ہمارے اس زمانے میں پروپیگنڈہ کیسی غیر معمولی اور کتنی موثر طاقت ہے اور کسی غلط سی غلط بات کو حقیقت باور کرا دینے کی اس میں کس قدر صلاحیت ہے۔ اس کی تازہ مثال جو آنکھوں کے سامنے ہے وہ پروپیگنڈہ ہے جو موجودہ ایرانی حکومت کی طرف سے اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعے امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی ”خالص اسلامیت“ اور اس سلسلہ میں اسلامی وحدت اور شیعہ سنی اتحاد کی دعوت کے عنوان سے کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے کافر نسوں پہ کافر نیس بلائی جا رہی ہیں۔ جن میں دنیا بھر کے ملکوں سے ایسے نمائندے بلائے جاتے ہیں جن کے متاثر ہونے اور اپنے مقصد میں فائدہ اٹھانے کی توقع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ملکوں میں مختلف زبانوں میں کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور رسائل و اخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے کم از کم راقم سطور نے اپنی ستر سالہ شعوری زندگی میں نہیں دیکھا کہ کسی حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کی طرف سے ایسے وسیع پیمانے پر اور ایسا فتکارانہ اور موثر پروپیگنڈہ کیا گیا ہو۔۔۔ ہمارے اس دور کی حکومتیں زمانہ جنگ میں جس طرح اسلحہ اور دوسرے جنگی وسائل پر بے دریغ اور بے حساب دولت خرچ کرتی اور اس کے لئے حکومتی خزانے کا گویا منہ کھول دیتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ ایرانی حکومت اسی طرح اس پروپیگنڈے پر ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ اسی مینے مارچ کے شروع میں ضلع مراد آباد کے دیہات کے ایک صاحب کسی ضرورت سے لکھنؤ آئے۔ راقم سطور سے بھی ملے۔ انہوں نے بتلایا کہ ہمارے علاقے میں گاؤں گاؤں اس سلسلہ کا لٹریچر پہنچ رہا ہے۔

(از الفرقان لکھنؤ مارچ، اپریل ۱۹۸۳ء از مولانا منظور احمد نعمانی)

لازمہ ”امام“ کا لفظ لکھتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی ان کے احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے لئے یہ لفظ استعمال کرنا مناسب سمجھا ہے۔ ہماری رائے اور ہمارا نقطہ نظر ناظرین کو ان صفحات سے معلوم ہو جائے گا۔

بارش کی طرح برسنے والے اس پروپیگنڈے سے کلمہ اسلام کی سربلندی اور ”اسلامی حکومت“ کے قیام کی تمنا اور خواہش رکھنے والے ہر اس شخص کا متاثر ہونا فطری بات ہے۔ جو شیعیت اور شیعیت کی تاریخ سے اور اس وقت کے ایران کے اندرونی حالات اور وہاں کی سنی آبادی کی حالت زار سے امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی اس فکری و مذہبی بنیاد سے واقف نہ ہو۔ جو خود امام خمینی نے اپنی تصانیف خاص کر اپنی کتاب ”ولایہ الفقیہ والحکومہ الاسلامیہ“ میں پوری وضاحت سے بیان کی ہے۔

یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی بنیاد ہے۔۔۔ اور اس کتاب کو بھی صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے جو شیعیت سے واقف ہو اور اس نے مذہب شیعہ کا مطالعہ کیا ہو۔



اس موقع پر راقم بطور اس واقعی حقیقت کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے عوام اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات اور صحافیوں، دانشوروں کا کیا ذکر، ہم جیسے لوگ جنہوں نے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں دینی تعلیم حاصل کی ہے اور ”عالم دین“ کہے اور سمجھتے جاتے ہیں۔ عام طور سے شیعہ مذہب کے بنیادی اصول و عقائد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ سوائے ان کے جنہوں نے کسی خاص ضرورت سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو۔ خود اس عاجز راقم بطور کا حال یہ ہے کہ اپنی مدرسے تعلیم اور اس کے بعد تدریس کے دور میں بھی شیعہ مذہب سے میں اس سے زیادہ واقف نہیں تھا۔

جتنا ہمارے عام پڑھے لکھے لوگ واقف ہوتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس کو واقفیت سمجھنا ہی غلط ہے۔) پھر ایک وقت آیا کہ بعض ان علمائے اہل سنت کی کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا جنہوں نے مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کو اچھی طرح دیکھ کے اس موضوع پر لکھا ہے ان میں مولانا قاضی احتشام الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی کتاب ”نصیحہ الشیعہ“ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلے یہی کتاب راقم سطور کے مطالعہ میں آئی تھی۔ یہ اب سے کچھ کم سو سال پہلے کی تصنیف ہے۔ اس کا انداز بیان سنجیدہ و متین ہونے کے ساتھ بڑا دلچسپ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر کبھی کبھی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنؤی علیہ الرحمہ کی بعض تصانیف بھی مطالعہ میں آئیں اس کے بعد میں سمجھنے لگا تھا کہ شیعہ مذہب سے میں واقف ہو گیا۔۔ لیکن جب حال میں ایرانی انقلاب کے سلسلہ کے اس پروپیگنڈے کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات کو دیکھ کر اس موضوع پر لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ اور میں نے اس کو دینی فریضہ سمجھا تو شیعیت سے ذاتی اور براہ راست واقفیت کے لئے میں نے مذہب شیعہ کی بنیادی اور مستند کتابوں کا اور خود امام خمینی کی تصانیف کا مطالعہ ضروری سمجھا۔ چنانچہ گزشتہ قریباً ایک سال میں اس حالت میں کہ عمر اسی سے متجاوز ہو چکی ہے اور اس عمر میں ظاہری و باطنی قویٰ میں ضعف و اضمحلال فطری طور پر پیدا ہو جانا چاہیے وہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض بھی ہوں اور اسکی وجہ سے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت بہت متاثر ہو گئی ہے بہر حال اسی حالت میں ان کتابوں کے کئی ہزار صفحات پڑھے اور اب معلوم ہوا کہ میں شیعہ مذہب کے ۱۴/۱ حصے سے بھی واقف نہیں تھا اس مطالعہ ہی سے یہ بات سامنے آئی کہ خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی حقیقت و نوعیت کو شیعیت سے اچھی واقفیت کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ مذہب شیعہ کا بنیادی عقیدہ ”امامت“ اور امام آخر الزماں (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کا شیعہ عقیدہ و نظریہ ہی اس انقلاب کی اساس و بنیاد ہے۔

اس موقع پر راقم سطور اس حقیقت کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہے کہ مذہب شیعہ



سے ہمارے علمائے اہلسنت کے واقف نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں اور جہاں تک اس عاجز کی واقفیت اور مطالعہ ہے دنیا کے ادیان و مذاہب میں سے صرف شیعہ مذہب میں ---- اپنے دین و مذہب کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکید حکم ہے۔۔۔ اس سے ہماری مراد شیعہ مذہب کی وہ خصوصیت اور وہ تعلیم نہیں ہے جو ”تقیہ“ کے عنوان سے عوام میں بھی معروف ہے، بلکہ تقیہ سے الگ یہ مستقل باب ہے اور کتب شیعہ اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں اس کا ”کتمان“ ہے۔ جس کے معنی چھپانے اور اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں اور یہ تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا۔۔۔ ان دونوں کا تفصیلی بیان اور ان کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات انشاء اللہ اس مقالہ میں بھی اپنے موقع پر ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔

(ناظرین کرام کتمان کی تاکید کے سلسلہ میں ان کے امام معصوم جعفر صادقؑ کا ایک ارشاد یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب ”اصول کافی“ میں ان کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔)

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن  
اذا عہ اذلہ اللہ  
تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو بچائے گا اللہ  
تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائے گا اور جو کوئی  
اس کو شائع اور ظاہر کرے گا۔ اللہ ان کو  
ذلیل و رسوا کرے گا۔

فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں نکاح یا رواۃ کے ابواب میں شیعوں کے بارے میں جو لکھا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک نہیں رہتا کہ ان کے واجب الاحترام مصطفین کی نظر سے شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں بالکل نہیں گزریں۔ اس لئے شیعوں کے بارے میں انہوں نے وہی باتیں لکھی ہیں جو مشہور عام تھیں یا تاریخ کی کتابوں میں جن کا

کچھ تذکرہ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ فتاویٰ عالمگیری جو اب سے قریباً تین سو سال پہلے عالمگیر کے دور حکومت میں فقہ کے ماہر علماء و اصحاب فتویٰ کی ایک جماعت نے مرتب کیا تھا اس کے مطالعہ سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور علامہ ابن عابدین شامی جن کا زمانہ اب سے قریباً صرف ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے ان کی کتاب ”روالمختار“ جو فقہ حنفی کی مستند ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں بھی شیعوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی کتابیں ان کی نظر سے بھی نہیں گزریں۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے (جن کا زمانہ اب سے قریباً چار سو سال پہلے کا ہے) اپنے بیسیوں مکتوبات میں مذہب شیعہ اور شیعوں کے بارے میں کلام فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر ان کا فارسی زبان میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ جو انہوں نے علمائے ماوراء النہر کی تائید میں لکھا تھا (یہ رسالہ ”رد روافض“ کے نام سے ان کے مجموعہ مکتوبات کے ساتھ شائع ہوا ہے)۔ ان سب کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بھی نہیں ملی تھیں۔۔۔۔۔ پھر اس کے قریباً ایک صدی بعد بارہویں صدی ہجری کے وسط میں جب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا قیام مدینہ منورہ میں تھا تو انہوں نے اپنے استاد شیخ ابو طاہر کردیؒ کی فرمائش پر حضرت مجدد کے اس رسالہ ”رد روافض“ کا عربی ترجمہ کیا اور اپنی طرف سے جا بجا تعلیقات بھی لکھیں۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب نے شیعیت کے خلاف مذہب اہل سنت کے اثبات میں دو ضخیم کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو مشہور و معروف اور مطبوع ہیں۔۔۔۔۔ ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین۔۔۔۔۔ اور یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی وسعت علم، دقت نظر اور قوت استدلال کا آئینہ ہیں۔۔۔۔۔ لیکن ان سب چیزوں کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں ”الجامع الکافی“ وغیرہ جن کے مطالعہ کے بغیر مذہب شیعہ سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی، ان کو بھی نہیں ملی تھیں۔۔۔۔۔ ہمارے نزدیک ایسا اسی وجہ سے ہوا کہ ان کتابوں کی طاعت کے

دور سے پہلے یہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء کے پاس ہی ہوتی تھیں اور وہ اپنے آئمہ معصومین کے تائیدی حکم کتمان کی تعمیل میں دوسروں کو نہیں دکھلاتے بلکہ ان کی ہوا بھی نہیں لگتے دیتے تھے۔۔۔۔۔ اس دور میں علمائے اہل سنت میں سے بعض خاص ہی حضرات اپنی غیر معمولی کوششوں سے ان کتابوں کو کسی طرح پاسکے، ان میں شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ”تحفہ اثنا عشریہ“ کے مصنف شاہ عبدالعزیز بھی ہیں۔۔۔۔۔ بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی سوائے ان چند حضرات کے جن کو اپنے مخصوص مقامی حالات یا کسی خاص وجہ سے ان کے مطالعہ کی ضرورت کا احساس ہوا، انہوں نے مطالعہ کیا اور پھر اپنی تصنیفات کے ذریعے دوسروں کو بھی واقف کرانے کی کوشش کی لیکن یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ ہمارے علمی حلقوں میں ان تصنیفات سے بھی بہت کم فائدہ اٹھایا گیا اسی لئے ایسا ہے کہ ہمارے اس دور کے علمائے اہلسنت بھی شاذ و نادر ہی ایسے حضرات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے بارے میں ایسی واقفیت ہو جس کو واقفیت کہا جاسکے۔۔۔ اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام اور آج کی صحافی اصطلاح میں ”دانشور“ کہلانے والے حضرات کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ عربی رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا۔ مختلف کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے تھے۔ ابھی حال میں مولانا ابوالحسن زید دہلوی نے اپنے اہتمام سے اس کو شائع کرایا ہے۔ اس کے ساتھ حضرت مجدد کا اصل فارسی رسالہ ”رد و انقض“ بھی شامل ہے۔ اس کا نام ”المجموعۃ السنیہ“ ہے۔ شاہ ابوالخیر اکیڈمی ”شاہ ابوالخیر مارگ دلی ۶“ سے طلب کیا جاسکتا ہے۔ کتب خانہ الفرقان سے بھی طلب فرمایا جاسکتا ہے۔ فیجر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ)

اس عام ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب روح اللہ خمینی صاحب کی قیادت میں ایران میں یہ انقلاب برپا ہوا، اور انہوں نے اس کو ”اسلامی انقلاب“ کا نام دے کر اور پورے



عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں یہی انقلاب برپا کرنے کا نعرہ لگا کر اپنا ساتھ دینے کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو پکارا اور اس کے لئے پروپیگنڈے کے وہ سب رسائل و وسائل استعمال کئے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تو یہ بات معلوم اور آشکار ہونے کے باوجود کہ امام خمینی نہ صرف یہ کہ شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے اس درجہ کے مذہبی پیشواؤں میں ہیں جن کو ”آیت اللہ“ کہا جاتا ہے۔ ہندوپاکستان اور بعض دوسرے ملکوں کے بھی ایک خاص ذہن رکھنے والے حلقوں کی طرف سے ایسے جوش و خروش سے اس کا استقبال اور خیر مقدم کیا گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان حضرات کے نزدیک اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ کے نمونے کی ”حقیقی اسلامی حکومت“ قائم ہو گئی۔ جس کے ولی الامر (امیر المومنین) امام روح اللہ خمینی ہیں۔ پھر اس انقلاب اور خمینی صاحب کی یادگار میں اخباروں و رسالوں کے خاص نمبر نکالے گئے ان میں نظم اور نثر میں خمینی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے زمین و آسمان کے جو قلابے ملائے گئے اور عام قارئین کے دلوں میں ان کی عظمت و تقدس کے جو نقش قائم کرنے کی کوشش کی گئی اس کا کچھ اندازہ ان نمبروں کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ حلقے چونکہ اہل سنت ہی میں شمار ہوتے ہیں اور خاص کر ان جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد جن کو آج کل ”اسلام پسند“ کہا جاتا ہے ان کے معروف زعماء اور قائدین کو دین کارازداں اور دینی رہبر سمجھتی ہے۔ اس لئے ان کے اس رویہ سے ان بیچاروں کا یہ عقیدہ بن گیا ہے۔ ”آیت اللہ روح اللہ خمینی“ اس وقت اسلام اور عالم اسلام کے گویا امام ہیں۔ انہی حال میں پٹنہ سے شائع ہونے والا اس نوجوان طبقہ کا ترجمان ایک ماہنامہ نظر سے گزرا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اس بارے میں ذہنی ضلال و فساد کس حد تک پہنچ چکا ہے۔

اس سب کے باوجود راقم بطور یہی سمجھتا ہے کہ ان حلقوں کی طرف سے جو کچھ ہوا، شیعیت امام خمینی کی شخصیت خاص کر ان کی مذہبی حیثیت اور ان کے برپا کیئے ہوئے انقلاب

کی نوعیت و حقیقت سے ناواقفی کے ساتھ ”حبک الشی یعم ویصم“ کے فطری قانون کے مطابق اسلامی حکومت کی تمنا اور اس کے بے تابانہ اشتیاق کے نتیجے میں ہوا۔ اس لئے اس عاجز نے اپنا دینی فریضہ اور ان دینی بھائیوں اور عزیزوں کا اپنے اوپر حق سمجھا کہ۔۔۔۔۔

امام خمینی اور ان کے برپائے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت اور شیعیت، خاص کر اس کی اصل بنیاد مسئلہ امامت سے ان حضرات کو اور عام مسلمانوں کو واقف کرنے کی اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی جائے کہ دراصل یہی مسئلہ امامت اس ایرانی انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔۔۔۔۔ ہم پہلے امام خمینی صاحب کے برپائے ہوئے انقلاب کے بارے میں اور آخر میں شیعیت کے بارے میں عرض کریں گے جو ضرورت کے مطابق کسی قدر مفصل اور طویل ہوگا۔ واللہ یقول الحق وہو یهدی السبیل ○



## ایرانی انقلاب کی نوعیت

[illegible]

## عقیدہ امامت کا اجمالی بیان

مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات سے گویا انہی کی زبان سے مسئلہ امامت کا تفصیلی بیان تو انشاء اللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آگے



اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں تو صرف اتنا عرض کر دینا اس وقت کے مقصد کے لئے کافی ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک جس طرح نبی و رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں۔ (امت یا قوم ان کا انتخاب نہیں کرتی) اسی طرح نبی کے بعد ان کے جانشین و خلیفہ امام بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں۔ وہ نبی ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور نبی و رسول کی طرح ان کی اطاعت امت پر فرض ہوتی ہے۔ ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ وہی امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہوتے ہیں اور امت پر بلکہ ساری دنیا پر حکومت کرنا ان کا اور صرف ان کا حق ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی حکومت کرے وہ غاصب و ظالم اور طاغوت ہے۔ (خواہ قرن اول کے ابو بکر و عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) ہوں یا ان کے بعد کے زمانوں کے خلفاء و سلاطین اور ملوک یا ہمارے زمانے کے ارباب حکومت بہر حال مذہب شیعہ کے اس بنیادی عقیدہ امامت کی رو سے یہ سب غاصب و ظالم اور طاغوت ہیں۔ حکومت صرف اللہ تعالیٰ کے نامزد کیئے ہوئے آئمہ معصومین کا حق ہے) اور جس طرح نبی پر ایمان لانا اور اس کو نبی ماننا شرط نجات ہے۔ اسی طرح ان اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اور ان کو اللہ کا مقرر کیا ہوا، امام معصوم اور حکم ماننا بھی نجات کی شرط ہے۔۔۔۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نامزد فرمایا ہے۔۔۔۔ پہلے امام حضرت علی مرتضیٰ تھے ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن ان کے بعد کے لئے ان کے چھوٹے بھائی امام حسین (رضی اللہ عنہم) پھر ان کے بعد انہی کی اولاد سے ترتیب وار نو اور حضرات امام ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوا امام و خلیفہ۔۔۔۔ امت کا دینی و دنیوی سربراہ حاکم تھا۔ (اگرچہ حالات کی ناسازگاری سے ایک دن کے لئے بھی ان کو حکومت حاصل نہ ہو سکی ہو۔)

ان میں سے پہلے گیارہ امام۔۔۔۔ حضرت علی مرتضیٰ سے لے کر گیارہویں امام حسن عسکری تک۔۔۔۔ اس دنیا میں جاری اللہ تعالیٰ کے عام نظام موت و حیات کے مطابق

وفات پا گئے۔ گیارہویں امام حسن عسکری کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ (جس پر قربا ساڑھے گیارہ سو سال گزر چکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے۔ (اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں اور جزو ایمان ہے) کہ ان کے ایک بیٹے صغریٰ ہی میں معجزانہ طور پر غائب ہو گئے اور سرمن رای کے ایک غار میں روپوش ہو گئے۔ اب قیامت تک انہیں کی امامت اور حکومت کا زمانہ ہے۔ اس پوری مدت تک کے لئے وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے امام زماں اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہیں۔

شیعہ صاحبان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے غائب اور غار میں روپوش ہو جانے کے بعد چند سال تک ان کے خاص محرم راز سفروں کی ان کے پاس خفیہ آمد و رفت بھی ہوتی تھی۔ ان کے ذریعے ان کے پاس شیعہ حضرات کے خطوط اور درخواستیں بھی پہنچتی تھیں۔ اور انہی کے ذریعے ان کے جوابات آتے تھے۔۔۔ مذہب شیعہ کی کتابوں میں چند سالہ زمانے کو غیبت صغریٰ کا زمانہ کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سفیروں کی آمد و رفت کا یہ سلسلہ میں منقطع ہو گیا اور امام غائب سے رابطہ قائم کرنے کا کسی کے لئے بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ (اس کو اب گیارہ سو سال ہو چکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ وہ اسی طرح روپوش ہیں اور کسی وقت (جو ان کے ظہور کے لئے مناسب ہوگا) غار سے نکل کر تشریف لائیں گے۔۔۔۔ جب بھی ایسا وقت آئے۔۔۔۔ اس وقت تک کا زمانہ شیعہ حضرات کی خاص اصطلاح میں غیبت کبریٰ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

ملفوظ رہے کہ مذہب شیعہ کی رو سے یہ عیدہ امامت، توحید، رسالت اور عقیدہ آخرت کی طرح اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے نہ ماننے والے توحید رسالت و آخرت کے منکرین ہی کی طرح غیر مومن، غیر ناجی اور جہنمی ہیں۔۔۔۔۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اپنے موقع پر اسی مقالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔۔۔ اس وقت تو عقیدہ امامت اور امام آخر الزماں کی غیبت کبریٰ کا یہ اجمالی بیان

صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ امام خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کو اس کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا تھا۔ اسی لئے ہم نے اس عجیب و غریب عقیدہ پر یہاں کوئی تنقید بھی نہیں کی ہے۔ صرف وہ بیان کر دیا ہے جو ان حضرات کا مسلمہ عقیدہ ہے اور مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات سے معلوم ہوا ہے۔

## ”الحکومتہ الاسلامیہ“ کی روشنی میں

### ایرانی انقلاب کی بنیاد

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ خمینی صاحب کی کتاب ”الحکومتہ الاسلامیہ“ ان کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بارہویں اور آخری امام (مدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کے اس زمانے میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اور بقول امام خمینی ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال کا زمانہ اسی طرح اور گزر جائے۔ فقہاء یعنی شیعہ مجتہدین کا حق بلکہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخر الزماں (امام غائب) کے نائب اور قائم مقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کریں اور جب ان مجتہدین میں کوئی ایسا فرد جو اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو اس مقصد کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور جدوجہد کرے تو وہ معاشرے اور حکومت سے متعلق معاملات میں امام ہی کی طرح بلکہ خود نبی و رسول کی طرح واجب الطاعت ہو گا۔

۱۔ (امام خمینی نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ”الحکومتہ الاسلامیہ“ میں لکھا ہے۔)

ہمارے امام مدی کی غیبت کبریٰ پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے اور ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال اس وقت کے آنے

قد صر علی الغیبہ الکبری لا مامن  
المہدی اکثر من الف عام وقد تمر  
الوف السنین قبل ان تقتضی المصلحہ



سے پہلے اور گزر جائیں جب مصلحت کا تقاضا ان کے ظہور کا ہو اور وہ تشریف لائیں۔

قدوم الامام المنتظر (ص ۲۶)

اسی کتاب میں ولایہ الفقیہ کا عنوان قائم کر کے خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات ”میں سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع و طاعت واجب ہوگی۔ اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام مالک و مختار تھے۔

واذا نهض بامر تشكیل الحكومة فقیه عالم عادل فانه بلی من امور المجتمع مكان بلیه النبی (ص) منهم، ووجب علی الناس ان ویلك هذا الحاكم من امر الاداره والرعايه والسیاسه الناس مكان یملكه الرسول (ص) و امیر المومنین (ع) (الحکومتہ الاسلامیہ (ص ۴۹)

نیز اسی کتاب میں آگے امام خمینی نے ایک موقع پر تحریر فرمایا ہے۔

فقہا (یعنی مجتہدین آئمہ معصومین کے بعد) اور ان کی غیبت کے زمانے میں رسول خدا کے نائب ہیں اور وہ مکلف ہیں ان سب امور و معاملات کی انجام دہی کے جن کی انجام دہی کے مکلف آئمہ علیہم السلام تھے۔

ان الفقهاء هم اوصیاء الرسول (ص) من بعد الاثمہ وفي حال نحبایہم وقد کلفوا بالقیام بجميع ما کلف الاثمہ (ع) بالقیادہ (ص ۷۵)

الغرض امام خمینی کے ذریعہ ایران میں جو انقلاب برپا ہوا، اس کی یہی مذہبی اور فکری بنیاد ہے اور ان کی حیثیت دوسرے ملکوں کے قائدین انقلاب اور سربراہان حکومت کی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدہ امامت اور امام آخر الزمان کی غیبت کبریٰ اور اس غیبت کبریٰ کے زمانے میں ”ولایت فقیہ“ کے اصول و نظریے کی بنیاد پر وہ شیعوں کے بارہویں امام معصوم (امام غائب) کے قائم مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور اس حیثیت سے امام اور نبی ہی کی طرح واجب الطاعت ہیں اور ان کے سارے اقدامات اور ان کی ساری کارروائیاں اسی حیثیت سے ہیں۔۔۔۔۔ جہاں تک ہمارا مطالعہ اور ہماری اطلاع ہے انہوں نے اپنی اس حیثیت پر پردہ ڈالنے کی بھی کوشش نہیں کی ہے اور ان کی اس حیثیت کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ پورے عالم اسلام بلکہ ساری دنیا کو اپنے زیر حکومت اور تحت اقتدار لانے کی جدوجہد کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ امام خمینی نے ”ولایت الفقیہ“ کے نظریہ کے بارے میں (جو اس انقلاب کی بنیاد ہے) جو کچھ ”الحکومتہ الاسلامیہ“ میں لکھا ہے اس میں پوری صفائی کے ساتھ اس کا اظہار ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد پر صرف وہ شیعہ فقیہ و مجتہد ہی امت کا امام و سربراہ حکومت ہو سکے گا جو عقیدہ امامت اور امام آخر الزمان کی دنیا میں موجودگی اور گیارہ سو سال سے ان کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں ”ولایت فقیہ“ کے نظریے کو بھی تسلیم کرتا ہو۔۔۔

کیا اس کے بعد اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش ہے کہ اس انقلاب کو ”خالص اسلامی انقلاب“ کہنا اور اجتماعات اور کانفرنسوں میں ”شورہ اسلامیہ لاشیعہ ولاسنیہ“ کے نعرے لگوانا ایسا فریب ہے جس میں صرف وہی لوگ مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس انقلاب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہ کی ہو۔۔۔۔۔ حالانکہ جیسا کہ عرض کیا گیا خود امام خمینی کی کتاب ”الحکومتہ الاسلامیہ“ کا مطالعہ ہی

اس کے لئے کافی ہے۔

”ایرانی انقلاب کی نوعیت کے بارے میں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت بالخصوص ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اختصار ہی کے ساتھ وہ عرض کرتا ہے۔ جو ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کسی تحریک خاص کر کسی انقلاب کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لئے اس کے قائد کے نظریات و معتقدات کا جاننا جیسا ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس طرح سے غفلت وہی شخص جائز سمجھ سکتا ہے جسکے نزدیک ایمان اور عقیدے کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ بس حکومت اور اقتدار ہی کو دین و ایمان سمجھتا ہو۔

ابھی نصف صدی بھی نہیں گزری ہے کہ ہمارے ملک میں علامہ عنایت اللہ مشرقی اور ان کی خاکسار تحریک کا غلطہ بلند تھا۔ ان کا فلسفہ اور ان کی دعوت یہی تھی کہ مادی قوت اور اقتدار و حکومت ہی حقیقی ایمان و اسلام ہے اور اس بناء پر ہمارے اس زمانے میں ”مومنین صالحین“ کا مصداق وہ یورپین اقوام ہیں۔ جن کے پاس قوت و اقتدار ہے۔ ان کی عظیم کتاب ”تذکرہ“ جو ان کی دعوت و تحریک کی بنیاد تھی۔ اس میں اسی نظریہ اور فلسفہ کو قرآن پاک سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔ ہم میں سے جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے ان کو یاد ہو گا کہ ایک خاص ذہن رکھنے والا نوجوان طبقہ کیسے جوش و خروش سے ان کی دعوت پر لبیک کہہ رہا تھا اور ان کے لشکر میں شامل ہو رہا تھا۔۔۔ دراصل ملت میں ایسے لوگوں کا وجود ہمارے لئے سامان عبرت ہے۔



## باب 2

## امام خمینی اپنی تصانیف میں

امام روح اللہ خمینی، صاحب تصانیف عالم ہیں، مجھے ان کی دو کتابیں دستیاب ہو سکیں۔ جو ان کی تصانیف میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔۔۔ ایک ”الحکومتہ الاسلامیہ“ جن کا ذکر پہلے آچکا ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ان کی انقلابی تحریک و دعوت کی بنیاد ہے اور ان کی شخصیت اور مذہبی معتقدات کو جاننے کے لئے بھی بڑی حد تک یہی کتاب کافی ہے۔۔۔۔۔ دوسری کتاب ”تحریر الوسیلہ“ یہ غالباً ان کی سب سے بڑی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع فقہ ہے، یہ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ہے، ہر جلد کے صفحات ساڑھے چھ سو کے قریب ہیں۔ یہ بلاشبہ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور مبسوط کتاب ہے۔ طہارت یعنی استنجا اور غسل و وضو سے لیکر وراثت تک کے تمام فقہی ابواب پر حاوی ہے۔ زندگی میں جو مسائل لوگوں کو پیش آتے ہیں۔ راقم سطور کا خیال ہے کہ ان میں کم ہی مسئلے ایسے ہوں گے جن کا جواب مذہب شیعہ کی رو سے اس کتاب میں نہ مل سکے۔ طرز بیان بہت ہی صاف اور سلیجھا ہوا ہے بلاشبہ ان کی یہ تصنیف اپنے مذہب میں ان کے علمی تجربہ اور بلند مقامی کی دلیل ہے۔

خمینی صاحب کے جو نظریات و معتقدات ان کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ انہی کی عبارتوں اور انہی کے الفاظ میں ان صفحات میں ناظرین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔۔۔ مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات نہیں جانتے اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ وہ جان لیں۔

لیہلک من ہلک عن بینہ ویحیی من حی عن بینہ

## اپنے آئمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقات

اس سلسلہ میں پہلی اصولی اور جامع بات تو یہ ہے کہ امام خمینی شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ کے بلند پایہ مجتہد اور امام و پیشوا ہیں۔ اس لئے مسئلہ امامت اور آئمہ کے بارے میں اثنا عشریہ کے جو مخصوص عقائد و نظریات ہیں، جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہیں وہ سب امام خمینی صاحب کے بھی معتقات ہیں اور ایک راسخ العقیدہ اور راسخ العلم شیعہ مجتہد کی طرح وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں۔۔۔ ناظرین کرام انشاء اللہ ان عقائد و نظریات کو پوری تفصیل کے ساتھ اسی مقالہ میں آگے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا جائے گا۔ وہ مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی عبارات اور ان کے ”آئمہ معصومین“ کے ارشادات ہوں گے۔ ہم صرف ان کو نقل کریں گے اور اپنے ناظرین کے لئے اردو ترجمہ کی خدمات انجام دیں گے۔ اسی سے امام خمینی کے معتقات کسی قدر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ناظرین کو معلوم ہو سکیں گے۔ اس وقت تو ہم خود ان کی کتاب ”الحکومتہ الاسلامیہ“ ہی سے (جو ان کی انقلابی تحریک دعوت کی بنیاد ہے) اپنے آئمہ کے بارے میں ان کے چند معتقات ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

## کائنات کے ذرہ ذرہ پر آئمہ کی تکوینی حکومت

”الحکومتہ الاسلامیہ“ میں ”الولایہ التکوینیہ“ کے زیر عنوان خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

فان للامام مقاما محمودا درجته سامیتہ وخلافته  
تکوینیہ تحضع لولایتہا وسطوتہا جمیع ذرات الکون (ص ۵۲)  
”امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت

حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔" ۱۔

۱۔ (اس وقت ہمارا مقصد امام خمینی اور ان کے فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد سے ناواقفوں کو صرف واقف کرانا ہے۔ ان کے بارے میں بحث و تنقید اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تاہم یہاں عرض کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جمہور امت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے۔ یہ شان کسی نبی و رسول کی بھی نہیں۔ قرآن پاک کی بیشمار آیات میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ لیکن خمینی صاحب اور ان کے فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر حکومت و اقتدار ان کے آئمہ کو حاصل ہے۔

## آئمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر

اسی عنوان "الولایۃ الکلویۃ" کے تحت اور اسی سلسلہ کلام میں خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں!

وان من ضروریات مذہب ان لا یمتننا  
مقاماً معنویاً بلغہ ملک مقرب ولا  
نبی مرسل (ص ۵۲)

اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔



آئمہ اس عالم کی تخلیق سے پہلے مرکز انوار و تجلیات تھے جو عرش الہی کو محیط تھے۔ ان کے درجہ اور مقام قرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسی عنوان ”الولایۃ تکتویۃ“ کے تحت اسی سلسلہ کلام میں آگے خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

وبموجب من لدینا من الروایات والاحادیث ان الرسول الاعظم (ص) والائمہ (ع) کانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقین وجعل لهم من المنزلہ والزلفی مالا یعلمہ الا الله (ص ۵۲)

اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعہ روایات و احادیث) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اعظمؐ اور آئمہؑ اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار تجلیات تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عرش معلیٰ کے گردا گرد کر دیا اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

## آئمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں

سہو و نسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو و نسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں لیکن خمینی صاحب آئمہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لا نتصور فیہم السہو والغفلہ (الحکومتہ الاسلامیہ) (ص ۹۱)

ان کے بارے میں سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

## آئمہ کی تعلیمات قرآن احکام و تعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں۔

خمینی صاحب نے اسی کتاب الحکومتہ الاسلامیہ میں ایک جگہ آئمہ کی تعلیمات اور ان کے احکام کے بارے میں فرمایا:

ان تعالیم الائمہ لتعالیم القرآن لا تخص جبلاً خاصاً وانما ہی تعالیم لجميع فی کل عصر، مصروالی یوم القیمہ یجب تنفیذها واتباعها (ع ۱۱۳)

ہمارے آئمہ معصومین کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں، وہ کسی خاطبہ کے اور خاص دور کے لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لئے ہیں اور تاقیام قیامت ان کی تعمیل اور ان کا اتباع واجب ہے۔



اپنے آئمہ معصومین کے بارے میں خمینی صاحب کے یہ چند معقولات صرف "الحکومتہ الاسلامیہ" سے پیش کئے گئے ہیں۔۔۔ اس کے بعد ہم خمینی صاحب اور اثنا عشریہ کے ایک دوسرے اہم اور بنیادی عقیدے پر گفتگو شروع کرتے ہیں۔

### صحابہ کرام خاص کر شیخین کے بارہ میں

### خمینی صاحب کا عقیدہ اور رویہ

جو شخص شیعہ اثنا عشریہ کے مذہب سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو گا وہ اتنا ضرور جانتا

ہو گا کہ اس مذہب کی بنیاد ہی اس عقیدے پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے بعد امت کے لئے خلیفہ و جانشین اور امت کا دینی و دنیوی امام اور سربراہ نامزد فرمایا تھا اور انہی کی نسل میں سے گیارہ اور حضرات کو بھی قیامت تک کے لئے اسی طرح امام نامزد فرمایا تھا۔۔۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے آخری اور انتہائی درجہ کا اہتمام یہ فرمایا کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم کے مقام پر ایک میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لئے ایک منبر تیار کرایا اس کے بعد خصوصی اعلان اور منادی کے ذریعے اپنے تمام رفقاء سفر کو (جن میں مہاجرین و انصار اور دوسرے افراد سب ہی شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے) اس میدان میں جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا۔۔۔ تاکہ سب حاضرین دیکھ لیں کہ آپ نے اپنے بعد کے لئے ان کے خلیفہ و جانشین اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ امام اور ولی الامر (یعنی حاکم و فرمانروا) ہونے کا اعلان فرمایا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے اور میں اس حکم خداوندی کی تعمیل ہی میں یہ اعلان کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے سب حاضرین سے اس کا اقرار اور عہد لیا۔۔۔ اس سلسلہ کی مذہب شیعہ کی مستند ترین روایات میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر آپ نے خصوصیت سے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ تم ”السلام علیک یا امیر المومنین“ کہہ کر علی کو سلامی دو! چنانچہ ان دونوں نے اس حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اسی طرح سلامی دی۔ (غدیر خم کے اس واقعے یا افسانے) کے بارے میں کتب شیعہ کی وہ روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے وہ ارشادات جن میں پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے جو اجمالی طور پر اوپر کی سطروں میں عرض کیا گیا، انشاء اللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آئندہ اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

آگے کتب شیعہ کی روایات میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے اس اعلان اور صحابہ کے



اس اجتماعِ عہد و اقرار کے قریباً اسی (۸۰) دن ہی کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو (معاذ اللہ) ابو بکر و عمر اور ان کے ساتھ عام صحابہ سازش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو آپ نے اپنے بعد قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا، مسترد اور ملیا میٹ کر دیا، اور اپنے عہد و اقرار سے منحرف ہو گئے اور حضرت علی کی بجائے ابو بکرؓ کو آپ کا خلیفہ و جانشین اور امت کا سربراہ بنایا۔۔۔۔۔ (معاذ اللہ) اس ”غداري“ اور ”جرمِ عظیم“ کی بنیاد پر کتب شیعہ کی روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں عام صحابہ اور خاص کر شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ) کے مرتد، کافر، منافق، جنسی، شقی بلکہ اشقی (اعلیٰ درجہ کے بد بخت) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے۔۔۔ (روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے یہ ارشادات بھی ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آگے اپنے موقع پر ملاحظہ کریں گے۔)

اس میں کیا شک ہے کہ اگر غدیر خم کے اس افسانے کو (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے) حقیقت اور واقعہ مان لیا جائے تو پھر شیخین اور عام صحابہ کرام (معاذ اللہ) ایسے ہی مجرم قرار پائیں گے اور ان ہی بد سے بدتر الفاظ کے مستحق ہوں گے۔ جو شیعہ روایات کے حوالہ سے اوپر لکھے گئے ہیں۔۔۔ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک کے لئے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو امت کی دینی و دنیوی صلاح و فلاح کے لئے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا اور جس کے لئے اتنے اہتمام سے عہد اور اقرار لیا تھا۔ غداري اور سازش کر کے تباہ و برباد کیا ان کے کفر و ارتداد اور جنسی و لعنتی ہونے میں کیا شبہ!۔۔۔۔۔ بہر حال یہ دنوں باتیں عقل و نقل کے لحاظ سے لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لئے شیعوں کے عام مصنفین اور علماء مجتہدین کا رویہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق غدیر خم کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شیخین اور عام صحابہ نے جو کچھ کیا اس کی بناء پر وہ ان کو اپنے آئمہ کے

ارشادات کے مطابق مرتد، کافر، منافق یا کم سے کم اعلیٰ درجہ کے فاسق و فاجر اور مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔

لیکن خمینی صاحب صرف شیعہ علامہ و مجتہد یا شیعہ مصنف ہی نہیں بلکہ وہ ہمارے اس دور کی ایک عظیم سیاسی شخصیت اور ایک انقلابی دعوت و تحریک کے قائد بھی ہیں اور اس انقلابی تحریک میں ان کی اصل طاقت اگرچہ شیعہ ہیں لیکن غیر شیعہ مسلمانوں کو بھی ممکن حد تک اس میں استعمال کرنا ان کی سیاسی ضرورت ہے۔ اس لئے ”الحکومت الاسلامیہ“ میں انہوں نے اس سلسلہ میں یہ رویہ اختیار فرمایا ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقیدہ و ایمان کے تقاضے اور شیعہ دنیا کو مطمئن رکھنے کے لئے بھی غدیر خم کے واقعہ کا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے بعد کے لئے وصی اور خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کا ذکر کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں لیکن اس کے لازمی اور منطقی نتیجہ کے طور پر شیخین اور عام صحابہ کرام پر اللہ و رسول سے غداری اور کفر و ارتداد کی جو فرد جرم عائد ہوتی ہے۔ سیاسی مصلحت سے صراحت کے ساتھ اس کے ذکر سے اپنے قلم کو روک لیتے ہیں۔۔۔ اس معاملہ میں انہوں نے اتنی احتیاط ضروری سمجھی ہے کہ پوری کتاب ”الحکومت الاسلامیہ“ میں شیخین (حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) کا کہیں نام تک نہیں آنے دیا ہے۔ حالانکہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے۔ ”اسلامی حکومت“ اور اسلام کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد انہی دو حضرات کی خلافت اسلامی حکومت کا کامل اور مثالی نمونہ تھا۔

(راقم - طور یہاں اس واقعہ کا ذکر مناسب سمجھتا ہے کہ انڈیا ایکٹ ۱۹۴۷ء کی بنیاد پر جب برطانوی دور حکومت ہی میں ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس کی حکومتیں قائم ہوئیں تو کانگریس کے رہنما مہاتما گاندھی جی نے ان حکومتوں کے کانگریسی وزیروں کے لئے

اپنے اخبار ”ہریجن“ میں ایک ہدایت نامہ لکھا تھا۔ جو اس وقت کے دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے ان وزیروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ابو بکر و عمر کے طرز حکومت کو مثالی رہنما کے طور پر اپنے سامنے رکھیں اور ان کے طریقہ کی پیروی کریں۔ (آگے گاندھی جی نے یہ بھی لکھا تھا کہ یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے تاریخ میں ان دو کے سوا کوئی مثال نہیں ملتی۔ جس نے فقیری کے ساتھ ایسی حکومت کی ہو) گاندھی جی کا یہ ہدایت نامہ ہریجن کے جولائی یا اگست ۳۷ء کے کسی شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اس وقت ہدایت کار کا یہ مضمون اپنی یادداشت سے لکھا ہے۔ گاندھی جی کی اصلی عبارت اخبارات کے ۳۷ء کے فائلوں میں آسانی سے مل سکتی ہے۔)

لیکن خمینی صاحب کا رویہ یہ ہے کہ جہاں سلسلہ کلام میں تاریخی تسلسل کے لحاظ سے بھی ان کے دور خلافت کا تذکرہ ضروری تھا وہاں بھی ان کا نام تک ذکر کرنے سے پرہیز کیا ہے۔۔۔ اس کی دو مثالیں نذر ناظرین ہیں۔

ایک جگہ اسلامی حکومت کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد ثبت بضر وہ الشرع والعقل ان	شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت
ماکان ضرور یا ایام الرسل (ص)	ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے
وفی عہد امیر المومنین علی بن ابی	زمانے میں اور امیر المومنین علی بن ابی
طالب (ع) من وجود الحکومہ لایزال	طالب علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا
ضرور یا الی یومنا ہذا	وجود جس طرح ضروری تھا اسی طرح
	ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے۔

ایک دوسری جگہ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے (کہ علماء جو دین کے امین ہیں ان کا کام صرف دینی کی باتیں بتانا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اور کرانا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔) خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:



وقد كان الرسول (ص) وامير رسول الله ﷺ اور امير المؤمنين عليه السلام بتاتے بھی تھے اور اس کو عمل میں بھی لاتے تھے۔

ان دو جگہوں پر اور اسی ”الحکومت الاسلامیہ“ میں ان کے علاوہ بھی بعض مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلہ میں عہد نبوی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ ہی کے عہد حکومت کا ذکر کیا ہے اور شیخین اور حضرت عثمان کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے۔۔۔۔۔ یہ رویہ انہوں نے اس لئے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہ کی حکومت کو بھی ”اسلامی حکومت“ قرار دے کر یہاں ذکر کرتے جیسے کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو ان کی اصل طاقت ہیں۔ ان کو ”ولایت فقیہ“ کے منصب کے لئے نااہل قرار دے کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے۔۔۔۔۔ اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق ان کے بارے میں۔۔۔۔۔ اظہار رائے کرتے تو جو غیر شیعہ طبقے اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بہر حال خمینی صاحب کے اس رویہ سے شیخین اور حضرت عثمان کے بارے میں ان کا باطن پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت و امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کے شیعہ عقیدے کا لازمی و منطقی نتیجہ ہے کہ شیخین اور عام صحابہ کرام کو معاذ اللہ ویسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ شیعہ روایات میں بتلایا گیا ہے۔

اب ناظرین کرام خمینی صاحب کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی اپنے وصی، خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے نامزدگی کا مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔

”الحکومت الاسلامیہ“ میں شیعوں کے بنیادی عقیدے ولایت و امامت کے بارے میں

اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے بعد کے خلیفہ کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ثمنی صاحب فرماتے ہیں۔

نحن نعتقد بالولاية ونعتقد ضرورة ان  
يعين النبي خليفه من بعده وقد فعل  
اور ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں  
اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ  
کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے  
خلیفہ متعین اور نامزد کرتے اور آپ نے  
ایسا ہی کیا۔

(الحکومت الاسلامیہ ص ۳ ص ۱۸)

اسی سلسلہ کلام میں چند سطر کے بعد ثمنی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے بعد کے لئے  
خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی  
تکمیل ہوئی۔ فرماتے ہیں۔

وكان تعيين خليفه من بعده... عاملا  
متمما ومكملا لرسالته (ص ۱۹)  
اور اپنے بعد کے لئے خلیفہ کو نامزد کر دینا  
ہی وہ عمل تھا جس سے آپ کے فریضہ  
رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔

یہی بات ثمنی صاحب نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دوسری جگہ ان الفاظ  
میں فرمائی ہے۔

بحيث كان يعتبر الرسول (ص)  
لولا تعيين الخليفة من بعده غير  
مبلغ رسالته (ص ۲۳)  
اگر رسول اللہ ﷺ اپنے بعد کے لئے  
خلیفہ نامزد کرتے تو سمجھا جاتا کہ امت کو جو  
پیغام پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ  
کے ذمہ کیا یا تھا۔ وہ آپ نے نہیں پہنچایا  
اور رسالت کا فریضہ ادا نہیں کیا۔

ثمنی صاحب نے ان عبارتوں میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کی بنیاد ایک روایت پر

ہے۔ اس روایت کا مضمون معلوم ہونے کے بعد ہی خمینی صاحب کی ان عبارتوں کو پورا مطلب سمجھا جاسکتا ہے وہ روایت شیعہ صاحبان کی اصح الکتاب "اصول کافی" کے حوالہ سے انشاء اللہ آگے اپنے موقع پر درج ہوگی۔ یہاں اس کا صرف اتنا حاصل کرنا کافی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم ملا کہ اپنے بعد کے لئے علی کی امامت و خلافت کا اعلان کر دیں، تو آپ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے ایسا اعلان کیا تو بہت سے مسلمان مرتد اور میرے خلاف ہو جائیں گے اور مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ یہ کام میں علی کے ساتھ اپنی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ اللہ کی طرف سے اس کا حکم نہیں آیا ہے۔ اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس حکم پر نظر ثانی فرمائی جائے اور یہ اعلان نہ کرایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئی کہ:

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فماب لغت رسالتہ الایہ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو پہنچا دیں اور اعلان کر دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور فریضہ رسالت ادا نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے بعد ہی آپ نے غدیر خم کے مقام پر وہ اعلان فرمایا۔

اس سلسلہ کی روایات میں (جو انشاء اللہ تاخرین اسی مقالہ میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے) یہ بھی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر تم نے علی کی خلافت و امامت کا یہ اعلان نہیں کیا تو ہم تم پر عذاب نازل کریں گے۔ (نعوذ باللہ)

الغرض خمینی صاحب کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انہیں روایات کی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے بعد کے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ نے رسالت کا حق اور فریضہ ادا نہیں کیا۔



ناظرین کرام خمینی صاحب کی اس سلسلہ کی چند تصریحات اور ملاحظہ فرمائیں۔

والرسول الکریم (ص) قد کلمہ اللہ  
وحیا ان یبلغ ما انزل الیہ فیمن خلفہ  
فی الناس ویحکم هذا الامر فدا تبع  
ما الربہ وعین امیر المومنین علیا  
للخلافہ (ص ۵۲-۸۳)

اور رسول کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے  
وحی کے طور پر کلام فرمایا اور اس میں یہ  
حکم دیا کہ جو شخص ان کے بعد ان کا خلیفہ و  
جانشین ہو گا اور حکومت کا نظام چلائے گا۔  
اس کے بارے میں اللہ کا جو حکم ان پر  
نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیں اور اس  
کی تبلیغ اور اعلان کر دیں تو آپ نے اللہ  
کے حکم کی تعمیل کی اور خلافت کے لئے امیر  
المومنین کو نامزد کر دیا۔

آگے اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

وفی غدیر خم فی حجتہ الوداع عینہ  
النبی (ص) حاکما من بعدہ ومن  
حینہا بداء الخلاف الی نفوس القوم  
اور حجتہ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر  
رسول اللہ ﷺ نے علی علیہ السلام کو  
اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا اور  
اسی وقت سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا  
سلسلہ شروع ہو گیا۔

(الحکومتہ الاسلامیہ ص ۱۳۱)

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کے  
لئے امیر المومنین کو لوگوں پر حاکم اور والی  
کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر امامت و  
ولایت کا یہ منصب ایک امام سے اگلے امام  
کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ

قدعین من بعدہ والیا علی الناس  
امیر المومنین (ع) واستمر انتقال  
الامامہ ولایتہ من امام الی امام الی  
ان انتہی الامر الی الحجۃ القائم (ع)  
(ص ۹۸)

الجہہ القائم یعنی امام غائب ممدی منتظر تک پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا۔

کیا کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اللہ نے عقل و فہم سے بالکل ہی محروم نہ کر دیا ہو، اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلافت و امامت کے لئے حضرت علیؑ کی نامزدگی کا وہ عقیدہ رکھتا ہو جو خمینی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں ظاہر کیا ہے (اور جو شیعیت کی اساس و بنیاد ہے) یقیناً اس کی رائے اس کا عقیدہ شیخین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صحابہ کرام کے بارے میں وہی ہو گا جو مذہب شیعہ کی مستند کتابوں کی روایات اور ان کے آئمہ کے ارشادات کے حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے غداری کی اور وہ مرتد اور لعنتی و جہنمی ہو گئے۔۔۔ جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے مستند ترین کتب شیعہ کی یہ روایات اور ان کے آئمہ کے یہ ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس سلسلہ کی ایک مختصر سی روایت یہاں بھی پڑھ لی جائے۔ شیعہ حضرات کی ”اصح الکتاب“ ”الجامع الکافی“ کے آخری حصہ ”کتاب الروضہ“ میں ان کے پانچویں امام ابو جعفر یعنی امام باقر (علیہ السلام) کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

کان الناس اہل ردہ بعد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الاثلاثہ فقلت ومن الثلاث فقال المقداد بن الاسود ابوذر الغفاری و سلمان الفارسی رحمۃ اللہ علیہم وبرکاتہ (فرہ) کافی جلد سوم کتاب الروضہ ص ۱۱۵ طبع لکھنؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین کے درادی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکات۔

## اس عقیدے کے خطرناک نتائج

اس تحریری کاوش سے ہمارا مقصد خمینی صاحب کے مقاصد و معتقدات سے ان حضرات کو صرف واقف کرانا ہے جو ناواقف ہیں ان پر بحث و تنقید اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔ تاہم اس عقیدے کے بعض خطرناک اور دور رس نتائج کی طرف ان ہی حضرات کی توجہ مبذول کرانا بھی ہم ان کا حق سمجھتے ہیں تاکہ وہ غور کر سکیں۔

اگر خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لی جائے (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت و امامت کے منصب کے لئے حضرت علی کو نامزد کر دیا تھا اور غدیر خم کے مقام پر اس کا اعلان بھی فرمادیا تھا تو اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی میں ایسے ناکام رہے کہ اللہ کا کوئی پیغمبر بلکہ کوئی مرشد و مصلح بھی اتنا ناکام نہ رہا ہو گا۔ آپ نے ابتدائے دور نبوت سے وفات تک جن لوگوں کی تعلیم و تربیت پر محنت کی اور جو سفر و حضر میں ساتھ رہے، دن رات آپ کے ارشادات گنتے رہے۔ آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی انہوں نے ایسی غداری کی کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی ہوس میں آپ کے قائم کئے ہوئے اس نظام ہی کو ملیا میٹ کر دیا جو آپ نے قیامت تک کے لئے اللہ کے حکم سے امت کی اصلاح و فلاح کے لئے قائم فرمایا تھا۔ جس کے لئے چند روز پہلے ہی ان سب سے عہد و اقرار لیا تھا۔۔۔ کیا تاریخ میں کسی مصلح اور ریفارمر کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے؟

اسی طرح اس عقیدہ کا نتیجہ بھی ہو گا کہ سارا دین ناقابل اعتماد ہو جائے گا کیونکہ وہ انہیں صحابہ کے واسطے سے امت کو ملا ہے ظاہر ہے جو لوگ ایسے ناخدا ترس اور ایسے نفس پرست ہوں ان پر دین و ایمان کے بارے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور خاص طور سے موجودہ قرآن تو قطعاً ناقابل اعتبار ٹھہرے گا کیونکہ یہ مسلم ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جس کی



ترتیب و اشاعت کا اہتمام و انتظام سرکاری سطح پر خلفائے ثلاثہ ہی کے زمانے میں ہوا تھا۔ خمینی صاحب کے عقیدے کے مطابق یہی تینوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے نظام کو نیست و نابود کرنے کے اصلی ذمہ دار اور (معاذ اللہ) ”اکابر مجرمین“ ہیں۔ پھر تو قرن عقل و قیاس یہی ہے کہ ان لوگوں نے (معاذ اللہ) اپنی سیاسی مصلحتوں کی بناء پر اس میں ہر طرح کی گڑبڑ اور تحریف کی ہوگی۔ جیسا کہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتابوں کی سینکڑوں روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام ان میں سے کچھ روایتیں اور آئمہ معصومین کے وہ ارشادات انشاء اللہ اس مقام میں بھی آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس موقع پر خمینی صاحب کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہمارے اس زمانے کے عام شیعہ کی طرح موجودہ قرآن ہی کو اصلی قرآن کہتے اور تحریف کے عقیدہ سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی کتاب ”الحکومتہ الاسلامیہ“ ہی میں انہوں نے ایک جگہ علامہ نوری طبری کا ذکر پورے احترام کے ساتھ کیا ہے اور اپنے نظریات ”ولایت فقیہ“ پر استدلال کے سلسلہ میں ان کی کتاب ”متدرک الوسائل“ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ (الحکومتہ الاسلامیہ ص ۶۶) حالانکہ خمینی صاحب جانتے ہیں اور ہر شیعہ عالم کو علم ہے کہ ان علامہ نوری طبری نے قرآن کے محرف ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے ”فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب اس کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے آئمہ معصومین کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں تحریف ہوئی اور ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے اور ہمارے عام علمائے متقدمین کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ اس وقت ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں آگے یہ موضوع مستقل طور پر زیر بحث آئے گا۔ وبالله التوفیق

## خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں

اب تک خمینی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ان کی کتاب ”الحکومت الاسلامیہ“ ہی کی بنیاد پر لکھا گیا ہے اور اس کا تعلق اصول اور اعتقادات سے ہے اور وہی اہم ہے۔ اب ذیل میں ان کی عظیم تصنیف ”تحریر الوسیلہ“ سے صرف دو تین ایسے فقہی مسئلے نقل کئے جاتے ہیں جن سے خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں انشاء اللہ ہمارے ناظرین کو مدد ملے گی۔

”تحریر الوسیلہ“ جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں ایک عنوان ہے۔

القول فی مبطلات الصلوٰۃ

”یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے۔“  
اس عنوان کے تحت دوسرے نمبر پر مسئلہ لکھا گیا ہے۔

ثانیہا التکفیر وهو وضع احدی الیدین  
على الاخری نحو ما یصنعه غیرنا،  
ولا باس حال التقیہ  
دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ  
نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھتا  
ہے۔ جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ  
دوسرے لوگ کرتے ہیں، ہاں تقیہ کی  
حالت میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی ازراہ  
تقیہ یہ بالکل جائز ہے)

(تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۱۸۶)

اسی سلسلہ میں نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔

تاسعہا تعمد قول امین بعد اتمام  
الفتاحہ الامع التقیہ فلا باس بہ  
اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے  
وہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالعقد

آمین کہنا۔ البتہ تقیہ میں جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں۔

(تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۱۶۰)

متعد مذہب شیعہ کا مشہور مسئلہ ہے۔ خمینی صاحب نے تحریر الوسیلہ کتاب النکاح میں قریباً چار صفحے میں متعد سے متعلق جزئی مسائل لکھے ہیں۔ ان میں کئی مسئلے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اس باب کا صرف ایک آخری مسئلہ ہی نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ خمینی صاحب نے اسی مسئلہ پر متعد کے بیان کو ختم فرمایا ہے۔

يجوز التمتع بالزانیہ علی کراہہ زنا کار عورت سے متعد کرنا جائز ہے مگر خصوصاً لوکانت من العواهر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ وہ مشہور المشہورات بالزنا وان فعل پیشہ ور جسم فروش زانیات میں سے ہو اور فلیمنعها من الفجور اگر اس سے متعد کرے تو چاہیے کہ اس کو بدکاری کے اس پیشہ سے منع کرے۔

(تحریر الوسیلہ جلد دوم ص ۲۹۲)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خمینی صاحب نے یہ بھی تفریح فرمائی ہے کہ متعد کم سے کم مدت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (مثلاً ایک رات یا ایک دن، اور اس سے کم وقت یعنی صرف گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے) لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔

(تحریر الوسیلہ ج ۲ ص ۲۶۰)

جیسا کہ عرض کیا تھا یہ مسائل بہر حال فروعی ہیں، ان کی وہ اہمیت نہیں ہے جو اصول اور معتقدات کی ہے، تاہم ان کے مطالعہ سے بھی خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں ان حضرات کو مدد ملے گی جو سمجھنا چاہیں گے۔ واللہ الہادی وہودلی



## باب 3

## خمینی صاحب اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینے میں

خمینی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر ”گفتار شیعہ در باب امامت“ کا عنوان قائم کر کے پہلے مسئلہ امامت کے بارے میں شیعہ سنی اختلاف کا ذکر اور شیعہ نقطہ نظر بیان فرمایا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؑ اور حسن و حسینؑ، سلمان فارسیؑ، ابوذر غفاریؑ، مقدادؑ، عمار اور عباس و ابن عباس ان حضرات نے امامت و خلافت کے بارے میں چاہا اور لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کیا جائے۔ (یعنی حضرت علیؑ کو رسول اللہ ﷺ کا وصی اور آپ کا جانشین امام اور ولی الامر مان لیا جائے) لیکن وہ پارٹی بندی اور طمع و ہوس جس نے ہمیشہ حقیقت کو پامال کیا ہے اور غلط کام کرائے ہیں۔ اس نے اس موقع پر بھی اپنا کام کیا۔۔۔ مذکورہ بالا حضرات (یعنی حضرت وغیرہ) رسل اللہ ﷺ کی تدفین کے کام میں مشغول تھے کہ سقیہ بنی ساعدہ کے جلسہ میں ابو بکر کا انتخاب کر لیا گیا اور یہ (عمارت خلافت کی) ”خشت اول“ (پہلی اینٹ) تھی جو ٹیڑھی رکھی گئی۔ وہیں سے اختلاف شروع ہو گیا۔۔۔ شیعہ کہتے ہیں کہ امام کی تعیین اور نامزدگی خدا کی طرف سے ہونی چاہیے اور اس کی طرف سے علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین اولی الامر نامزد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو آئمہ اولی الامر متعین اور نامزد کیا ہے۔

خمینی صاحب نے امامت و خلافت کے بارے میں اپنا اور اپنے فرقہ اثنا عشریہ کا یہ موقف اور دعویٰ بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالیہ عنوان قائم کر کے لکھا ہے۔

## چرا قرآن صریحاً "اسم امام را بزدہ؟"

"پس انا انکہ بحکم خرد و قرآن روشن شد کہ امامت یکے از اصول مبہمہ اسلام است و خدا این اصل مسلم را در چند جائے قرآن ذکر کردہ اینک در جواب این گفتار میپردازیم کہ چرا خدا اسم امام را با نعرہ شناسنامہ نکر نکر دہ تا خلاف برداشتہ شود و اینہم خونریزی نشود؟"

سوال کا حاصل یہ ہے کہ اگر حضرت علی اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین کی امامت کا مسئلہ (خمینی صاحب اور عام شیعوں کے دعویٰ کے مطابق) از روئے عقل اور از روئے قرآن اسلام کے اہم اصولوں میں سے ہے اور قرآن میں چند جگہ اس کا ذکر فرمایا گیا ہے تو پھر خدا نے قرآن میں امام کا نام کیوں ذکر نہیں کیا؟ اگر صراحت کے ساتھ امام کا نام قرآن میں ذکر کر دیا جاتا تو اس مسئلہ میں امت میں اختلاف پیدا نہ ہوتا اور جو خونریزیاں ہوئیں وہ نہ ہوتیں؟

## خمینی صاحب کے جوابات

خمینی صاحب نے اس سوال کے چند جوابات دیئے ہیں۔ ان میں سے پہلے دو جوابوں کا چونکہ ہمارے موضوع سے خاص تعلق نہیں ہے اس لئے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔ تاہم ان کے بارے میں بھی اتنا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتاب "الحکومت الاسلامیہ" اور "تحریر الوسیلہ" کے مطالعہ سے (عقیدہ سے قطع نظر) ان کے علم و دانش کے بارہ میں جو اندازہ ہوا تھا یہ وہ جواب اس سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے بلکہ اس بات کی دلیل اور مثال ہیں کہ جب کوئی صاحب علم و دانش آدمی بھی ایک غلط عقیدہ قائم کر لیتا ہے

اور اس کی حمایت کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے تو انتہائی درجہ کی بے تکلی جاہلانہ اور سفیانہ باتیں بھی اس سے سرزد ہوتی ہیں، اگر ہم کو خمینی صاحب پر تنقید اور ان کی تنقیص سے دلچسپی ہوتی تو ہم ان دو جواہروں کو بھی نقل کرتے اور ان پر بحث کر کے ناظرین کو دکھاتے کہ خالص علم و دانش کے لحاظ سے یہ دونوں جواب کس قدر لچر اور بے تکے ہیں لیکن جیسا کہ عرض کیا چونکہ ان کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم نے ان کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خمینی صاحب نے اس سوال کا تیسرا جواب یہ دیا ہے جس کا ہمارے موضوع سے تعلق ہے۔

”آنکہ فرضا در قران اسم امام را بم تعیین میگردانند چاکہ خلاف ہیں مسلمان بنا واقع نمیشد انبانیکہ سالبا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپانده بودند و دستہ بندیبا میگردند ممکن نبود یگفتہ قران انکار خود دست بردارند، بابر حیلہ بود کار خود را انجام میدادند بلکہ شاید در این صورت خلاف بین مسلمان با طورے میشد کہ با نبدا م اصل اسلام منتہی میشد زیرا کہ ممکن بود آنہا کہ در صد ریاست بودند چون دیدند کہ با اسم اسلام نمیشود بمقصد خود برسند بکرہ حزے بر ضد اسلام تشکیل میدادند“ الخ (کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴)

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالفرض قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کے لئے امام کا (یعنی حضرت علی کا) نام بھی ذکر کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت و خلافت کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا۔ جن لوگوں نے حکومت و ریاست کی طمع ہی میں برہنہ برس سے اپنے کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا اور چپکار رکھا تھا اور جو اسی مقصد کے لئے سازش اور پارٹی بندی کرتے رہے تھے ان سے ممکن



نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے، جس حیلے اور جس پینترے سے بھی ان کا مقصد (یعنی حکومت و اقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور ہر قیمت اپنا منصوبہ پورا کرتے بلکہ شاید اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا۔ جس کے نتیجے میں اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی، کیونکہ ممکن تھا کہ اسلام قبول کرنے سے جن لوگوں کا مقصد و نصب العین صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا، جب وہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے اور اس سے وابستہ رہ کر ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے تو اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنالیتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آ جاتے.....

## یہ کن بد بختوں کا ذکر ہے؟

ہمارے بعض بھائی جو شیعہ مذہب سے واقف نہیں ہیں وہ شاید نہ سمجھ سکتے ہوں کہ خمینی صاحب کن بد بخت لوگوں کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ حکومت و ریاست ہی کی طمع اور طلب میں اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اسی کی امید میں اس سے چپکے رہے اور اگر قرآن میں امت کے امام اور صاحب حکومت کی حیثیت سے حضرت علی کے نام کی صراحت بھی کر دی جاتی تب بھی وہ لوگ اس کو نہ مانتے، یہاں تک کہ اگر وہ دیکھتے کہ اسلام چھوڑ کے اور اس کی دشمنی کا موقف اختیار کر کے وہ حکومت و اقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو وہ ایسا ہی کرتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آ جاتے۔

تو ان ناواقف بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ شیعہ کے معروف مسلمات میں سے یہ بھی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا یہی حال تھا۔ حضرت ابو بکر کو ان کے ایک کاہن دوست نے (اور ایک دوسری شیعہ روایت کے مطابق کسی یہودی غلام نے) بتلایا تھا کہ محمدؐ بن عبد اللہ نبی ہوں گے اور ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، تم ان کے ساتھ لگ جاؤ گے تو ان کے بعد

تم ان کی جگہ حکمراں ہو جاؤ گے تو (معاذ اللہ) ابو بکر نے اس (کاہن یا یہودی) کے کہنے کی بنیاد پر حکومت ہی کی طمع میں بظاہر اسلام قبول کیا تھا۔

”حملہ حیدری“ کا مصنف باذل ایرانی، کاہن والی کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

بلاد کاہنے دا وہ بودیک خبر کہ مبعوث گرد ویکے نامور  
نبطی زمیں در ہمیں چند گاہ بود خاتم انبیائے الہ  
تو با خاتم انبیاء بگر وی جو او بگذرد جانشینش شوی  
نکابن چہ بودش بیاد این نوید بیاورد ایمان نشان چون بدید  
(حملہ حیدری ص ۱۳ بحوالہ آیات بینات ۸۲)

۱۔ حملہ حیدری شیعہ حضرات کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ یہ شیعہ نقطہ نظر کے مطابق تاریخ اسلام کا منظوم دفتر ہے۔ اس کا مصنف باذل ایرانی بڑا قادر الکلام شاعر ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں پہلی بار تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ۱۲۶۸ھ میں مطبع سلطانی لکھنؤ میں اس دور کے مجتہد اعظم سید محمد صاحب کی اصلاح اور تحشیہ کے ساتھ طبع ہوئی تھی۔ اور اسی حملہ حیدری میں ہے۔

خبر دادہ بودند چون کابنان کہ دین محمد کبیر و جہان  
بمہ پیروانش بعزلت رسند تمام اہل انکار ذلت کشند  
(حملہ حیدری صفحہ ۱۵ بحوالہ آیات بینات ص ۸۰)

اور شیعوں کے معروف مصنف علامہ باقر مجلسی نے رسالہ رجبہ میں بارہویں امام معصوم (امام مہدی) کی طرف نسبت کر کے ان کا ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے یہود کے بتلانے کے مطابق کلمہ ایشان از دوائے گفہ یہود بظاہر کلمتیں گفتند از برائے طمع اینکہ شاید ولایت و حکومت حضرت بایشان بدہود و در باطن کافر بودند

انہوں نے یہود کے بتلانے کے مطابق کلمہ توحید اور کلمہ رسالت زبان سے پڑھ لیا تھا۔ اس لالچ اور اس امید میں کہ شاید آنحضرت ﷺ حکومت اور اقتدار ان

کو دے دیں اور اپنے باطن میں اور دل میں یہ کافر ہی تھے۔

(بحوالہ آیات بینات ص ۸۵-۸۶)

بہر حال خمینی صاحب نے اپنی مندرجہ بالا عبارت میں حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کا رتمام اکابر صحابہ ہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے سے ان کا مقصد صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا اور اس کے لئے یہ قرآن کے صریح فرمان کی مخالفت کر سکتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ یہ مقصد اسلام چھوڑ کے اور (ابو جہل اور ابولہب کی طرح) اس کی دشمنی کا موقف اختیار کر کے حاصل ہو سکتا ہے تو یہ لوگ بے دریغ یہ بھی کر گزرتے۔

۱۔ (چونکہ اس وقت ہمارا اصل خطاب اہلسنت سے ہے۔ اس لئے ہم ان خرافات کی تردید میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہمیں یقین ہے کہ ہر مسلمان بلکہ وہ غیر مسلم بھی جو اسلام اور اس کی تاریخ کے بارے میں کچھ جانتے ہیں ان خرافات کو خرافات ہی سمجھیں گے اور دیوانے کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ دیں گے۔ قاتلہم اللہ انہی یوفکون) آگے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام لے کر بھی مشق تبرا فرمائی ہے۔ جیسا کہ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔

یہاں تک خمینی صاحب کے جواب نمبر ۳ پر گفتگو ہوئی۔ اب ناظرین کرام ان کا جواب نمبر ۴ ملاحظہ فرمائیں۔

”آنکہ ممکن بود در صوتیکہ امام را در قرآن ثبت میگردند آبنایکہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نہ داشتند و قرآن را وسیلہ اجرائے نیات فاسدہ خود کردہ بودند ان ایت را ان قرآن پر دارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ قرآن را انظر جہانیاں بیندازند و تا روز قیامت این ننگ برائے مسلمانان و قرآن انہا بماند و بمعایے را کہ مسلمانان بکتاب یس و نصاریٰ



میگرفتند عینا برائے خود اینہا ثابت شود“

(کشف الاسرار ص ۱۱۴)

ثمنی صاحب کے اس جواب نمبر ۴ کا حاصل یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں امام کا نام بھی صراحتاً ذکر فرمادیتا تو جن لوگوں نے اسلام اور قرآن سے صرف دنیا اور حکومت ہی کے لئے تعلق قائم کیا تھا اور قرآن کو انہوں نے اپنی اغراض فاسدہ کا ذریعہ اور وسیلہ بنالیا تھا اور اس کے سوا، اسلام اور قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ ان کے لئے بالکل ممکن تھا کہ ان آیتوں کو (جن میں امام کا نام ذکر کیا گیا ہوتا) وہ قرآن سے نکال دیتے اور اس مقدس آسمانی کتاب میں تحریف کر دیتے اور قرآن کے اس حصہ کو ہمیشہ کے لئے دنیا والوں کی نظر سے غائب کر دیتے اور روز قیامت تک مسلمانوں اور ان کے قرآن کے لئے یہ بات باعث شرم و عار ہوتی اور مسلمانوں کی طرف سے یہود نصاریٰ کی کتابوں کے بارے تحریف کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہی اعتراض انہر اور ان کے قرآن پر عائد اور وارد ہوتا۔

ثمنی صاحب کے جواب نمبر ۳ کی وضاحت کرتے ہوئے اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بعد اس جواب نمبر ۴۔ پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں، اس میں ثمنی صاحب نے اپنے اس عقیدہ کا عام تبرائی شیعوں کی طرح صفائی سے اظہار فرمایا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان سے بیعت کر کے مخلصانہ تعاون کرنے والے تمام ہی صحابہ کرام نے (معاذ اللہ) صرف دنیا اور حکومت و ریاست کی طمع میں اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑا تھا اور وہ اپنے اس مقصد کے لئے ہرناکردنی کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں تحریف بھی کر سکتے تھے۔۔۔ اس کے بعد ثمنی صاحب کا جواب نمبر ۵ ملاحظہ فرمایا جائے۔

”فرضا کہ بیچ یک ازین امور نمیشد باز خلاف از بین

مسلمانا بر شیخواست زیرا ممکن بود ان حزب ریاست خواہ کہ

انکار خود ممکن نبود دست بردارند خود ایک حدیث پیغمبر

اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شما با شوری  
باشد، علی بن ابی طالب را خدا انیس منصب خلع کرد۔"

(کشف الاسرار ص ۱۱۴)

خمینی صاحب کے اس جواب نمبر ۵ کا حاصل یہ ہے کہ اگر قرآن میں صراحت کے ساتھ امام اور ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی کا نام صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا جاتا اور جواب نمبر ۳-۴ میں ہم نے جن باتوں کا ذکر کیا ان میں سے بھی کوئی بات ظہور میں نہ آتی اور قرآن میں تحریف بھی نہ کی جاتی اور وہ آیت جو ان کی توں قرآن میں موجود ہوتی جس میں علی بن ابی طالب کی امامت کی صراحت کی گئی ہوتی تب بھی یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ امامت و خلافت کے مسئلہ میں مسلمانوں میں وہ اختلاف نہ ہوتا جو ہوا۔ کیونکہ جو پارٹی (معاذ اللہ) ابو بکر عمر کی پارٹی، صرف حکومت و اقتدار کی طالب تھی اور اسی کی طمع اور امید میں اس نے اپنے کو اسلام کے ساتھ چپکایا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ وہ قرآن کی اس آیت کی وجہ سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتی، وہ لوگ فوراً ایک حدیث اس مضمون کو وضع کر کے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے پیش کر دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا تھا کہ تمہاری امارت و حکومت کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہو گا۔ علی ابن ابی طالب کو خدا نے امامت کے منصب سے معزول کر دیا ہے۔۔۔۔۔ خمینی صاحب کا یہ جواب بھی ان کے باطن کا پورا آئینہ دار ہے اور کسی وضاحت اور تبصرہ سے بے نیاز ہے۔

اس جواب نمبر ۵ کے بعد خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام لے کر مشق تبرافرمائی ہے۔ پہلے عنوان قائم فرمایا ہے۔ "مخالفتائے ابو بکر بانص قرآن" اس کے بعد دوسرا عنوان قائم کیا ہے۔ "مخالفت عمر باقرآن خدا" پہلے عنوان کے تحت فرمایا ہے۔

"شائد بگوئید اگر در قرآن امامت تصریح میشد شیخین

مخالفت نمی کردند و فرضاً آنہا مخالفت میخواستند بکنند

مسلمانبا انبانمی پذیرفتند۔۔ ناچار درین مختصر چند ماده  
انمخالفتبا نے انباتصریح قران ذکر سکینم تادوشن شودکه انبا  
مخالفت میگردند و مردم ہم میپذیرفتند۔“

(کشف الاسرار ص ۱۱۵)

مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اگر صراحت کے ساتھ حضرت علی کی  
امامت و ولایت کا ذکر کر دیا جاتا تو شیخین (ابو بکر و عمر) اس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور اگر  
بالفرض وہ اس کے خلاف کرنا چاہتے تو عام مسلمان قرآن کے خلاف ان کی اس بات کو  
قبول نہ کرنے اور ان کی بات نہ چل سکتی۔ (ثمنی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ  
یہ خیال اور یہ خوش گمانی غلط ہے) ہم اس کی چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں کہ ابو بکر نے  
اور اسی طرح عمر نے قرآن کے صریح احکام کے خلاف کام اور فیصلے کئے اور عام مسلمانوں  
نے ان کو قبول بھی کر لیا۔ کسی نے مخالفت نہیں کی۔

اس کے بعد ثمنی صاحب نے (اپنے خیال کے مطابق) اس کی تین مثالیں حضرت  
ابو بکر صدیق سے متعلق پیش کی ہیں۔ ان میں پہلی مثال غالباً سب سے زیادہ وزنی سمجھ کر  
ثمنی صاحب نے یہ پیش فرمائی ہے کہ قرآنی آیات اور اس کے بیان فرمائے ہوئے قانون  
وراثت کی رو سے آپ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا آپ کے ترکہ کی وارث تھیں لیکن ابو بکر  
نے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف ان کو ترکہ سے محروم کر دیا اور رسول  
خدا کی طرف سے یہ حدیث گھڑ کے لوگوں کے سامنے پیش کر دی۔ ”نحن معشر الانبیاء لا  
نورث ماترکنہ صدقہ (کشف الاسرار ص ۱۱۵) ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں  
ہوتا، ہم جو بھی چھوڑیں صدقہ ہے۔“

ثمنی صاحب نے ابو بکر صدیق کی مخالفت قرآن کی یہ پہلی مثال پیش فرمائی ہے۔  
جیسا کہ پہلے بھی ہم عرض کر چکے ہیں ثمنی صاحب کی باتوں کا جواب دینا اس وقت ہمارا  
موضوع نہیں ہے تاہم یہاں اتنا اشارہ کر دینا ہم نامناسب نہیں سمجھتے کہ حضرت ابو بکر



صدیق نے یہ حدیث بیان فرما کر خود اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ کو بھی جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی وارث تھیں آپ کے ترکہ سے ان کا حصہ نہیں دیا۔

صدیق اکبر کی مخالفت قرآن کی ثمنی صاحب کی طرف سے پیش کی ہوئی یہ پہلی مثال تھی۔ باقی دو مثالیں بھی اسی طرح کی ہیں۔۔۔۔۔ اس کے آگے ثمنی صاحب نے ”مخالفت عمر باقرآن خدا“ کا عنوان قائم کر کے چار مثالیں حضرت عمر سے متعلق ذکر کی ہیں۔ جن میں سب سے پہلی مثال (غالباً) اپنے دعویٰ کی سب سے زیادہ روشن اور وزنی دلیل سمجھتے ہوئے ثمنی صاحب یہ پیش فرمائی ہے کہ متعہ کو قرآن میں جائز قرار دیا گیا تھا۔

۱۔ (ہمارے اکثر ناظرین ناواقف نہ ہوں گے کہ متعہ مذہب شیعہ میں صرف جائز اور حلال ہی نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ انشاء اللہ اس بارہ میں اپنے موقع پر تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔)

عمر نے قرآنی حکم کے خلاف اس کو حرام قرار دے دیا۔۔۔ باقی تین مثالیں بھی اسی طرح کی اور اسی وزن کی ہیں۔

قیاس کن زگستان من بہار مرا

حقیقت یہ ہے کہ یہ مثالیں ہی حضرات شیخین اور عام صحابہ کرام کے خلاف ثمنی صاحب کے قلبی عناد اور سیاہ باطنی کی دلیلیں ہیں، اور چونکہ یہ سب وہی گھسے پٹے مطاعن اور مباحث ہیں جن پر گذشتہ سات آٹھ صدیاں بھی عربی، فارسی اور اردو میں بھی بلا مبالغہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں چھوٹی بڑی کتابیں اور ضامین و مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان مثالوں کا ذکر کرنا اور ان پر تبصرہ کرنا غیر ضروری سمجھا نیز یہ کہ ساتویں اور آٹھویں صدی کے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے لے کر ہماری چودھویں صدی کے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنؤیؒ تک اہل سنت کے متکلمین و مصنفین نے ان موضوعات پر جو کچھ لکھا ہے (جو بجائے خود ایک وسیع کتب خانہ ہے) راقم سطور کے نزدیک

اس پر کسی اضافہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ہمارے اس مقالہ کا موضوع شیعہ سنی اختلافی مسائل پر بحث مباحثہ نہیں ہے۔ اس میں ہمارا خطاب اہل سنت ہی سے، خاص کر ان پڑھے لکھے اور دانشور کھلائے جانے والے حضرات سے ہے جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں۔ جو ایرانی سفارت خانوں اور ان کے ایجنٹوں کے ذریعہ خمینی صاحب کی شخصیت کے بارے میں کیا جا رہا ہے کہ وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ وحدت اسلامی کے داعی ہیں، حضرات خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو وہ شیطان قرار دیتے ہیں جو شیعہ سنی اختلاف کی بات کریں۔ یہ پروپیگنڈہ (جو سو فی صد تقیہ اور جھوٹ پر مبنی ہے) اس طرح کیا جا رہا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان کی پوری فضا اس سے بھر دی گئی۔

۱۔ ہندو پاکستان کے ایرانی سفارت خانوں اور ان کی ایجنسیوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اخبارات و رسائل اور محفلوں کی شکل میں اردو زبان میں جو پروپیگنڈہ اس سلسلہ میں کیا جا رہا ہے۔ اس کا حال تو کسی قدر تفصیل سے معلوم ہے۔ لیکن یورپ، امریکہ، افریقہ جیسے ممالک کے بارے میں خطوط سے اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کی زبانوں میں یہ پروپیگنڈہ اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر اور زور شور سے کیا جا رہا ہے اور عام طور سے پڑھے لکھے مسلمان جو حقیقت سے بالکل واقف نہیں۔ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر خمینی صاحب کے بارے میں ایسا ہی یقین رکھتے ہیں۔۔۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ تقیہ (یعنی جھوٹ بول کر دوسروں کو دھوکا دینا) شیعہ مذہب میں صرف جائز نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور آئمہ معصومین کی سنت ہے۔ مذہب شیعہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ سینوں کے ساتھ جماعت میں ان کے امام کے پیچھے ازراہ تقیہ جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہوگا۔ انشاء اللہ آگے اپنے موقع پر اس موضوع پر تفصیل سے عرض کیا جائے گا۔) عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں ان کے خیالات اور موقف

سے واقف کرانا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر عقلیں مسخ نہیں کر دی گئی ہیں اور ہدایت سے محرومی کا فیصلہ نہیں کر دیا گیا ہے تو خمینی صاحب کی جو عبارتیں ان صفحات میں ان کی ”کشف الاسرار“ سے نقل کی گئی ہیں۔ وہی اس مقصد کے لئے کافی ہیں۔

ہاں اس سلسلہ میں حضرت فاروق اعظم کی شان میں خمینی صاحب کا ایک انتہائی دل آزار اور دلخراش جملہ ہم دل پر جبر کر کے ان فریب خوردہ حضرات کی عبرت و بصیرت کے لئے اور نقل کرتے ہیں۔

خمینی صاحب نے ”مخالفت عمر باقرآن خدا“ کے عنوان کے تحت، سب سے آخر میں ”حدیث قرطاس“ کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظم کی شان میں ان کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

”ایں کلام یا وہ کہ انا صل کفر و زندہ ظاہر شدہ مخالفت است بایا تے انقران کریم“

(کشف الاسرار ص ۱۱۹)

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم کو صراحتاً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔ خمینی صاحب کی اس بد زبانی پر کہنے کو تو بہت کچھ دل چاہتا ہے لیکن اس سے اپنے غیظ و غضب کے اظہار کے سوا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس لئے اس کا انتقام عزیز ذواتقام ”ہی کے سپرد کرتے ہیں۔



خمینی صاحب نے اس بحث کے آخر میں ایک عنوان قائم فرمایا ہے۔

نتیجہ سخن مادریں بارہ (یعنی شیخین کی طرف سے قرآن کی مخالفت کے بارے میں ہماری مندرجہ بالا گفتگو کا نتیجہ) اس عنوان کے تحت خمینی صاحب فرماتے ہیں۔

”از مجموعہ ایں مادبا معلوم شد مخالفت کردن۔“



شیخین از قرآن در حضور مسلمانان یک امر خیلے مبہم نہ بودو  
 مسلمانان نیز یا داخل در حزب خود انہا بودہ دور مقصود با انہا  
 بودند، دیا اگر ہمراہ نبودند جرات حرفزدن در مقابل انہا کہ  
 با پیغمبر خدا و دختر او ایں طور سلوک می کردند داشتند، و یا اگر  
 گاہے یکے ازانہا یک فے میز و بسخن اور حے نمیگزاشتند و جملہ  
 کلام انکہ اگر در قرآن ہم ایں امر با صراحت لہجہ ذکر میشد باز  
 انہا دست از مقصود خود برنمیداشتند و ترک ریاست برائے گفته  
 خدا نمی کردند۔ منتہا چون ابو بکر ظاہر سانش بیشتر بود با یک  
 حدیث ساختگی کار را اتمام میکرد چنانچہ راجع با یاب ارث  
 دیدید و از عمر ہم استبعاد لے نداشت کہ اخر امر بگوید خدایا  
 جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن یا اور دن ایں ایت اشتباہ کردند و  
 مجبور شدند، انگاہ سنیان نیز از جائے برمیخواستند متابعت  
 اور امی کردند چنانچہ در اینہمہ تغیرات کہ در دین اسلام داد  
 متابعت ازو کردند و قول اورا با یات قرانی و گفتہائی پیغمبر  
 اسلام مقدم داشتند“

(کشف الاسرار ص ۱۹۹-۱۲۰)

خمینی صاحب نے اس طول طویل عبارت میں اپنے ناظرین کے سامنے اس بحث کا  
 نتیجہ اور خلاصہ پیش کیا ہے جو انہوں نے شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر) کی مخالفت قرآن  
 کے بارہ میں کی ہے۔ (جو ہمارے ناظرین کرام نے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائی) خمینی  
 صاحب کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ابو بکر و عمر کی مخالفت قرآن کی جو مثالیں  
 پیش کی ہیں۔ ان سے معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کی موجودگی میں اور اعلانیہ ان کے سامنے  
 صریح قرآنی احکام کے خلاف رویہ اختیار کرنا ان دونوں کے لئے کوئی اہم اور غیر معمولی

بات نہیں تھی۔ اس وقت کے مسلمانوں (یعنی صحابہ) کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی پارٹی میں شامل اور حکومت و اقتدار طلبی کے ان کے مقصد و نصب العین میں ان کے ساتھ شریک، ان کے رفیق کار اور پورے ہمنوا تھے، یا اگر ان کی پارٹی میں شامل اور ان کے پورے ہمنوا نہیں تھے تو بھی ان کا حال یہ تھا کہ وہ ان جفا پیشہ طاقتور منافقین کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ جو خود رسول خدا اور آپ کی لخت جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکے تھے۔

۱۔ اس ظالمانہ سلوک سے خمینی صاحب کا اشارہ ان شیعہ روایات کی طرف ہے جن میں بیان کیا گیا ہے (معاذ اللہ) شیخین اور ان کی پارٹی کے خاص ساتھیوں نے (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسی ایذائیں پہنچائیں اور کیسے کیسے ستایا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی لخت جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا۔

(ابو بکر نے ان کو باپ کے ترکہ سے محروم کیا اور (معاذ اللہ) عمر نے ان کے بازو پر ایسا تازیانہ مارا جس سے ان کا بازو سوج گیا اور گھر کا دروازہ ان پر گر ادا۔ جس سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اور پیٹ میں جو بچہ تھا، جس کا نام پیدائش سے پہلے ہی رسول اللہ "محسن" رکھ گئے تھے۔ وہ شہید ہو گیا۔" یہ (خرافاتی روایت ماباقر مجلسی نے "جلا العیون" میں ذکر کی ہے) (اس کے اردو ترجمہ مطبوعہ ایران کے حصہ اول ص ۲۷۲ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے) اور واضح رہے کہ خمینی صاحب نے اپنی اسی کتاب کشف الاسرار کے ص ۱۲۱ پر مجلسی کی کتابوں کو معتبر قرار دے کر ان کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے۔ نیز یہ روایت شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتاب احتجاج طبری ص ۳۷ میں بھی ہے۔ علاوہ ازیں خود خمینی صاحب نے حضرت عمر کے بارے میں کشف الاسرار ہی میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے آخری وقت میں آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی کہ حضور پاک ﷺ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ اور آپ اسی صدمہ کو لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ ص ۱۱۹ اور اسی کشف الاسرار میں حضرت عمر کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے گھر میں آگ لگائی۔

(درخانہ پیغمبر آتش زد ص ۱۱۱) معاذ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

وہ ان سے ڈرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے خلاف زبان کھولنے کی ان میں جرات و ہمت ہی نہیں تھی، اور اگر ان میں سے کوئی بات کرنے کی ہمت بھی کرتا اور کچھ بولتا تو وہ اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور جو کرنا ہوتا وہی کرتے۔ حاصل یہ کہ اگر قرآن میں امامت کے منصب کے لئے حضرت علی کے نام کی صراحت بھی کر دی گئی ہوتی تب بھی یہ لوگ (شیخین اور ان کی پارٹی) اللہ کے فرمان کی وجہ سے حکومت پر قبضہ کے اپنے مقصد اور منصوبہ سے ہرگز متبردار نہ ہوتے۔ ابوبکر جنہوں نے پہلے سے پورا منصوبہ تیار کر رکھا تھا، قرآن کی اس آیت کے خلاف ایک حدیث گھر کے پیش کر دیتے اور معاملہ ختم کر دیتے جیسا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ ﷺ کی میراث سے محروم کرنے کے لئے کیا اور عمر سے بالکل بعید نہیں تھا کہ وہ (اس آیت کے بارے میں جس میں صراحت کے ساتھ امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو خود خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا جبرئیل یا رسول خدا سے اس کے پہچاننے میں بھول چوک ہو گئی، اس وقت سنی لوگ بھی ان کی تائید کے لئے کھڑے ہو جاتے اور خدا کے فرمان کے مقابلہ میں ان ہی کی بات مانتے۔ جیسا کہ ان ساری تبدیلیوں کے بارے میں ان کا رویہ ہے جو عمر نے دین اسلام اور اس کے احکام میں کی ہیں۔ ان سب میں سینوں نے قرآنی آیات اور رسول خدا کے ارشادات کے مقابلہ میں عمر کی بات ہی کو مقدم رکھا ہے اور اسی کی پیروی کر رہے ہیں۔

## حضرت عثمان ذوالنورین کے بارے میں

شاید ناظرین نے بھی محسوس کیا ہو کہ حضرات شیخین، عام صحابہ کرام اور اس کے آگے ان کے متبعین اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تو خمینی صاحب نے اس موقع



پر اپنے خیالات و ”تحقیقات“ کا اظہار فرمایا لیکن خلیفہ ثالث حضرت عثمان کا کوئی ذکر ہی نہیں آیا۔ تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ خمینی صاحب کے نزدیک وہ (معاذ اللہ) اس درجہ کے مجرم ہیں کہ ان کو اور ان کے ساتھ حضرت معاویہ کو انہوں نے یزید کے ساتھ مجرمین کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے۔ اسی کتاب ”کشف الاسرار“ میں مندرجہ بالا بحث سے چند صفحے پہلے یہ مضمون لکھنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیج کر دین اسلام کی اور خداوندی قانون کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر و تکمیل کرائی اور یہ عادت مکمل ہو گئی تو عقل کا تقاضا ہے کہ وہ خدا اس کی بقا اور حفاظت کا بھی انتظام کرے اور اپنے پیغمبر ہی کے ذریعے اس کے بارے میں ہدایت دے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کو خدا مان کر ہم اس کی پرستش کریں۔۔۔ آگے اسی سلسلہ میں خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

”ما خدائے داپرستش میکنیم و می شناسیم کہ کار بایش  
بر اساس عقل پائیدار و بخلاف گفته، عقل بیج کارے نہ کند نہ  
آن خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا  
کنده خود بخرابی ان بکوشد و یزید و معاویہ و عثمان و انیس قبیل  
چبا و لچی بائے دیگر داب مردم امارت دہد۔“

مطلب یہ ہے کہ ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں۔ جس کے سارے کام عقل و حکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالی شان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اس کی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بد قماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کر دے۔

اس وقت ہم کو اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے ناظرین کو صرف یہ بتانا ہے کہ حضرت عثمان بھی (جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کا نکاح کیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں) خمینی صاحب کے نزدیک اس درجہ کے

مجرم ہیں۔ (کبرت کلمہ تخرج من افواہم)

## اب رہ گئے بس حضرت علی

ان کے تین یا چار ساتھی (سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن الاسود اور ایک روایت کے مطابق چوتھے عمار بن یاسر بھی) اس وقت کے ایک لاکھ سے اوپر مسلمانوں میں شیعہ روایات کے مطابق بس یہی پانچ حضرات تھے، جو منافق نہیں تھے۔ مومن صادق تھے، اور وفات نبوی کے بعد بھی یہ ثابت قدم رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس پانچ نفری جماعت میں قائد اور امیر کی حیثیت علیؑ ہی کی تھی باقی چار ان کے تابع اور پیروکار تھے۔ لیکن شیعہ روایات اور خمینی صاحب کے بیان کے مطابق ان کا بھی حال یہ تھا کہ یہ جاننے کے باوجود ابو بکر (معاذ اللہ) مومن نہیں منافق ہیں اور انہوں نے صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے سے قرآن میں تحریف بھی کر سکتے ہیں اور اس کے بعد بھی آگے یہ کہ اگر کسی وقت یہ محسوس کریں کہ اسلام چھوڑ کے (اور ابو جہل و ابولہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے ہی یہ حکومت و اقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو یہ بھی کر گزریں گے۔ (بہر حال ابو بکر کے بارے میں یہ سب کچھ جاننے کے باوجود) حضرت علیؑ نے تقیہ کا راستہ اختیار کر کے ان کو خلیفہ رسول مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے ساتھ ان کے چاروں ساتھیوں نے بھی اسی طرح تقیہ کا راستہ اختیار کر کے ضمیر کے خلاف ان کی بیعت کی۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب "احتجاج طبری" میں ہے۔

ما من الامہ احد بايع مکرها غیر علی سوائے علی کے اور ہمارے ان چاروں کے امت میں سے کسی نے ابو بکر کی بیعت زور وادبعتنا اور زبردستی سے مجبور ہو کر نہیں کی۔ (یعنی

ان کے سوا سب مسلمانوں نے ان کی بیعت  
برضا اور غبت کی)

پھر شیعہ مذہب کے مسلمات میں سے ہے کہ حضرت علی، ابو بکر کی پوری مدت خلافت میں اس تقیہ ہی کی روش پر قائم رہے کبھی ایک دن بھی انہوں نے کسی مجمع میں اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔ دن میں پانچ وقت ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور امور خلافت میں برابر تعاون کرتے رہے۔ پھر یہی رویہ ان کا حضرت عمر کے قریباً دس سالہ دور خلافت میں اور اس کے بعد حضرت عثمان کے قریباً بارہ سالہ دور خلافت میں مذہب شیعہ کے مسلمات اور شیعہ روایات کے مطابق خلافت و امامت کے مسئلہ میں کبھی اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔

پھر شیعہ روایات میں اس جبر اور زبردستی کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے جس سے مجبور ہو کر حضرت علی نے بیعت کی تھی، وہ بڑی ہی شرمناک اور خود علی مرتضیٰ کے حق میں انتہائی توہین آمیز ہے۔ احتجاجی طبری کی جس روایت میں اس جبری بیعت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی میں ہے کہ حضرت علی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے گھسیٹ کے ابو بکر کے پاس لایا گیا اور وہاں عمر اور خالد بن ولید وغیرہ تلواریں لئے کھڑے تھے اور (معاذ اللہ) عمر نے دھمکی دی کہ بیعت کرو ورنہ سر قلم کر دیا جائے گا، اس طرح ان کو مجبور کیا گیا تب آخر الامر انہوں نے بیعت کی۔“

(ملخصاً، احتجاج طبری ص ۴۷-۴۸)

حیرت ہے کہ ان شیعہ مصنفین نے یہ خرافاتی روایت جس میں حضرت علی کی سخت ترین توہین و تذلیل کی گئی ہے اور ان کو انتہائی بزدل اور پست کردار دکھایا گیا ہے، اپنی تصنیفات میں شامل کرنا کس طرح مناسب سمجھا۔ ہمارے نزدیک تو اس کی کوئی معقول توجیہ اس کے سوا نہیں کی جاسکتی کہ حضرات شیخین کی عداوت اور ان کو ظالم و جابر ثابت کرنے کا جذبہ ان پر ایسا غالب آیا کہ وہ اس کو سوچ ہی نہ سکے کہ اس روایت سے خود حضرت علی کی



تصویر کتنی خراب بنتی ہے۔؟

حضرت علی مرتضیٰ تو امت کے سابقین اولین میں ہیں، ان میں خدا داد طاقت و شجاعت فطری غیرت و حمیت اور محیر العقول جانبازی کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت کے فیض سے عزیمت و قربانی اور حق گوئی و بیباکی کے اوصاف مثالی حد تک راسخ ہو گئے تھے، ان کے بارے میں ایسی بزدلی اور پست کرداری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔۔ بعد کے دور میں بھی اس امت میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے ”کلمہ حق عن سلطان جائز“ کے جہاد کی تابناک مثالیں قائم کی ہیں۔



## باب 4

## حضرات شیخین، ذوالنورین عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کے فرمودات ایک نظر میں

خمینی صاحب کی کتاب ”کشف الاسرار“ کی جو عبارتیں اس سلسلہ کی پہلی قسط میں ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائیں جن میں انہوں نے حضرات شیخین و ذوالنورین، عام صحابہ کرام اور اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تقیہ کی لاگ لپیٹ کے بغیر اپنے عقیدہ و مسلک کی صراحت و صفائی اور پورے ادعا کے ساتھ اظہار فرمایا ہے۔ ان کے بارے میں جو کچھ ہم کو اپنے خاص مخاطبین سے عرض کرنا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے مختصر الفاظ میں خمینی صاحب کے ان فرمودات کا حاصل چند نمبروں میں یکجہا ناظرین کے سامنے ”نقل کفر۔ کفر نباشد“ کی معذرت کے ساتھ پیش کر دیا جائے۔

(۱) شیخین ابو بکر و عمر دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے کو چپکار کھا تھا۔ (جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے یہ چپکار کھنا خود خمینی صاحب کی تعبیر ہے)

(۲) رسول اللہ ﷺ کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے سازش کرتے رہے، اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنالی تھی، ان سب کا اصل مقصد اور مطمح نظر رسول اللہ ﷺ کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا۔ اس کے سوا، اسلام سے قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

- (۳) اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے۔ جس کے لئے انہوں نے اپنے کو اسلام اور رسول اللہ ﷺ سے چپکار کھا تھا۔ اس مقصد کے لئے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے، اور فرمان خداوندی کی پروا نہ کرتے۔
- (۴) قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی۔
- (۵) اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے، یہ ان کے لئے معمولی بات تھی۔
- (۶) اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کر سکتے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا اور علی جن کو امامت کے منصب کے لئے نامزد کیا گیا تھا اور قرآن میں اس کا ذکر کر دیا گیا تھا ان کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا۔
- (۷) اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں، یا جبرئیل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا، یعنی غلطی اور چوک ہو گئی۔
- (۸) خمینی صاحب نے (حدیث قرطاس ہی کا ذکر کرتے ہوئے) بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری وقت میں اس نے آپؐ کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے ہر جاہک



کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔۔۔ اس موقع پر خمینی صاحب نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا۔ یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافر و زندیق تھا۔

(۹) اگر یہ شیخین (اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابو جہل و ابولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے۔

(۱۰) عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی درجہ کے ”چپا و پچی“ (ظالم و مجرم) تھے۔

(۱۱) عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک و شامل ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہمنوا تھے یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی ان میں جرات و ہمت نہیں تھی۔

(۱۲) دنیا بھر کے اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کا ارشاد۔

سنیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابو بکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں، یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔۔۔۔۔ عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کئے سنیوں نے قرآن کے اصل حکم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں اور اس کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور خود انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔ (یہ ہے خمینی صاحب کے فرومودات کا حاصل اور خلاصہ)

## خمینی صاحب کے ان فرمودات کے لوازم و نتائج

### قرآنی آیات اور احادیث متواتر کی تکذیب

خمینی صاحب ”کشف الاسرار“ کی ان عبارتوں میں جو ناظرین کرام نے پہلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں (اور جن کا حاصل بطور بالا میں عرض کیا گیا) حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے خاص رفقاء یعنی حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے ۳-۴ ساتھیوں کے علاوہ --- تمام ہی سابقین اولین مثلاً حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہم صف اول کے سارے ہی صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ فرمایا --- یعنی یہ کہ یہ سب (معاذ اللہ) منافقین تھے، صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں اس پوری پارٹی نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے چپکار کھاتھا اور یہ ایسے شقی اور ناخدا ترس تھے کہ اپنے اس مقصد کے لئے اسلام کو چھوڑ کے (ابو جہل اور ابولہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جانا ضروری سمجھتے تو یہ ایسا بھی کر سکتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض خمینی صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا ظاہر ہے کہ یہ قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تکذیب ہے جن سے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین دعوت و نصرت اور جہاد فی سبیل اللہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ وہ سب مومنین صادقین ہیں، مقبولین بارگاہ خداوندی ہیں، جنتی ہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔۔۔ ان آیات کو پوری وضاحت و تشریح کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ کی ”ازالۃ الحفاء“ میں اور نواب محسن الملک کی آیات بیانات حصہ اول میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد حضرت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنؤی نے علیحدہ علیحدہ ان آیات کی تفسیر میں مستقل رسائل لکھے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحبؒ کے اس سلسلہ کے چند رسائل کے نام یہ ہیں۔  
 مقدمہ تفسیر آیت خلافت، تفسیر آیت استخلاف، تفسیر آیت تمکین فی الارض، تفسیر آیت فنی، تفسیر آیت قتال مرتدین، تفسیر آیت اظہار دین، تفسیر آیت رضون، تفسیر آیت میراث ارض، تفسیر آیت معیت، تفسیر آیت دعوت اعراب (ان کے علاوہ بھی اس سلسلہ کے متعدد تفسیری رسائل حضرت مولانا لکھنوی علیہ الرحمہ کے ہیں) ان میں سے اکثر رسائل قریباً ساڑھے سات سو صفحات کے ضخیم مجلد مجموعہ کی شکل میں حال ہی میں پاکستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ کا نام ”تحفہ خلافت“ ہے۔ یہ مجموعہ ”جامعہ حنیفہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ شہر جہلم (پاکستان) سے طلب کیا جاسکتا ہے۔ (راقم سطور کو حضرت مولانا لکھنوی کے جانشین مولانا عبد العظیم صاحب فاروقی نے بتلایا ہے کہ ان تمام رسائل کو تصحیح وغیرہ کے خاص اہتمام کے ساتھ عنقریب ہی شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

ان چیزوں کا مطالعہ کر کے ہر شخص جو عقل سلیم اور نور ایمان سے محروم نہیں کیا گیا ہے پورے یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خاص معجزانہ انداز میں ان صحابہ کرام کے مومنین صادقین ہونے کی شہادت محفوظ کر دی ہے اور یہ اس لئے بھی کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور آپ کی ساری دینی تعلیمات انہیں کے ذریعہ بعد والوں کو پہنچنے والی تھیں اور یہی رسول اللہ ﷺ کے دعویٰ نبوت، آپ کے واقعات حیات، آپ کی ہدایات، سیرت و تعلیمات اور آپ کے معجزات کے معنی شاہد تھے اور انہی کی دعوت و شہادت بعد والوں کے لئے ایمان لانے کا ذریعہ بننے والی تھی اور اسی لئے رسول اللہ نے اپنے ان اصحاب کی امانت و صداقت اور عند اللہ مقبولیت کی شہادت کے علاوہ ان کے وہ فضائل و مناقب بھی بیان فرمائے جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ ”قدر مشترک“ کے اصول پر یہ احادیث متواتر ہیں۔

بہر حال خمینی صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ ان آیات کی اور ان احادیث متواترہ کی



اسی طرح تکذیب ہے جس طرح کہ یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے۔۔۔ ان آیات قرآنی اور احادیث متواترہ کی تکذیب ہے جن میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ تکذیب دانستہ، شعوری اور بالارادہ ہو۔

## رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پر معاذ اللہ...

پھر بات ان آیات و احادیث کی تکذیب ہی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ عظیم یہ مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر خواص و عوام صحابہ کرام کے بارے میں ثمنی صاحب کے ان فرمودات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و اصلاح، تذکیہ نفس اور تعمیرِ سیرت کے جس مقصد عظیم کے لئے آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ اس میں آپ صرف ناکام ہی نہیں رہے بلکہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حاکم بدہن) انتہائی درجہ کے نااہل اور ناقابلِ ثابت ہوئے۔۔۔ آپ کی زندگی میں ایک لاکھ سے اوپر آدمیوں نے اسلام قبول کیا، ان میں سے ایک بڑی تعداد ابتدائے دور نبوت سے آپ کی حیات طیبہ کے آخری دن تک آپ کے قریب اور سفرو حضر میں آپ کی رفاقت و صحبت میں رہی۔ آپ کے مواعظ و خطبات اور مجلسی ارشادات خود آپ کی زبان مبارک سے دن رات سنتی رہی، آپ کے معاملات اور شب و روز کے معمولات دیکھتی رہی، لیکن ان میں سے دس کو بھی ایمان نصیب نہیں ہوا وہ (معاذ اللہ) منافق یعنی بظاہر مسلمان اور باطن میں کافر ہی رہے۔ کیا کسی مرشد و مصلح کی ناقابلیت اور نااہلیت کا اس سے بڑا کوئی ثبوت ہو سکتا ہے؟ پھر حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے جن تین چار ساتھیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مومن صادق تھے، ان کا بھی حال یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے

دھمکی دباؤ سے مجبور ہو کر ایسے لوگوں کو خلیفہ رسول مان لیتا اور ان کی بیعت کر لی۔ جن کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ وہ مومن ہی نہیں منافق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے دشمن ہیں! اور پھر تقیہ کے نام سے ان کے ۲۴ سالہ دور خلافت میں ان کی اطاعت اور وفاداری کا رویہ اپنائے رہے۔

الغرض خمینی صاحب کے ان فرمودات کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ رسول اللہ کی تلقین و دعوت، تربیت اور بیس سالہ جدوجہد بالکل ہی بے اثر رہی اس سے ایک بھر مرد مومن پیدا نہ ہو سکا یا تو منافقین تھے یا وہ جو تقیہ کے نام سے منافقانہ رویہ ہی اختیار کیے رہے۔۔۔ معاذ اللہ ولا حول ولا قوہ الا باللہ

## قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار، از روئے

### عقل اس پر ایمان ناممکن

اسی طرح خمینی صاحب کے ان فرمودات کا یہ بھی لازمی اور بدیہی نتیجہ ہے کہ قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار ہو جاتا ہے کیونکہ یہ حقیقت مسلم ہے کہ قرآن پاک موجودہ کتابی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے دور میں سرکاری اہتمام سے مدون ہوا، اور پھر حضرت عثمان نے اپنے دور خلافت میں اسی نسخہ کی نقلیں سرکاری طور پر اس وقت کے عالم اسلام کے مرکزی شہروں میں بھیجیں۔۔۔ اور خمینی صاحب کے مندرجہ بالا فرمودات کے مطابق یہ خلفاء ثلاثہ (معاذ اللہ) ایسے منافقین اور ناخدا ترس تھے کہ اپنی دنیوی اور سیاسی اہمتوں کے تقاضے سے قرآن پاک میں بے تکلف ہر طرح کی تحریف اور قطع و برید کر سکتے تھے، اور اگر وہ ایسا کرتے تو عام صحابہ میں سے ہر کوئی ان سے خوف زدہ اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے۔۔۔ ظاہر ہے کہ خمینی صاحب کی اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد عقلی طور پر بھی اس کا امکان نہیں رہتا کہ موجودہ

قرآن کے بارہ میں یقین کیا جائے کہ یہ فی الحقیقت وہی کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور اس میں کوئی تحریف اور قطع و برید کی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔۔۔ خمینی صاحب کے فرمودات کا یہ ایسا روشن اور بدیہی نتیجہ ہے کہ اس کے سمجھنے کے لئے کسی خاص درجہ کی ذہانت اور باریک بینی کی ضرورت نہیں۔ ہر موٹی عقل والا بھی اس کو دو اور دو چار کی طرح سمجھ سکتا ہے۔۔۔ واضح رہے کہ ایمان اس قلبی یقین و تصدیق کا نام ہے جس میں کسی شک و شبہ کا امکان اور گنجائش ہی نہ ہو اور ظاہر ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور عام صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لینے کے بعد قرآن پاک کے بارے میں ایسے یقین کا از روئے عقل امکان ہی نہیں رہتا۔

لحوظ رہے کہ ایمان بالقرآن کے بارے میں یہاں جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ صرف خمینی صاحب کے فرمودات کی بنیاد پر عرض کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آگے اس مقالہ میں اپنے مقام پر لکھا جائے گا اس بارے میں کتب شیعہ میں ”آئمہ معصومین“ سے کیا ارشادات روایت کئے گئے ہیں اور اکابر و اعظم علمائے شیعہ کا موقف کیا رہا ہے۔

## خمینی صاحب کے فرمودات کے لوازم و نتائج کے سلسلہ میں آخری سنگین ترین بات

اس سلسلہ میں راقم سطور ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہے جو اس عاجز کے نزدیک سب سے زیادہ سنگین ہے۔ کاش شیعہ حضرات بھی اس پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔ حضرات شیخین، ذوالنورین اور ان کے خاص رفقاء صف اول کے قریباً تمام ہی صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو پڑھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاندانہ جذبہ رکھنے والے غیر مسلم، آج کل کی سیاسی



مکرو فریب کی عام فضائیں، یہ نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خود ان کے پیغمبر کا دعویٰ نبوت اور ایک نئے مذہب اسلام کی دعوت اپنی حکومت قائم کرنے ہی کی ایک ترکیب تھی، اصل مقصد بس حکومت کرنا تھا۔۔۔۔ اور ابو بکر و عثمان جیسے مکہ کے کچھ سربر آوردہ اور ہوشیار و چالاک لوگ بھی اسی مقصد کو دل میں لئے ہوئے آپ کے ساتھ ہو گئے اور اس طرح اسلام کے نام پر ایک پارٹی بن گئی۔۔۔ اس پارٹی میں شروع ہی سے دو گروپ تھے، ایک طرف خود پیغمبر صاحب تھے جن کا مقصد اور منصوبہ یہ تھا کہ حکومت قائم ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے اس کو اپنے گھر والوں کے لئے محفوظ کر دیں۔ مثلاً "بعد نسل حکومت ہمیشہ انہی کے ہاتھ میں رہے۔۔۔ چنانچہ جب مدینہ میں حکومت قائم ہو گئی تو (شیعی روایات کے مطابق) مختلف موقعوں پر اللہ کے حکم کے حوالہ سے آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا اور آخری کام اس سلسلہ میں آپ نے یہ کیا کہ جب قریباً پورا ملک عرب آپ کے زیر اقتدار آ گیا تو آپ نے غدیر خم کے مقام پر بہت بڑے مجمع میں خدا کے حکم کا حوالہ دے کر اس کا اعلان فرمایا کہ میرے بعد ولی الامر، یعنی حکمران اور فرمانروا کی حیثیت سے میرے جانشین میرے داماد علی بن ابی طالب ہوں گے اور ان کے بعد ہمیشہ حکومت ان کی نسل میں رہے گی۔۔۔ پھر اس کے بعد آپ نے اپنی آخری بیماری میں آخری دنوں میں (شیعی روایات کے مطابق حضرت علی کی اس جانشینی ہی کے لئے) ایک دستاویز لکھا دینے کا بھی ارادہ کیا، لیکن دوسرے گروپ کے سب سے طاقتور آدمی عمر کی مداخلت سے وہ لکھی نہیں جاسکی اور پارٹی میں دوسرا گروپ ابو بکر و عمرو وغیرہ کا تھا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ پیغمبر صاحب کے بعد حکومت پر ہم قبضہ کر لیں گے۔ وہ اس کے لئے شروع ہی سے سازش کرتے رہے تھے، اور بالاخر وقت آنے پر یہی گروپ اپنی چالاک اور چابک دستی سے حکومت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ خمینی صاحب نے "کشف الاسرار" میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر،

حضرت عثمانؓ اور تمام صحابہ کرام کی جو تصویر کھینچی ہے اور ان کے بارے میں جو لکھا ہے

اس نے اسلام اور رسول پاک ﷺ کے سیاہ باطن دشمنوں کے لئے اس طرح سوچنے اور کہنے کا پورا مواد فراہم کر دیا ہے۔ شیعہ حضرات میں جو لوگ سلیم الفطرت اور نیک دل ہیں کاش وہ بھی خمینی صاحب کے فرمودات کے ان لوازم و نتائج پر غور فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں ہرگز اس طرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی۔ قرآن مجید میں ان کا یہ حال بیان فرمایا گیا ہے۔ اشد اعلیٰ الکفار رحماء بینہم (سورۃ الفتح) یعنی ان اصحاب محمد کا حال یہ ہے کہ یہ دین کے منکروں دشمنوں کے مقابلہ میں سخت مزاج ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں (دوسری جگہ ان ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ والف بین قلوبہم (سورۃ الانفال) یعنی اللہ نے رسول خدا پر ایمان لانے والے آپ کے اصحاب کے دل جوڑ دیئے ہیں اور ان میں باہم الفت و محبت پیدا کر دی ہے۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ غیر مسلم مورخین کی شہادت بھی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے صحابہ کرام میں اسی طرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی۔ جس کا نقشہ خمینی صاحب نے ”کشف الاسرار“ میں کھینچا ہے۔ سبحانک هذا بہتان عظیم اب ہم خمینی صاحب کے فرمودات کے متعلق اس سلسلہ کلام کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گزارشات کو اپنے بندوں کے لئے موجب بصیرت بنائے۔

اب ایک نیاز مندانہ اور مخلصانہ عرض داشت اہلسنت کی

طرف سے خمینی صاحب کے مداحوں اور داعیوں کی خدمت میں

جیسا کہ اس مقالہ میں پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے اور خیال ہے کہ اکثر ناظرین کو بطور خود بھی معلوم ہو گا کہ اہل سنت میں سے بھی بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے اور موقر حضرات کی طرف سے اور ان کی بعض معروف جماعتوں اور تنظیموں کے ذمہ داروں کی طرف

سے بھی خمینی صاحب کے بارے میں انتہائی درجہ کے خوش کن خیالات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے اور ان کو اس دور کا امیر المومنین اور امام المسلمین بتلایا جاتا رہا ہے اور امت مسلمہ کے سامنے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ تحریروں، تقریروں اور اخباری بیانات کے ذریعہ گویا شہادت دی جاتی رہی ہے کہ خمینی صاحب دل و جان سے وحدت اسلامی کے داعی ہیں، وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں۔

ہم اس حسن ظن کی بناء پر کہ آپ حضرات نے خمینی اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا، اس کی وجہ حقائق سے اور شیعہ حضرات کے عام معمول ”تقیہ“ کے طول و عرض سے ناواقفی اور غلط معلومات تھے، لیکن اب جبکہ اپنی کتاب ”کشف الاسرار“ کے صفحات اور اس کی عبارتوں سے خمینی صاحب پوری طرح آپ کے سامنے آگئے اور آپ کے لئے ان کے بارے میں غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہی تو آپ سے نیاز مندانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ آخرت کی مسؤلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ اس غلطی کی اصلاح، اس کی تلافی اور امت مسلمہ کے عام افراد پر پڑنے والے اس کے اثرات کے ازالہ کی کوشش سے دریغ نہ کریں یہ آپ کا دینی فریضہ اور خود آپ کی ذات کا آپ پر حق ہے۔

بہر حال ہمارے جن بھائیوں سے خمینی صاحب کے بارے میں غلطی ہوئی (جو یقیناً سنگین غلطی تھی) اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت کو اپنائیں اور رب کریم کی مغفرت و رحمت اور جنت کے مستحق ہوں۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز راقم۔۔۔ سطور کو بھی ہمیشہ اپنے قصوروں کے احساس و اعتراف اور توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ ویتوب اللہ علی من تاب





لہد ۱۴۶۷ - ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۰۴  
۱۳ آ - ۱۹۸۲

## قادیانیوں کو دینی فرائض سے روکنا ظلم ہے ایرانی رسالہ الجہاد کا ادارہ

**الجهاد**  
صوت الدعوة الإسلامية  
في العراق  
إسلامية سياسية  
أسبوعية  
تصدر عن مؤسسة  
الجهاد للصحافة والنشر

صاحب الامتياز  
سعيد توفيق

المدارات

الجمهورية الإسلامية  
في إيران

طهران ص. ب.

۱۱۳۱۵/۱۱۶

هاتف ۸۲.۶۹۱

پاکستان میں ۲۶ اپریل ۱۹۸۲ء کو حکومت کی طرف سے قادیانیوں کے لئے خود کو مسلمان کہلانے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے حکومتی آرڈی نینس کے مطابق قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں امت مسلمہ کو اسلامی اصطلاحات کے ذریعہ دھوکہ دے رہے ہیں جس کا انہیں کوئی حق نہیں ہا اگر ایرانی رسالہ الجہاد کے ادارہ میں قادیانیوں کے خلاف اس آرڈیننس کی مخالفت کر کے قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں شامل رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے بلاشرعین صاحب کی سرپرستی میں نکلنے والے اس رسالہ کی اس تحریر ختم نبوت کے بارے میں ایرانیوں کے عقائد کی تفسیر کھلی گئی ہے۔

### مضائقہ المتدینین فی الباکستان

هرب خلال الاسوسين العاصين ۱۰۰ من المسلمين  
الباکستين الى السويد وظلموا حق اللجوء السياسي  
سبها  
وقال هؤلاء اللاجئون انهم جميعا مسلمون ومن العرقه  
الاحمدية وقد لجأوا الى السويد لعدم تمكنهم من  
اماعة الفرائض الدينية في بلادهم بسبب مضايقات  
النظام العسكري العاصم فيها ومقارنته للاسلاميين.

الجهاد الاثني عشر ذی القعدة ۱۴۰۴ - ۱۳ آ ۱۹۸۲

ایرانی رسالہ الجہاد ۱۳ راکت ۱۳۹۰ کی اس مبارک کافروں



# شہادت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی کی شہرہ آفاق تصانیف و تالیفات

نام کتاب	ہدیہ	نام کتاب	ہدیہ
رہبر و رہنما	140 روپے	اطلاق مذہب شیعہ	25 روپے
اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت	150 روپے	سیدنا معاویہ (مختصر)	10 روپے
خلافت و حکومت	200 روپے	فیصل اک روشن ستارہ	160 روپے
تعلیمات آل رسول ﷺ	200 روپے	ممبران پارلیمنٹ	15 روپے
امام مہدی	120 روپے	یورپ کے سنگین مجرم	20 روپے
پھر وہی قید قفس	120 روپے	مولانا حق نواز جھٹوی شہید کی جدوجہد	15 روپے
حضرت ابو بکر صدیقؓ	10 روپے	صحابہ کرامؓ کا مختصر تعارف	12 روپے
حضرت عمر فاروقؓ	10 روپے	پیغمبر اسلامؐ کا مختصر تعارف	15 روپے
حضرت عثمان غنیؓ	10 روپے	جدید دور میں مسلمانوں کی ذمہ داری	12 روپے
حضرت علی المرتضیٰؓ	10 روپے	گستاخ صحابہؓ کی شرعی سزا	5 روپے
حضرت امیر معاویہؓ	10 روپے	آئمہ اہل بیت کی طرف سے	10 روپے
حضرت حسنؓ	7 روپے	صحابہؓ کی محبت و عظمت کا اعلان	10 روپے
حضرت حسینؓ	7 روپے	مناقب صحابہؓ پر چالیس احادیث	10 روپے
حضرت خالد بن ولیدؓ	10 روپے	سپاہ صحابہؓ میں شہولیت کیوں ضروری ہے؟	10 روپے
حضرت عاتکہ صدیقہؓ	10 روپے	سیدنا معاویہؓ	50 روپے
حضرت فاطمہ الزہراءؓ	10 روپے	اہل بیتؓ کا مختصر تعارف	12 روپے
حضرت خدیجہ الکبریٰؓ	15 روپے	شاہکار اسٹریڈیو	15 روپے
حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ	10 روپے	سپاہ صحابہؓ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟	5 روپے
حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ	12 روپے	چارٹ	
اسلام سچا دین۔ غیر مسلموں کی گواہی	50 روپے	علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات	25 روپے
تدریج کالاپانی	60 روپے	سپاہ صحابہؓ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟	25 روپے
شمس ازم اور اسلام	60 روپے	ختم نبوت	20 روپے
پیغام توحید و سنت	30 روپے	خلافت راشدہ	20 روپے
تحریک آزادی کے نامور سپوت	40 روپے	سیدنا امیر معاویہؓ	20 روپے
سپاہ صحابہؓ کا نصب العین	50 روپے	صحابہ کرامؓ کے فضائل (عربی)	20 روپے
حقیقت مذہب شیعہ	20 روپے		

ناشر: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 640024